بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان
ماہنامہ
اردو۔گجراتی

میمن سماج

مئی 2021ء شوال المکرم ۱۴۴۲ھ

بانٹوا میمن جماعت
قیام: 2 جون 1950

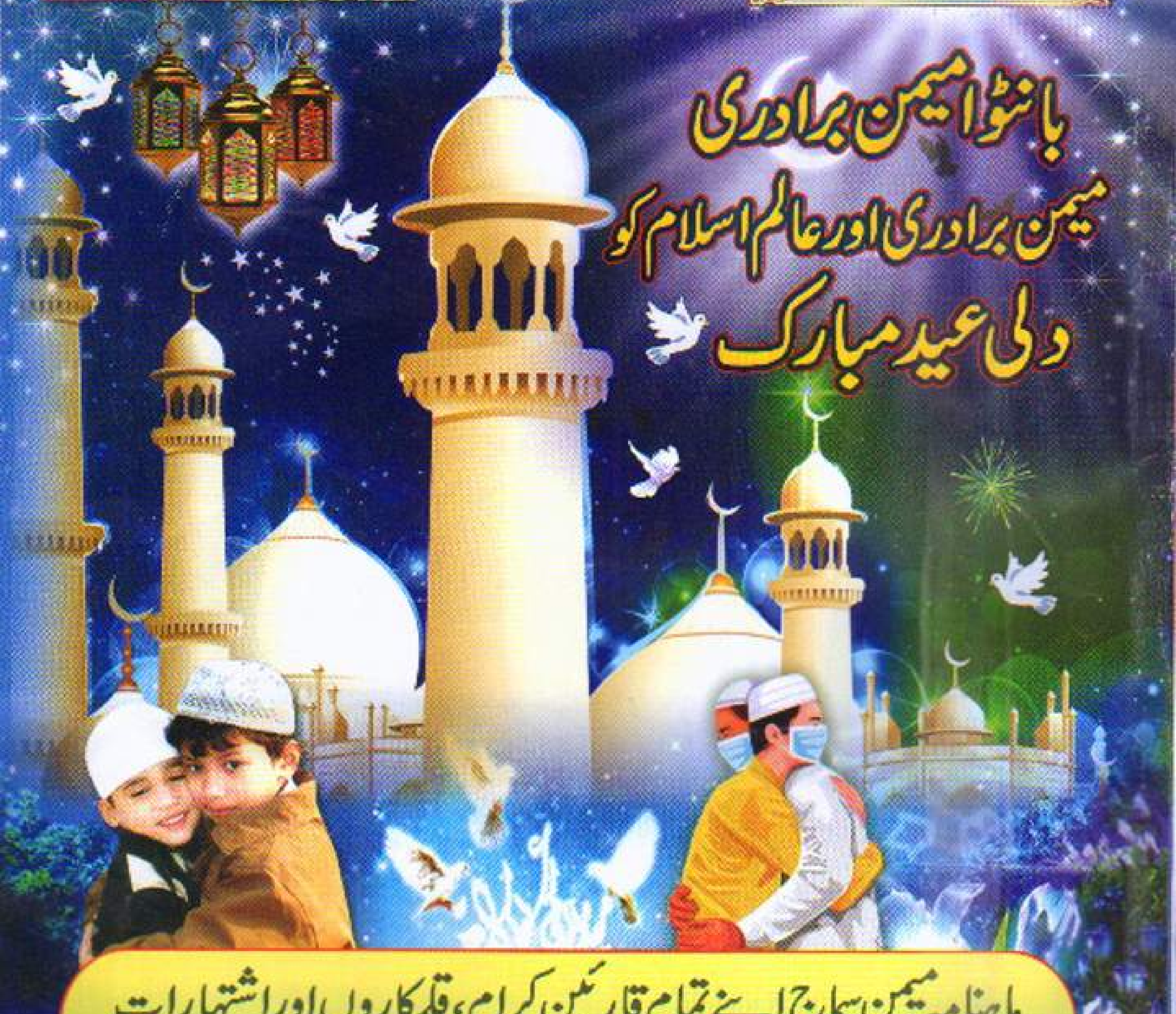

ماہنامہ میمن سماج اپنے تمام قارئین کرام، قلمکاروں اور اشتہارات
دینے والے صاحبان کو عیدالفطر کی خوشیاں مبارک ہوں

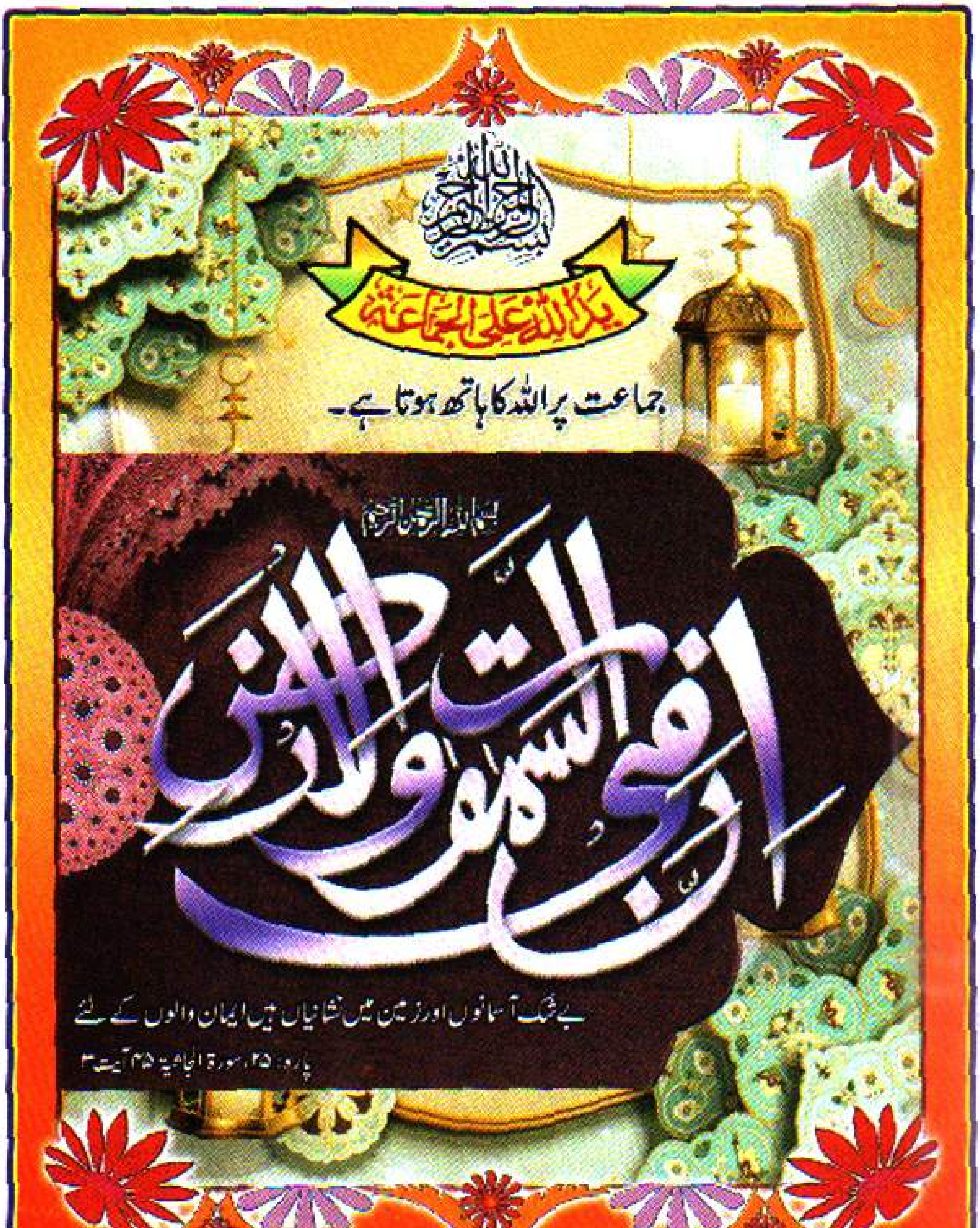
يد الله على الجماعة
جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم
ان في السموت والارض
بے شک آسمانوں اور زمین میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے
پارہ: ۲۵، سورۃ الجاثیہ ۴۵ آیت ۳

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

માસિક
મેમણ સમાજ
ઉર્દૂ-ગુજરાતી

ماہنامہ میمن سماج

اردو ـ گجراتی
کراچی

Monthly
Memon Samaj
Urdu-Gujrati

مدیر اعزازی: انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

پبلشر: عبدالجبار علی محمد بدو

مئی 2021ء

شوال المکرم ۱۴۴۲ھ

شمارہ: 05

جلد: 66

فی شمارہ: 50 روپے

- ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ): 500 روپے
- پیٹرن (سرپرست) 10,000 روپے
- لائف ممبر: 4000 روپے

021-32768214
021-32728397
Website : www.bmjr.net
E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

زیر نگرانی
بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ، ملحقہ جوبائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد دوبہ مینشن، کراچی۔

Regd. No. SS-43
Printed at : City Press Ph: 32438437

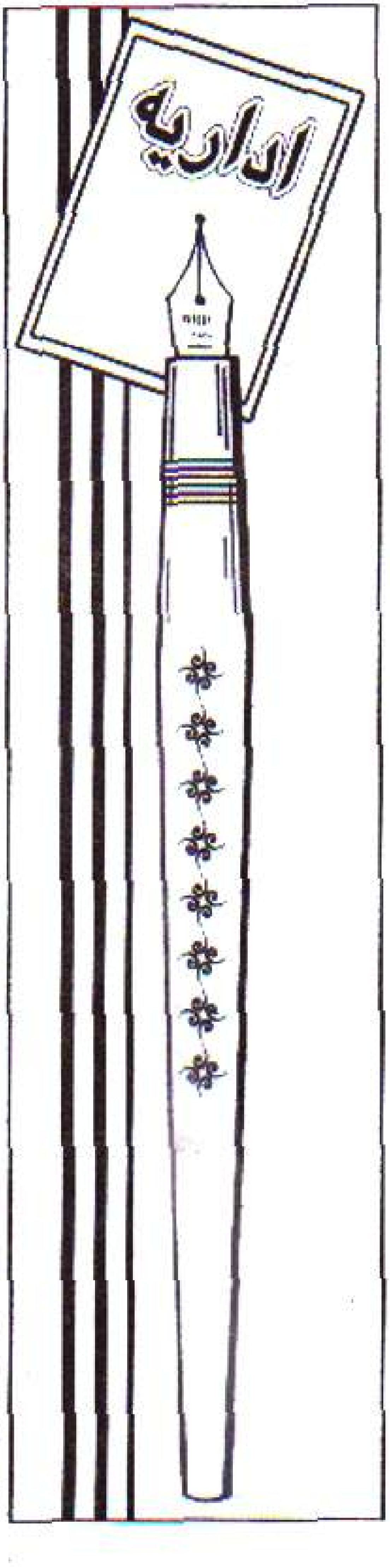

عید الفطر: مسرت و شادمانی کا روح پرور دن

تمام عالم اسلام کے لیے عید الفطر ایک عظیم مذہبی تہوار ہے جو تمام اسلامی دنیا میں انتہائی جوش و خروش اور دینی جذبے کے ساتھ منایا جاتا ہے یہ رمضان المبارک کے روزے پورے ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجا لانے کا دن ہے جو روز عید بھی کہلاتا ہے۔عید الفطر کا دن ہماری دینی اور دنیاوی شان و شوکت کا نقیب ہے۔ یہ عید دنیا کے تمام مسلمانوں کو ظہور اسلام نماز، روزہ، زکوٰۃ کی فرضیت اور معرکہ حق و باطل کی جنگ بدر میں فتح کی یاد دلاتی ہے۔اس مبارک دن سجدہ شکر ادا کرکے اور خوشیاں منا کے اپنے پروردگار عالم کا شکر ادا کرتے ہیں۔

عید کا معنی عام طور پر مسرت اور خوشی سے لیا جاتا ہے۔ یکم شوال المکرم کو عید الفطر کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ افطار اور فطر ہم معنی ہے۔ جس طرح ہر روزے کا افطار غروب آفتاب کے بعد کیا جاتا ہے،اسی طرح رمضان المبارک کے پورے مہینے کا افطار عید سعید کے روز ہوتا ہے۔اسی لیے اس یوم مبارک کو"عید الفطر" کہتے ہیں۔صرف مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ ہر قوم اور مذہب میں ہمیں عید کا تصور ملتا ہے۔

یہ تہوار ہمیں رمضان المبارک کے فریضہ صوم کی پورے طور پر پابندی کرنے کے صلہ میں بارگاہ ایزدی سے عطا ہوا ہے۔ درحقیقت اس تہوار کے مستحق وہی مسلمان ہیں جنہوں نے پورا مہینہ محض اللہ تعالیٰ کے واسطے بھوک اور پیاس کی تکالیف برداشت کی ہیں اور بہت سے جائز کاموں کو اپنے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کے لئے چھوڑ کر روزے رکھے ہیں، انہی مخلص مسلمانوں کے واسطے یہ تہوار اور یہ دن رحمت و برکت کے ہیں، ان لوگوں کے واسطے جو روزہ خور ہیں۔ یہ دن باعث رحمت و برکت نہیں ہوسکتا۔ یہ تہوار ایسے لوگوں کے لئے باعث حسرت و ندامت ہے اگرچہ وہ بھی عید کے دن اچھے سے اچھے اور نفیس سے نفیس کپڑے بدل کر اور زیادہ سے زیادہ جسمانی آرائش کے ساتھ روزہ داروں کی صف میں شامل ہوجاتے ہیں اس ظاہری حالت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک کچھ بھی عزت و توقیر نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنہوں نے اس سال رمضان شریف میں پورے روزے نہیں رکھے انہیں توفیق عطا فرمائے اور اللہ کرے کہ آئندہ سال یہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کے مستحق بننے کی سعی بلیغ کریں۔

عید کے دن ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ عید کی خوشیاں کس کا حق ہے۔ یہ عید اس کی ہے جس نے ماہ رمضان المبارک کی برکتوں کو پالیا۔ یہ عید اس کی ہے جس نے مال حلال سے افطار و سحر کا انتظام کیا۔ یہ عید اس کی ہے جس نے رمضان المبارک کے روز و شب تلاوت و عبادت میں بسر کیے۔ یہ عید اس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں بھوکا پیاسا رہا۔ یہ عید اس کی ہے جس نے نفس کو گناہوں سے پاک کیا جو اطاعت الٰہی کے عہد پر قائم رہا۔ جس نے مخلوق خدا کے حقوق ادا کیے۔ یہ عید اس کی ہے جس نے اپنی بھوک و پیاس میں معاشرے کے غریب و نادار افراد کی بے بسی کو محسوس کیا۔ یہ عید اس کی ہے جس نے اپنی خوشیوں میں محروم طبقے کو شریک کیا۔ کیا ہم نے عید الفطر کی حقیقی خوشیاں حاصل کرلیں؟ عید مناتے ہوئے ہمیں اس سوال کا جواب بھی تلاش کرنا ہوگا۔

عید الفطر کے خوشی کے دنوں میں بہت سے ایسے سفید پوش لوگ ہمیں ہمارا فرض یاد دلا رہے ہیں، یہ معذور و بے کس لوگ جو بھیک نہیں مانگتے ان کی کسمپرسی ہمارے ضمیر کو جھنجھوڑ رہی ہے۔ آیئے ہم آج عہد کریں کہ برادری میں غیر شرعی، فرسودہ اور غیر ضروری رسوم و رواج کا قلع قمع کردیں گے اور اس مقصد کے لئے ہر ایک کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے۔ اتحاد اور بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دیں گے تاکہ عید کی خوشیوں میں بانٹوا میمن برادری کا ہر فرد شریک ہوسکے اور یہ محسوس کرسکے کہ ان خوشیوں میں اس کا بھی حصہ ہے، ان پر اس کا بھی حق ہے۔

زکوۃ اور ڈونیشن کی مدد (سپورٹ) سے ہم اپنے کمزور، نادار اور غریب بھائیوں کی مدد کرسکتے ہیں۔ انہیں خوشیاں فراہم کرسکتے ہیں۔ ان کی ادائیگی میں بالکل تاخیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس سے مستحق لوگوں تک خوشیاں پہنچنے میں تاخیر ہوتی ہے اور وہ لوگ خوشیوں کے لیے ترستے رہ جاتے ہیں۔ عید کے پرمسرت لمحات میں دوسرے لوگ جو مالی طور پر کمزور اور معاشی طور پر محروم ہیں وہ مخیر حضرات کی طرف اور وہ ہمارے رفاہی اور فلاحی اداروں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ عید غریب اور امیر دونوں کے لیے یکساں ہوتی ہے۔ اس موقع پر برادری کے ذمے داروں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ان خوشیوں کو یکساں انداز سے تقسیم کریں تاکہ ہر غریب اور امیر دل سے خوشیاں منا سکے۔

بانٹوا میمن برادری کے صاحب حیثیت اور مخیر حضرات بھی سماجی، فلاحی، نیکی کے کاموں کی ادائیگی پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ نقد اور اجناس کی شکل میں زکوٰۃ اور ڈونیشن فنڈز میں رقوم وغیرہ ادا کی جاتی ہیں۔ بانٹوا میمن برادری کے یہ لوگ جماعت اور اداروں کے توسط سے امدادی رقوم غریبوں اور حاجت مندوں تک پہنچاتے ہیں۔ ہمارے ہاں بے شمار لوگ لاکھوں روپے کی زکوۃ نکالتے ہیں مگر عام طور سے یہ زکوۃ انفرادی سطح پر دی جاتی ہے جو غیر منظم طریقہ ہوتا ہے۔ اس کے تحت عام طور سے بعض اوقات زکوۃ اصل ضرورت مند تک نہیں پہنچ پاتی جبکہ اگر یہی زکوۃ ایک پلیٹ فارم سے منظم انداز میں جمع اور تقسیم کی جائے تو اس کے زیادہ بہتر اور مثبت نتائج سامنے آتے ہیں۔

نیک خواہشات اور پرخلوص دعاؤں کا طالب

ادنیٰ خادم

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

عید ہمیں بھائی چارے، خلوص و محبت اور اجتماعیت کا سبق دیتی ہے
ایک پر مسرت مذہبی تہوار۔۔۔ اعزاز و اکرام اور انعام کا دن

عید الفطر یوم تشکر ہے

دوسروں کا خیال اور مدد کر کے ہی حقیقی مسرت حاصل ہوتی ہے

تحریر: الحاج احمد عبداللہ غریب (مرحوم) بمبئی، مذہبی ریسرچ اسکالر اور مورخ

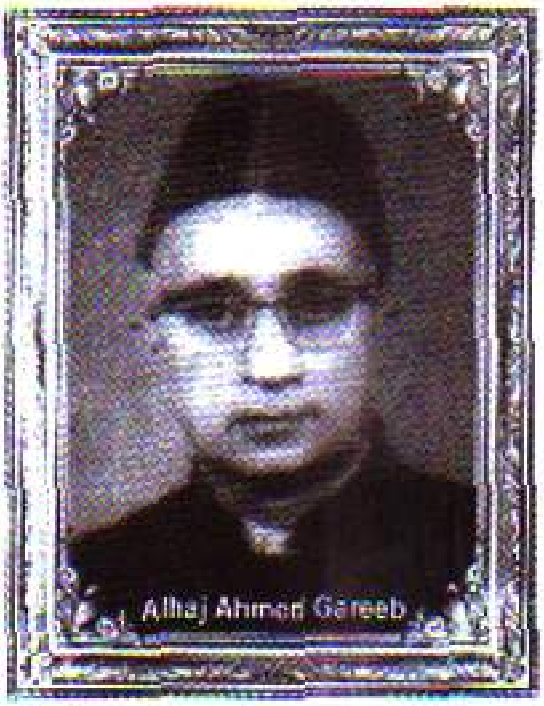

عید کا لفظ تین حروف پر مشتمل ہے۔ اس کے لفظی و اصلاحی معنی بھی تین ہیں: عید کا لفظ عود سے وابستہ ہے جس کے معنی واپس اور لوٹ کر آنے کے ہیں چونکہ عید ہر سال واپس لوٹ کر آتی ہے اس لیے اسے عید کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ عید کے دوسرے معنی توجہ کرنے کے ہیں چونکہ عید کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عاجز و بے بس بندوں پر رمضان المبارک میں کی گئی ان کی عبادات اور نیک اعمال پر رحم و کرم فرماتا ہے انھیں اعزاز و اکرام سے نوازتا ہے اس لیے اللہ عزوجل کی خاص عنایات فضل و کرم اور خصوصی توجہ کی وجہ سے اسے عید کہا جاتا ہے۔ عید کے لفظی معنی مسرت و انبساط کے بھی ہیں چونکہ اس روز عید سعید اہل ایمان جشن مسرت مناتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں لہٰذا محاورۃً اسے عید کہا جاتا ہے۔

عید الفطر امت مسلمہ کا پر مسرت دینی و مذہبی تہوار اور اسلام کی ملی، تہذیبی اور روحانی اقدار کی روشن علامت ہے۔ یہ اہل ایمان کے لیے رمضان المبارک کی عبادت و ریاضت کا انعام اور اللہ جل شانہ کی طرف سے اعزاز و اکرام کا دن ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نیک، عبادت گزار اور پرہیزگار بندوں کی مسرت و شادمانی کا دن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ مسلم امہ کی توحیدی مزاج اور اس کی دینی و ملی اقدار کی پوری طرح آئینہ دار ہیں۔ تہذیب و شائستگی کا یہ جشن مسرت اہل ایمان کے دینی و مذہبی تشخص کا مظہر ہے۔

عید الفطر کے مبارک دن رسول اکرم ﷺ کے دو ارشادات اگر ہماری زندگی کے لیے مشعل راہ بن جائیں تو واقعی ہماری عید

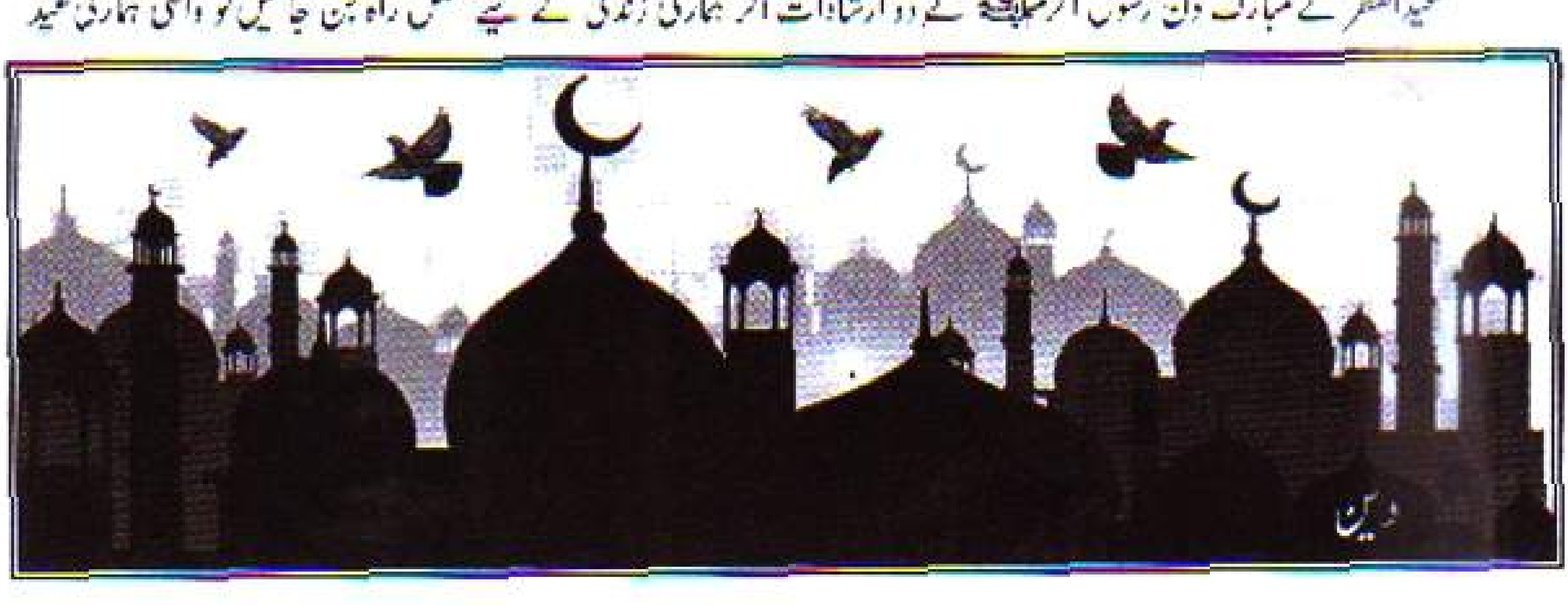

ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ وہ محبوب ہے جو اس کی عیال سے محبت کرے۔'' اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم وہ مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوک سے کروٹیں بدلتا رہے۔''

اسلام اپنے ماننے والوں میں اجتماعیت کا احساس شدت سے پیدا کرتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر انفرادیت کو اجتماعیت کی خاطر قربان کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ خالق اور مخلوق کے درمیان ایک روحانی رشتہ ہے۔ عیدالفطر کے مقدس دن ہمیں دکھی انسانیت کا بھرپور خیال رکھنا چاہیے۔ غریبوں، یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور دکھ درد میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو تلاش کرکے ان کو اس قابل بنانا چاہیے کہ وہ عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ یہی ہے عبادت، یہی دین و ایمان اور یہی پیغامِ عید ہے۔ اسلام نے اپنی تقریبات کا عنوان عید رکھا ہے۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہر قوم کی عید ہوتی ہے جس میں وہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور یہ ہماری عید ہے۔''

حقیقی خوشی کیا ہے؟ کیا خوشی کے یہ مظاہر حقیقی خوشی ہیں۔ حقیقی خوشی دل کی خوشی ہوتی ہے۔ اگر دل خوش ہے تو ہر طرف خوشیاں بکھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ حقیقت میں خوشی وہ ہے جو دل کی گہرائیوں سے پھوٹتی ہے اور پورے وجود اور ماحول میں بکھر جاتی ہے۔ دل کی خوشی کیا ہے؟ دل کی خوشی یہ ہے جو دل چاہتا ہے جب وہ چیز مل جائے تو دل خوش ہوتا ہے۔ من چاہی چیز پالینے کا نام دل کی خوشی ہے۔ یعنی انسان کے سامنے جو مقصد ہو وہ اس کو مل جائے تو صحیح معنی میں سچی اور حقیقی خوشی اس کو حاصل ہوتی ہے۔

اسلام یہ چاہتا ہے کہ اس سے وابستہ ہونے والے لوگ ایک بامقصد زندگی گزاریں اور وہ مقصد بھی ان کے مقام اور حیثیت کے مطابق ہو کیونکہ انسان اللہ تعالیٰ کی سب سے اشرف مخلوق ہے۔ اس لیے اس کے سامنے جو مقصد ہو وہ بھی نہایت ارفع و اعلیٰ ہو۔ اس کی نگاہ بلند ہو اس کا نصب العین بھی بلند ہو جو اس کی قابلِ احترام شخصیت سے مناسبت رکھتا ہو۔ اس لیے انسان کا بلند نصب العین سب سے بلند ہستی یعنی پروردگارِ عالم کی رضا حاصل کرنا ہے اور انسان کا مقصد اپنے رب کی فرمانبرداری ہے۔ جب یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے تو اسے سچی خوشی حاصل ہوتی ہے جو کرنوں کی طرح پھوٹتی ہے۔ اس بات کو حضرت علیؓ نے کس خوبصورتی کے ساتھ شعر کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ فرماتے ہیں: یعنی عید اس کی نہیں ہے جس نے اس نئے نئے کپڑے پہن کر عید منائی عید تو حقیقت میں اس کی ہے جو اللہ کے خوف سے ڈرا۔

پورے رمضان اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے روزے رکھے، برائیوں سے بچتا رہا، نیکیاں کرنے میں لگا رہا۔ راتوں کو تراویح پڑھی، قرآن پاک سنا سنایا۔ نیکیوں کے اس موسمِ بہار سے خوب فائدہ اٹھایا۔ جس سے اس میں تقویٰ، پرہیزگاری، خوفِ خدا، فکرِ آخرت پیدا ہوئی۔ اس کے اخلاق اور کردار پر اچھا اثر پڑا۔ اس سے اس کی زندگی کا ہر پہلو متاثر ہوا۔ پورے مہینے کی اس تربیت کے بعد شوال کے چاند نے رمضان کے ختم ہونے اور عید کے آنے کا اعلان کیا۔ ہلالِ عید پر نگاہ پڑی اور بے اختیار یہ دعا اس کے ہونٹوں پر مچلنے لگی: اے اللہ اس طلوعِ ہلال کو ہمارے لیے مبارک فرمادے اور ایمان کے ساتھ سلامتی والا فرمادے اور ہمیں توفیق دے ان کاموں کی جو تجھے پسند ہیں اور تو ان کاموں سے راضی ہے۔ اے چاند میرا رب بھی اللہ ہے اور تیرا بھی۔ عید کی رات بھی بندہ مومن نے اپنے رب کی عبادت میں بسر کی کیونکہ اس رات کی عبادت اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی مقبول ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جس نے اس رات خلوصِ دل سے شب بیداری کی اس شب زندہ دار کا دل مردہ نہ ہوگا جس دن سب کے دل مردہ ہو جائیں گے۔

عیدگاہ روانہ ہونے سے پہلے بندہ مومن کی ایک اور ذمے داری بھی ہے اور وہ ہے صدقۃ الفطر کی ادائیگی۔ ہجری میں جس سال رمضان

کے روزے فرض ہوئے۔اسی سال زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہر صاحب استطاعت مسلمان پر صدقۃ الفطر لازم کیا گیا۔صدقۃ الفطر رمضان میں بھی دیا جا سکتا ہے بہتر ہے کہ عیدگاہ جانے سے پہلے پہلے دے دیا جائے۔مرد پر لازم ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ادا کرے بہت تھوڑی سی مقدار ہے۔

عید کی نماز کے لیے جاتے ہوئے اس کی زبان پر اللہ کی کبریائی کا ترانہ ہے: اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ سب سے بڑا ہے۔اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔عیدگاہ جانے کے دو راستے ہوں تو ایک راستے سے جائے اور دوسرے راستے سے آئے۔عید کا دن حقیقی مسرت، کامیابیاں اور انعام کا دن ہے۔اللہ تعالیٰ اس دن اپنے فرمانبردار بندوں پر فخر کرتا ہے۔ان کو بخشش کے انعام سے نوازتا ہے،اصل مقصد کو پانے کی یہ حقیقی مسرت ہے۔یہ ہماری عید ہے۔ضرورت مندوں، بے کسوں اور ناداروں، مفلوک الحال، تنگ دست اور فاقہ مست لوگوں کی داد رسی کی جائے،ان کی مدد کی جائے اس میں درحقیقت یہ پیغام مضمر ہے کہ اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں حقیقی جینا وہ ہے جو دوسروں کے لیے ہو۔اسلام صاحب ثروت مسلمانوں کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ وہ معاشرے کے بے آسرا اور مفلوک الحال طبقے اور معاشی طور پر بدحال مسلمانوں کی بھرپور مدد کریں اور ان کا سہارا بنیں، یہی اسلامی طرز معاشرت کی بنیاد اور اسلامی فلسفہ عبادت و نظام حیات کی حقیقی روح ہے۔خوشی کی تلاش ہر انسان کو ہوتی ہے۔ہر ایک کی خوشی کا انداز بھی مختلف ہوتا ہے۔کوئی موسیقی سن کر خوش ہوتا ہے تو کوئی مٹھائی کھا کر۔کسی کو قدرتی مناظر مسرت بخشتے ہیں تو کسی کو خاموش وادی کا سکوت خوشی بخشتا ہے۔یہ انفرادی خوشیوں کی کچھ صورتیں ہوئیں۔ان میں فرض کی ادائی کی خوشی بھی شامل ہے۔کسی امتحان میں اچھی حیثیت سے کامیاب ہونے والے طالب علم کی خوشی اس کی اور اس کے دوست احباب اور عزیزوں تک محدود ہوگی۔خوشی کی ایک صورت اجتماعی بھی ہوتی ہے۔اس میں کسی قبیلے یا قوم کے افراد ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں کسی کامیابی یا خاص موقعے پر خوشیوں کا اجتماعی اظہار کرتے ہیں۔ایسی ہی خوشی کو ہم تہوار یا عید کہتے ہیں۔دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے دو عیدیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں،عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ۔پہلا موقع ہے عیدالفطر کا۔غور کیجئے تو خوشی کا یہ موقع ہر لحاظ سے اہم ہے اور اس کی خوشیاں منانا ہر اعتبار سے مسلمانوں کا حق ہے۔

مسلمان پورا رمضان اس طرح گزارتے ہیں کہ سارا دن کھانے پینے کی کوئی چیز استعمال نہیں کرتے۔عشاء کی نماز پڑھتے ہی بستروں کا رخ نہیں کرتے بلکہ تراویح ادا کرتے ہیں۔پو پھوٹنے تک نہیں سوتے بلکہ رات پچھلے پہر اٹھ کر اپنے نبی ﷺ کی پیروی میں سحری کھاتے ہیں۔قرآن کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرتے ہیں۔پانچوں وقت کی نمازیں پابندی کے ساتھ باجماعت ادا کرتے ہیں۔بھوک پیاس کی تکلیف انہیں دوسروں کی تکلیف اور ضرورتوں کا احساس دلاتی ہے،اس لئے اس مہینے میں وہ اپنے مال میں سے ضرورت مندوں کے لئے حصہ نکالتے ہیں۔

رمضان میں مسلمان اس رات کی تلاش بھی کرتے ہیں جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔اس رات وہ اللہ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہیں۔دنیا کی بھلائی کی اور آخرت کے خیر کی۔عبادت، ایثار، قربانی، محنت اور رحمت کی یہ رات جب ختم ہو جاتی ہے تو اگلی صبح ہم اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اس مہینے میں عبادت کرنے، روزے رکھنے اور حسب توفیق اس کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع عطا کیا۔ہر روزے دار کا دل شکر کے جذبات سے بھرا ہوتا ہے۔شکر کا سجدہ ادا کرنے کا مزہ دراصل اسی کو آتا ہے اور سچ پوچھیے تو وہ حق اسی کا ہے۔

اس اجتماعی خوشی کا کیا ٹھکانا۔ہر ایک کا دل شکر اور خوشی کے جذبات سے پر ہوتا ہے۔ہر مسلمان عید کے لمحات نبی اکرم ﷺ کی ہدایت

کے مطابق گزارنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ خوشی میں آپے سے باہر نہیں ہوتا۔ چند گھنٹوں بعد ظہر کی نماز کا بلاوا آتا ہے تو وہ پھر اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ جاتا ہے۔ عید کی خوشی میں عید کے دن اور بعد میں نماز کو بھولنے والا صرف وقتی خوشی حاصل کرسکتا ہے۔ اس مسلسل خوشی اور دل کا اطمینان کبھی نصیب نہیں ہوسکتا۔ ہمیشہ سکون اور عید جیسی خوشیوں کے لئے اللہ سے اپنے اسی تعلق اور قربت کو برقرار رکھیے جو آپ نے رمضان میں حاصل کیا۔ یہی سچی عید ہے اور یہی سچی خوشی بھی۔ (پندرہ روزہ مسلم بلیٹن بمبئی انڈیا۔ جنوری 1967ء)

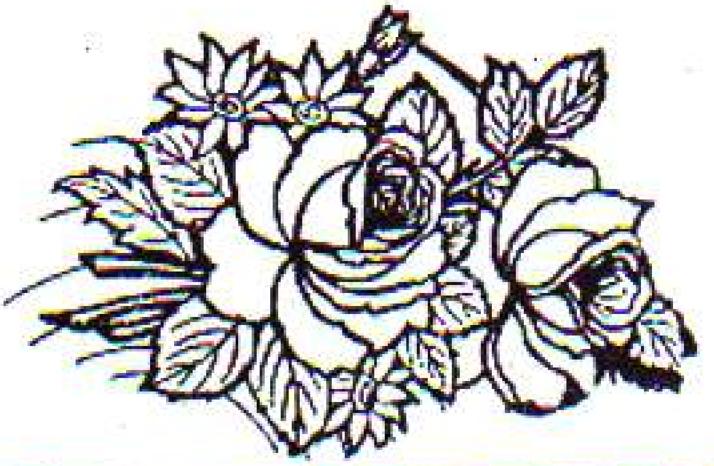

اپنی جان بچانے اور صحت مند رہنے کے لئے
کرونا سے بچنا ہوگا - فیس ماسک تحفظ کا ضامن

☆ احتیاطی تدابیر پر سختی سے عمل کریں! ☆ ایک بار پھر کورونا پر قابو پانا ضروری ہے

☆ تمام دفاتر، کارخانوں، دوکانوں، ریسٹورنٹس، ہوٹلز، مینوفیکچرنگ یونٹس اور دیگر کام والی جگہوں کے منتظمین SOPs پر عمل کو یقینی بنائیں۔

☆ دفاتر اور دیگر کام والی جگہوں میں احتیاطی تدابیر کا مناسب انتظام رکھیں۔

☆ برادری کو کورونا اور اس کے پھیلاؤ سے متعلق تفصیل سے آگاہ کریں۔ ادارے میں کورونا کی علامات، احتیاط اور علاج سے متعلق پوسٹرز یا بینرز نمایاں جگہ پر لگانے ہوں گے۔

☆ پروفیشنل میٹنگز کے دوران ہاتھ ملانے، گلے ملنے سے اجتناب کریں۔ تعظیماً ہاتھ جوڑ کر یا پھر دائیں طرف اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر مصافحہ یا الوداع کریں۔

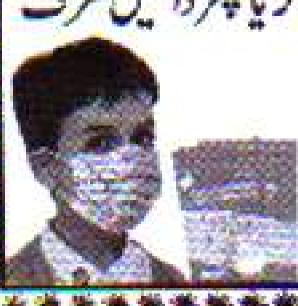

SOPs پر یقینی عمل۔ کورونا سے بچاؤ کا واحد حل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ کی راہ میں خرچ کرو

کہہ دیجئے! کہ میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ اس کا پورا پورا بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

سورۃ سبا۔ آیت ۳۹

ارشاد نبوی ﷺ

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھا تو فرمایا: ”رب کعبہ کی قسم وہ بڑے خسارے میں ہیں“ میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ”وہ لوگ جو بڑے سرمایہ دار ہیں، سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں (ہر طرف بھلائی کے کام میں) خرچ کیا اور ایسے لوگ کم ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

ارشاد باری تعالیٰ

جو لوگ اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔

سورۃ البقرہ۔ آیت ۲۶۱

دلی مبارک باد

جناب فیصل عبدالستار ایدھی کو بلا رنگ و نسل دکھی انسانیت کی مخلصانہ خدمات کے اعتراف میں "تمغہ امتیاز" حاصل کرنے پر دل کی گہرائیوں سے بانٹوا میمن جماعت مبارک باد پیش کرتی ہے

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے معزز عہدیداران، مجلس عاملہ کے اراکین اور سب کمیٹیوں کے کنوینر صاحبان بھی جناب فیصل ایدھی اور والدہ محترمہ بلقیس عبدالستار ایدھی علاوہ ان کی پوری فیملی کو دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ 23 مارچ 2021ء کو ملکی سطح پر انسانیت کی مخلصانہ اور بے لوث خدمات کے اعتراف میں جناب فیصل عبدالستار ایدھی کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر مملکت جناب محترم ڈاکٹر محمد عارف علوی صاحب نے ایوان صدر میں منعقدہ تقریب میں اپنے دست مبارک سے صدارتی ایوارڈ "تمغہ امتیاز" پیش کیا۔

عمر ابراہیم خاکی جونا گڑھی

ہے سزاوارِ ثنا بس وہ خدائے دو جہاں
جس کے قبضہ میں ہے سب کچھ کیا مکاں کیا لا مکاں

اس کی صنعت اس کی قدرت کو بھلا سمجھے گا کون
بے ستون جس رب قادر نے بنایا آسماں

کھیتیاں کیا کیا اگاتا ہے بس اک دانہ ہے وہ
اس کی حکمت کو سمجھ لینا بھلا ممکن کہاں

ہو کافر یا مسلمان سب کا وہ حاجت روا
سب پہ اپنا فضل کرتا ہے اللہ مہرباں

وہ تو ہے تیری رگ جاں سے بھی کچھ نزدیک تر
پھر کہاں تو ڈھونڈتا ہے بے خبر اس کا نشاں

اشرف المخلوقات کا اعزاز انسان کو دیا
اس کے انعامات کا ہم سے مگر کیا ہو بیاں

ذکر اس کا ہے ہمارے واسطے راہِ نجات
رات دن اس کی عبادت میں رہیں دل اور زباں

بس رضا اللہ کی خاکی بڑا مقصود
دین و دنیا میں ترا بھی ذکر ہو وردِ زباں

کوثر جونا گڑھی

شاہِ والا کا کرم ہو اور پھر کیا چاہیے
ان کی رحمت دم بدم ہو اور پھر کیا چاہیے

سر درِ اقدس پر خم ہو اور پھر کیا چاہیے
بارشِ ابر کرم ہو اور پھر کیا چاہیے

آسماں جن کا، زمین جن کی ہو، جن کی کائنات
ان کا سایہ ہر قدم پر ہو اور پھر کیا چاہیے

جس خوشی میں غم ہو پنہاں، کیوں اسے اپنائیں ہم
جاوداں جب ان کا غم ہو اور پھر کیا چاہیے

یاد میں سرکار کی ڈوبا ہے دل صبح و شام
چشم بھی فرقت میں نم ہو اور پھر کیا چاہیے

گر عطا ہو ان کی الفت اور سلیقہ نعت ﷺ کا
اور اک اچھا قلم ہو اور پھر کیا چاہیے

سانس میں کوثر بسی ہو زلفِ عنبر کی مہک
خوشبو دم بدم ہو اور پھر کیا چاہیے

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

زکوٰۃ / ڈونیشن کے لئے اپیل

برادری کے تمام معزز مخیر حضرات کے علم میں ہے کہ آج سے تقریباً 71 سال قبل اپنی برادری کے رہنما کاٹھیاواڑ کی دھن نگری بانٹوا سے ہجرت کر کے جب پاکستان تشریف لے آئے تو انھوں نے پاکستان میں بھی بانٹوا میمن برادری کے لیے اپنی تمام سماجی اور فلاحی خدمات جاری رکھیں جو وہ بانٹوا شہر میں بھی سرانجام دیتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد یہاں کراچی میں آکر بانٹوا میمن جماعت کے روپ میں ایک پودا لگایا اور اس کے بعد اپنی محنت اور لگن اور اپنے خون سے اسے سینچا جو آج ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اس کے تنے سے مختلف ڈالیاں نکلیں اور ان ڈالیوں پر پھلوں کے روپ میں بے گھر افراد کے لئے مکانات دینے (آبادکاری) کا منصوبہ، ضرورت مند طالب علموں کے لیے اسکالرشپ دینے کا منصوبہ، کاروبار کے لیے بلاسود قرضے کا اجراء، ماہانہ سپورٹ، غریب اور نادار بچیوں کے لیے شادی سپورٹ، حفاظ قرآن کی حوصلہ افزائی اور دیگر منصوبوں نے جنم لیا اور ان منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہمہ وقت آپ جیسے مخیر حضرات کا تعاون شامل حال رہا۔

عزیز بھائیو!

موجودہ ملکی خراب معاشی حالات اور کورونا وائرس کے پیش نظر ضرورت مند غریب طبقہ تو کیا متوسط اور آسودہ طبقہ بھی مہنگائی کے بوجھ تلے پسا جا رہا ہے۔ ایسے خاندان بھی ہیں جو اپنی سفید پوشی کی وجہ سے کچھ بھی کہہ نہیں سکتے اور سہہ بھی نہیں سکتے۔ بانٹوا میمن جماعت کو اپنی بانٹوا برادری کی تمام دشواریوں مثلاً رہائش (آبادکاری) کا مسئلہ، بچوں کی تعلیم (اسکالرشپ) کا مسئلہ، بیٹیوں کی شادی (سپورٹ) کا مسئلہ، نان نفقہ کا مسئلہ وغیرہ کو دور کرنے کے لیے خطیر رقومات درکار ہیں جو آپ جیسے مخیر حضرات کے بھرپور تعاون سے ہی پوری ہوسکتی ہیں۔

بانٹوا میمن جماعت آپ جیسے مخیر حضرات سے پرزور اپیل کرتی ہے کہ آپ بانٹوا میمن جماعت کے زکوٰۃ اور ڈونیشن فنڈ کی مد میں زیادہ سے زیادہ رقومات جمع کروائیں تاکہ برادری کے غریب اور ضرورت مند خاندانوں کو موجودہ طور پر (ہر طرح) سے کی جانے والی امداد کو بڑھایا جاسکے۔

آپ کے تعاون اور سپورٹ کے طلب گار

محمد انور محمد قاسم کاپڑیا

جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

دیگر عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین

پتہ: ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ حور بائی حاجیانی اسکول یعقوب خان روڈ نزد رابعہ مینشن کراچی

فون: 32768214 - 32728397

ان کی باتوں میں گلوں سی خوشبو

☆ تم اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی۔ (رسول اکرم ﷺ)

☆ اخلاق یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کا معاوضہ نہ چاہے۔
(حضرت ابو بکر صدیقؓ)

☆ سب سے زیادہ عقلمند وہ شخص ہے جو اپنی بات کو ثابت کر سکے۔
(حضرت عمر فاروقؓ)

☆ خاموشی غصہ کا بہترین علاج ہے۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

☆ خندہ روی سے پیش آنا بڑی نیکی ہے۔ (حضرت علیؓ)

☆ وہ شخص عقل مند ہے جو غصے کی حالت میں بھی بری بات منہ سے نہیں نکالتا۔ (شیخ سعدیؒ)

☆ بروں کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہی ہے جیسا نیکوں کے ساتھ برائی کرنا۔ (حافظ شیرازیؒ)

☆ اپنے کردار کو اتنا بلند کرو کہ چھوٹی چھوٹی تکلیفیں تمہیں متاثر ہی نہ کر سکیں۔ (کنفیوشس)

☆ اگر تم طویل زندگی چاہتے ہو تو غصہ کی آگ سے بچو۔
(حکیم سقراط)

☆ جس دل میں برداشت کی قوت ہو، وہ کبھی نہیں ہارتا۔
(حکیم لقمان)

☆ زیادہ خوشحالی اور زیادہ بدحالی دونوں ہی برائی کی طرف لے جاتی ہیں۔ (بو علی سینا)

☆ بے شک وہ ہاتھ کانٹوں کے تاج بناتے ہیں۔ ان ہاتھوں سے بہتر جو کچھ نہیں کرتے۔ (جبران)

☆ مجھے اپنے آپ کو کام میں غرق کر دینا چاہئے ورنہ غم اور مایوسی مجھے فنا کر دے گی۔ (ٹینی سن)

☆ کام کرو اور تم میں قوت پیدا ہوگی۔ (ایمرسن)

☆ تعمیری کام کرنے سے تین برائیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے، بوریت، غربت، گناہ۔ (والٹیر)

☆ زنگ آلود ہونے سے بہتر ہے تھک جانا۔ (کمبرلینڈ)

☆ تکالیف کو برداشت کرنے والا ہی اچھے کاموں کو بہتر طریقے سے سرانجام دے سکتا ہے۔ (جان ملٹن)

☆ کسی کا دل دکھانے سے پہلے اتنا ضرور سوچو کہ تمہارا بھی کوئی دل دکھا سکتا ہے۔ (لیو ٹالسٹائی)

☆ کاش ہمیں اس حقیقت کا پتہ چل جائے کہ دنیا میں سچی خوشی کا سرچشمہ صرف حسن سیرت ہے۔ (پوپ الیگزنڈر)

☆ ہمیشہ اپنے قوت بازو کی طاقت پر انحصار کرو، دوسروں کی طاقت ہمیشہ تمہیں میسر نہیں آ سکتی ہے۔ (ہربرٹ سپنسر)

☆ دوست کی ناکامی پر غمگین ہونا اتنا مشکل نہیں جتنا اس کی کامیابی پر مسرور ہونا۔ (آسکر وائلڈ)

☆ وہ شخص کبھی بھی بڑا مصور نہیں بن سکتا جب تک اسے اپنے فن سے محبت نہ ہو۔ (رسکن)

☆ ہمدردی وہ زبان ہے جسے جانور بھی سمجھ لیتے ہیں۔
(جیمس ایلن)

جناب نجیب عبدالعزیز بالاگام والا

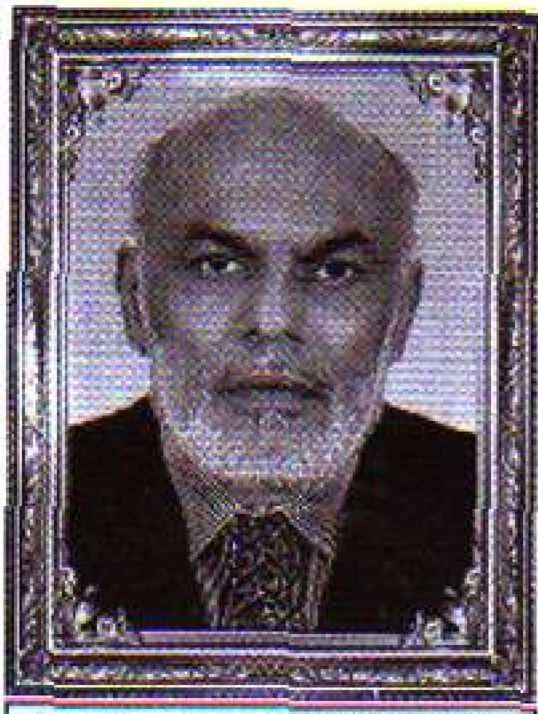

Mr. M. Najib Abdul Aziz Balagamwala

صدر بانٹوا میمن جماعت کراچی

سب سے پہلے عید کی پرخلوص مبارک باد قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو آپ کو سب کو ایسی بے شمار عیدیں دیکھنا نصیب فرمائے۔ آمین

اس وقت میں آپ سے بانٹوا میمن جماعت کے صدر کی حیثیت سے نہیں بلکہ برادری کے ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ معاشرے میں رائج غلط رسومات اور رواجوں کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ سادگی کو فروغ دیں اور آپس اخوت اور بھائی چارگی کے جذبات کو لوگوں میں پروان چڑھائیں کیونکہ یہ خدمت بھی ہے اور عبادت بھی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے راضی رہتا ہے جو اس کے بندوں کے کام آتے ہیں۔ عید پر ہم سب کا فرض بنتا ہے سب سے پہلے ہمیں اپنے گردو پیش پر نظر ڈالنی ہوگی اور اپنے مالی طور پر کمزور اور پسماندہ بھائیوں کی حتی المقدور دستگیری کرنی ہوگی۔ اس خدمت کے لیے عید سے بڑھ کر اور کوئی موقع نہیں ہو سکتا۔ یقین جانئے اس سے آپ کو وہ خوشی، مسرت، طمانیت اور سکون ملے گا جو ہزاروں روپے خرچ کرکے بھی نہیں مل سکتا۔ کیا عید کی یہ خوشی ہر ایک کو ملی ہے۔ کہیں کوئی اس خوشی سے محروم تو نہیں ہے؟ اگر کوئی محروم ہے تو ہم آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے سے لگائیں، اس کی محرومیوں کا ازالہ کریں اور اسے ان خوشیوں کا حصہ دار بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا اس سے بہتر اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے کہ معاشرے کے پسماندہ اور محروم لوگوں کو ہم ان خوشیوں میں شامل اور شریک کرلیں جن سے وہ محروم ہیں۔ میں اس پرمسرت دن کے موقع پر آپ سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس نیک کام میں آگے آکر ہمارے ہاتھ مضبوط کریں اور بانٹوا میمن جماعت کی بنیادوں کو اتنا مضبوط بنا دیں کہ اس کے ذریعے خدمت کا سفر آگے بڑھتا رہے۔ آج ہم سب اپنی رنجشوں اور اختلافات کو یکسر فراموش کرکے اس مبارک دن آپس میں گلے ملیں، اپنے گلے شکوے دور کریں اور عید کی خوشی عام کرکے خلوص و محبت کے نئے جذبات پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ایسی ہزاروں عیدیں دیکھنا نصیب کرے۔ آمین

میں عید سعید کے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سے یہ اپیل کروں گا کہ اس کی ابتدا آج سے ہی کیوں نہ کردی جائے۔ آیئے ہم عید سادگی سے منائیں اور عہد کریں کہ آئندہ بھی ایسے ہی منائیں گے مگر ساتھ ہی یہ عہد بھی کریں کہ اپنے ضرورت مند بھائی بہنوں کی مدد ضرور کریں گے اور ہمیشہ دکھی انسانیت کی خدمت کے لیے کمربستہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہماری عید مومنوں کی عید ہو جس میں جھوٹی شان، لہو و لعب اور میلوں ٹھیلوں کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کا پہلو نمایاں ہو۔ ہم اپنی خوشیوں میں اپنے ان مسلمان بھائیوں کو بھی شریک کریں جن کے پاس پہننے کے لئے کپڑے اور کھانے کے لئے خوراک نہیں ہے اور جن کے بچے تعلیم سے محروم ہو کر بھیک مانگنے یا محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔ ہمیں اپنے بزرگوں، اپنے سے چھوٹوں، اپنے برابر والوں سب کے حقوق کا احترام کرنے کی توفیق عطا ہو۔

جناب محمد حنیف حاجی قاسم مچھیارا کھانانی

سینئر نائب صدر اول بانٹوا میمن جماعت کراچی

Mr. M. Hanif M. Qasim Machiyara Khanani

عید خوشیوں کا تہوار ہے۔ اس میں انسان کو وہ خوشیاں ملتی ہیں کہ اس دن وہ ہر دکھ ہر تکلیف اور ہر پریشانی بھول جاتا ہے۔ یہ امیر کی عید بھی ہے اور غریب کی عید بھی۔ امیر لوگوں کو اللہ تعالیٰ ایک خصوصیت یہ عطا کرتا ہے کہ وہ اپنے کمزور بہن بھائیوں کی مدد (سپورٹ) کر کے اور بھی زیادہ خوشی حاصل کرتے ہیں۔ گویا عید کے موقع پر خوشیاں تقسیم ہوتی ہیں اور مسرتیں بانٹی جاتی ہیں، دلوں کو ایک دوسرے کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔ مسرت وہ چیز ہے جس کا کوئی بدل نہیں، کوئی مول نہیں۔ یہ ایک ایسا موقع ہے کہ جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں اپنے بزرگوں اور بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنے اقتصادی طور پر کمزور اور مالی طور پر پسماندہ بہن بھائیوں کی حتی المقدور مدد (سپورٹ) کریں کہ یہ خوشیاں حاصل کرنے کا ایک آسان ذریعہ بھی ہے اور عبادت بھی۔

عید الفطر کا وہ مقدس و متبرک دن ہے جب امت مسلمہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور عجز و نیاز سے سربسجود ہو کر اس کی رحمتوں اور برکتوں پر تشکر کا اظہار کرتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے نیک بندوں کے اعمال صالحہ پر فخر و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے انہیں ان کے نیک اعمال کا بھرپور اجر دینے کی نوید سناتے ہیں۔ عید کی نماز سے پہلے فطرہ ادا کرنا ضروری ہے۔ فطرہ اور زکوٰۃ دو ایسی چیزیں ہیں جن میں خود اپنی ذات کو بھی خوشی نصیب ہوتی ہے کیونکہ یہ حق تعالیٰ شانہ نے غریبوں کے لئے مقرر کیا ہے اور امیری و غریبی کا توازن اسی طرح قائم رہ سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون پر چلا جائے۔ عید امیر غریب سب کے لئے یکساں خوشیاں لاتی ہے۔

اب یہ امیروں کا فرض ہے کہ وہ اس خوشی کے موقع پر غریبوں کو نہ بھولیں اور اپنی خوشیوں میں ان کو برابر سے شریک رکھیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اور زیادہ فرمانبردار اور اطاعت شعار بندے بن جائیں تاکہ اس کی رحمتوں اور برکتوں کے اور زیادہ حقدار ہوں۔ عید الفطر کی شب اور اس کا دن انعامات الٰہی کی وصولی اور خوشنودی حاصل ہونے کا مبارک دن ہے۔ اصل خوشی اسی میں ہے کہ ہم دوسروں کو خوشیاں دیں۔ اپنی خوشیوں میں دوسروں کو بھی حصے دار بنائیں اور اس طرح خوشیوں کا یہ پورا نیٹ ورک ساری دنیا میں پھیلا دیں۔ ہمارے وہ بھائی اپنی بانٹوا میمن برادری کے وہ افراد جو مال و دولت سے محروم ہیں خوشیوں پر ان کا بھی تو حق ہے وہ بھی تو خوش رہنا چاہتے ہیں۔ میری جانب سے آپ سب کو عید سعید کی خوشیاں مبارک ہوں۔ اجتماعی زندگی کی تشکیل کے لئے مرکز کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ بانٹوا میمن جماعت ہماری اجتماعی زندگی کے قیام و بقا کے لئے ایک مستحکم مرکز کی حیثیت رکھتی ہے اور ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ ہم برادری کے ضرورت مندوں کے دکھ سکھ میں شریک ہو کر اور باہمی محبت اور خلوص کے جذبے کا اظہار کر کے عید الفطر کی حقیقی خوشیوں کو دوبالا کریں۔

جناب محمد سلیم محمد صدیق بکیا

سینئر نائب صدر دوم بانٹوا میمن جماعت کراچی

Mr. M. Saleem H. Siddique Bikiya

ہر سال ہی عید ہمارے لیے خوشیاں لاتی ہے۔ رمضان المبارک کے آغاز سے ہی لوگ اس کے استقبال میں مصروف ہو جاتے ہیں اور پورے ایک ماہ تک روزے رکھنے اور اس کی مکمل تیاری کے بعد عید کا مبارک اور خوشیوں والا دن آن پہنچتا ہے۔ جس دن ساری دنیا خوشیاں مناتی ہے امیر، غریب ہر شخص اپنی اپنی حیثیت کے مطابق خوشی کا اظہار کرتا ہے اور اس اجتماعی اور عالمی خوشی میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ عید دنیا کا ایسا تہوار ہے جس کی خوشیوں میں ہر طبقے کے مسلمان اور نادار لوگوں کو برابر کا حصے دار بنایا جاتا ہے۔ دنیا کے کسی مذہب میں ایسا کوئی تہوار نہیں جس میں امیر طبقہ غریب طبقے کی مالی اور مادی امداد (سپورٹ) کر کے اسے اپنی خوشیوں میں شریک کرے۔ یہ صرف اسلام ہی کی شان ہے کہ مسلمان اس تہوار پر خوشیوں سے محروم نہیں رہتے۔ میمن برادری کو اللہ تعالیٰ نے ہمدرد دل عطا فرمایا ہے۔ سخاوت، دریا دلی، محبت اور ہمدردی کے جذبات اس برادری کو بطور خاص عطا کیے گئے ہیں اسی لئے برادری انفرادی مقام حاصل کر چکی ہے۔ عید آئی اور ہزاروں خوشیاں اپنے دامن میں سمیٹ لائی۔ ہر سو جہاں بھی نظر ڈالیے خوشیوں کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ کیا چھوٹے کیا بڑے ہر ایک کو ایک ہی دھن، ایک ہی لگن ہے۔ نئے کپڑے، عمدہ کھانے، مٹھائیاں، اچھے پکوان۔ خوشبوؤں میں بسے اور خوشیوں میں ڈوبے ہوئے سب لوگ ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دے رہے ہیں، ایک دوسرے کی خوشیوں میں شریک ہو رہے ہیں، گلے مل کر گلے شکوے ختم کر رہے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں یہ پر مسرت عید نصیب فرمائی۔ دنیا میں جہاں بھی مسلمان رہتے بستے ہیں وہاں یہی مناظر نظر آتے ہیں۔ لوگ خوشیوں سے سرشار ہیں۔ دوسرے لوگ جو مالی طور پر کمزور اور معاشی طور پر محروم ہیں وہ بانٹوا میمن جماعت کی طرف اور وہ ہمارے رفاہی اور فلاحی اداروں کی طرف دیکھ رہے ہیں ان کی نظریں بانٹوا میمن جماعت پر لگی ہوئی ہیں۔ جماعت ہی ان ضرورت مندوں کی ہر ممکن مدد (سپورٹ) کرتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں انہیں دینے کا حکم دیا ہے۔ ہمارا اور آپ کا یہ بہترین وقت ہے کہ ہم انہیں اپنے ساتھ خوشیوں میں شریک کریں اپنے دلوں کو کشادہ کریں اپنے دل کے دروازے کو کھولیں اور یہ عہد کرلیں کہ ہم اپنی خوشیوں میں دوسروں کو بھی حصہ دار بنائیں گے۔ اس کے بعد برادری کا کوئی بھی فرد خوشی سے محروم نہیں رہے گا۔ اگر مالی اور معاشی مجبوریوں نے ان کے ہونٹوں سے مسکراہٹیں چھین لی ہیں ان کو ان کی خوشیوں سے محروم کر دیا ہے تو کیا ہمارا یہ فرض نہیں ہے کہ ہم انہیں ان کی خوشیاں حاصل کرنے میں مدد دیں بلکہ مالی سپورٹ بھی کو ملیں سب تک ان کی رسائی ہو اور سب ایک ساتھ اجتماعی انداز سے ان خوشیوں کو منائیں اور کسی کو بھی احساس کمتری کا شکار نہ ہونے دیں کیونکہ دوسروں کو خوشیاں دینا سب سے بڑی عبادت ہے۔

Mr. M. Arshad M. Idrees Jangda

جناب محمد ارشد محمد ادریس جانگڑا

جونیئر نائب صدر اول بانٹوا میمن جماعت کراچی

اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہماری برادری کو دردمند دل کا تحفہ دیا ہے وہ دل جو دوسروں کے لئے دھڑکتا ہے۔ان کو خوش دیکھ کر جیتا ہے لہٰذا ہم اپنے امیر غریب سب بھائیوں کو ایک سا سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کم از کم عید جیسے اہم اور پرمسرت موقع پر اپنے مالی طور پر پسماندہ اور مفلس و نادار بھائیوں کی اتنی مدد (سپورٹ) کریں کہ وہ ان خوشیوں میں ہمارے شانہ بشانہ کھڑے نظر آئیں۔خالق کائنات نے زکوٰۃ اور فطرہ کے احکام دے کر گویا یہاں بھی اجتماعیت پیدا فرمادی یعنی ہم اپنی خوشیوں میں اپنے کمزور اور بے سہارا اور مظلوم لوگوں کو شریک کریں۔لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ اللہ رب العزت کے واضح احکامات کے مطابق اپنے تمام کمزور بہن بھائیوں کو عید کی خوشیوں میں شریک کریں۔ان کے دکھ درد بانٹ لیں۔ان کے غموں کو کم کریں۔اس طرح ان کے لئے تھوڑا سا وقت نکالنے سے ہماری عید کی خوشیاں بھی دوگنی ہوجائیں گی۔میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے تمام بھائیوں سے اپیل کروں گا کہ وہ اپنی اس روایتی خصوصیت کا عملی مظاہرہ کریں اور اپنے مفلس و نادار بھائیوں کی مدد (سپورٹ) کریں تاکہ وہ نہ صرف عید کے موقع پر بلکہ ہر موقع پر ہی معاشرے کے ساتھ کھڑے نظر آئیں۔ایک بار پھر میں آپ سب کو عید کی پرخلوص مبارکباد پیش کرتا ہوں۔لہٰذا ہم اپنے امیر غریب سب بھائیوں کو ایک سا سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کم از کم عید جیسے اہم اور پرمسرت موقع پر اپنے مالی طور پر پسماندہ اور مفلس و نادار بھائیوں کی اتنی مدد کریں کہ وہ ان خوشیوں میں ہمارے شانہ بشانہ کھڑے نظر آئیں۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے تمام بھائیوں سے اپیل کروں گا کہ وہ اپنی اس روایتی خصوصیت کا عملی مظاہرہ کریں اور اپنے ضرورت مند بھائیوں کی مدد کریں تاکہ وہ نہ صرف عید کے موقع پر بلکہ ہر موقع پر ہی معاشرے کے ساتھ کھڑے نظر آئیں۔

عید دنیا کا ایسا تہوار ہے جس کی خوشیوں میں ہر طبقے کے مسلمان اور غریب لوگوں کو برابر کا حصے دار بنایا جاتا ہے۔عید کی سچی خوشیاں ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہیں جو ایمان کی طاقت، نیک ارادوں اور سچے دل سے رمضان میں روزے رکھیں۔ پورا مہینہ اللہ کی یاد میں اور روزے رکھ کر جب ایک دن اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں تو دل کو تسلی اور روح کو سکون ملتا ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم محتاجوں اور غریبوں کا خیال رکھیں۔ والدین اور ہمسایوں کے حقوق ادا کریں۔اس سے ہمیں عید کی سچی خوشی مل سکتی ہے۔

یہ ٹھیک ہے اس وقت شہر کے کٹھن اور مشکل معاشی حالات نے ہمارے خوشحال بھائیوں کو بھی پریشان کر رکھا ہے۔اس کے باوجود انہوں نے نہ تو نیکی کے کاموں سے منہ موڑا ہے اور نہ ہی فیاضی اور سخاوت سے چشم پوشی کر رہے ہیں۔اسی احساس کے تحت ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ہر سال کی طرح اس سال بھی برادری کے مستحقین کا خیال رکھیں گے۔ میں اپنی جانب سے اور جماعت کے تمام ممبران کی جانب سے عید سعید کی پرخلوص مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب محمد اعجاز رحمت اللہ بھرم چاری

Mr. M. Aijaz Rehmatullah Bharamchari

جونیئر نائب صدر دوم بانٹوا میمن جماعت کراچی

میری جانب سے پوری برادری اور عالم اسلام کو عید کی خوشیاں مبارک ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی بے شمار عیدیں دکھائے۔ ہم خود بھی خوش ہوں، دوسروں کو بھی خوشیاں دیں اور معاشرے میں رائج غلط رسومات اور رواجوں کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ عید ہمیں سادگی کا پیغام دیتی ہے۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم سادگی کو فروغ دیں اور بھائی چارے کے جذبات کو پروان چڑھائیں کیونکہ یہ خدمت بھی ہے اور عبادت بھی۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے راضی رہتا ہے جو اس کے بندوں کی خدمت کرتے ہیں۔ عید سعید نے ہمیں وہ موقع دیا ہے کہ ہم جماعت کے اغراض و مقاصد کے مطابق انسانی خدمت کرکے جماعت کا کام بھی کریں اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ میں بانٹوا میمن برادری سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ عید کے اس پرمسرت موقع پر اپنے سے کمزور اور اپنے سے چھوٹے اور غریب لوگوں کے ساتھ پیار کا سلوک کریں۔ ان کے دکھ دور کرنے کی کوشش کریں۔ ان کے غم بانٹنے کی کوشش کریں۔ عید کا اصل مزہ اسی میں ہے۔ عید کے اس پرمسرت موقع پر اپنے سے کمزور اور اپنے سے چھوٹے لوگوں کے ساتھ پیار کا سلوک کریں۔ ان کے غم بانٹنے کی کوشش کریں عید کا اصل مزہ اسی میں ہے۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ برادری کے تمام افراد کے مابین باہمی خلوص اور نیک جذبات کی روح ہمیشہ قائم رہے۔ میرا پیغام انہی نیک اور پرخلوص توقعات پر مبنی ہے کہ عید الفطر ہماری اپنی اور قومی امنگوں کی آئینہ دار رہے۔ بانٹوا میمن برادری کی فلاح و بہبود اور بہتری کے لئے ہم سب مل کر خلوص دل سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اسلام کے ان عالمگیر اصولوں پر عمل پیرا ہونا چاہیے جن میں ہماری نجات ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم سادگی سے رہیں۔ ہم سب کو ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر بانٹوا میمن برادری کی بہتر سے بہتر خدمت انجام دیں یہی قوم کو میرا پیغام ہے۔ ایک سچے مومن کی طرح برادری کی فلاح و بہبود کے لئے پوری لگن کے ساتھ کام کریں اور عید الفطر کے حقیقی جذبے کو بیدار کریں۔

ان نیک تمناؤں کے ساتھ میں ایک بار پھر آپ کو عید الفطر کی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ سب کی خوشیوں کی دعا کرتا ہوں۔ عید ہمیں سادگی کا پیغام دیتی ہے لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم سادگی کو فروغ دیں اور بھائی چارے کے جذبات کو پروان چڑھائیں کیونکہ یہ خدمت بھی ہے اور عبادت بھی۔ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں ایک بار پھر عید کی خوشیاں دیکھنی نصیب کیں۔ اگر ہم اندر سے بے پناہ خوش ہیں تو اسے سارا عالم خوشیوں سے معمور نظر آتا ہے۔ ایسے میں اگر اسے کوئی دکھی انسان نظر آجائے تو وہ تڑپ اٹھتا ہے اور اپنی خوشیوں کو وقتی طور پر ترک کر اس دکھی انسان کو خوشیاں دینے کی کوشش میں لگ جاتا ہے اور یہ وہ جذبہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عبادت کا درجہ عطا کیا ہے۔

Mr. Anwar Haji Kassam Kapadia

جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت کراچی

عیدالفطر کے اس پرمسرت اور مبارک موقع پر میں بانٹوا میمن جماعت کے عہدیداران اور مینجنگ کمیٹی کی جانب سے آپ سب کو عیدالفطر کی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ برادری کی فلاح و بہبود اور خاص طور پر عوام الناس کی بھلائی و بہتری کی خاطر ہمیں اسلام کے ان عالمگیر اصولوں پر عمل پیرا ہونا چاہیے جن میں ہماری نجات اور بھلائی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم سادگی کو اپنائیں، فضول خرچی سے پرہیز کریں ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور خلوص سے پیش آئیں، بڑوں بزرگوں کا احترام کریں، چھوٹوں پر شفقت کریں۔ میمن فیڈریشن کے قوانین پر عمل کرکے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی سعی کریں اور باہمی بھائی چارے کی فضا کو قائم رکھیں۔ اس طرح ہم اپنے مقصد کو آسانی سے حاصل کرسکتے ہیں۔ خداوند کریم! ہم سب کو عید کے مبارک دن ایک نیک ہدایت دے اور ہمیں وہ راہ دکھادے کہ ہم ایک سچے مومن کی طرح اپنی بانٹوا میمن برادری کی فلاح و بہبود کے لئے پوری لگن کے ساتھ کام کرتے ہوئے عیدالفطر کے حقیقی جذبے کو بیدار کریں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم پر ہم اس کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ عید کا مفہوم اور مطلب کیا ہے؟ عید انعام ہے، عید خوشی ہے، عید مسرت ہے، عید روح ہے، عید غذا ہے۔ ہر سال ایک ماہ تک اللہ تعالیٰ کے احکامات پیروی کرکے اپنی ذاتی خواہشوں کو کچل کر مسلمان عید کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتے ہیں تو اس بات پر خوشی اور شکر کا اظہار کرتے ہیں کہ انھوں نے اس ماہ کو اللہ کے احکام کے مطابق بسر کیا۔ اس کے ارشادات کے مطابق سال کے باقی مہینوں میں زندگی گزارنے کی تربیت حاصل کی۔ واقعی یہ موقع بہت بڑی خوشی کا ہوتا ہے۔ اس پر جس قدر خوشی کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں عید دیکھنی نصیب فرمائی۔ خوشی کا یہ لازوال موقع ہماری زندگی میں اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ دل چاہتا ہے کہ یہ لمحات ہماری زندگی میں بار بار آئیں اور ہمارا ہر دن عید بن جائے۔ مگر اصل اور حقیقی عید وہی ہے جس میں خوشیاں ہوں اور ان خوشیوں میں دوسرے بھی شامل ہوں بالخصوص وہ لوگ جو عید کی خوشیوں کو ترستے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ابھی دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دوسروں کو خوش دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور اسی کو اپنی زندگی کا انمول سرمایہ سمجھتے ہیں۔ وہ فلاحی ادارے قائم کرکے دکھی انسانیت کی خدمت کرکے ہر روز عید مناتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کی بے لوث اور بے غرض مخلصانہ خدمات کے عوض اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ ان لوگوں کی خدمات کا صلہ اس دنیا میں نہیں بلکہ دوسری دنیا میں ہی ملے گا۔ میں اپنی جانب سے اور بانٹوا میمن جماعت کے تمام مینجنگ کمیٹی کے اراکین اور سب کمیٹیوں کے کنوینر صاحبان کی جانب سے عید کی پرخلوص مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ عید نے ہمیں وہ موقع دیا ہے کہ ہم جماعت کے اغراض و مقاصد کے مطابق انسانی خدمت کرکے جماعت کا کام بھی کریں اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

جناب فیصل محمد یعقوب دیوان

Mr. Faisal M. Yaqoob Diwan

جوائنٹ سیکریٹری اول بانٹوا میمن جماعت کراچی

عید کا دن حقیقت میں اس خوشی کا دن ہے کہ اللہ نے ہمارے گناہوں کو بخش دیا اور معاف فرمادیا ہے۔ لہٰذا اس پر اللہ کا شکر ادا کیجئے۔ اور ہاں! ان خوشی کے لمحات میں ان لوگوں کی اصلاح کی بھی فکر کیجئے جنہوں نے رمضان المبارک اور پھر عید کے ان بہترین موقعوں سے فائدہ نہیں اٹھایا اور اللہ کو راضی نہیں کرسکے۔

یہ بھی دیکھئے کہ آپ کے ارد گرد کوئی شخص ایسا تو نہیں ہے جو عید الفطر کی خوشیاں منانے کے قابل نہ ہو۔ آپ اس کی خوشیوں میں اضافہ کرکے اپنی عید کا مزہ بھی دوبالا کیجئے۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ ان کی مالی مدد کیجئے۔ زکوٰۃ اور فطرے کی رقم سے یہ لوگ بھی عید کی خوشیاں منا سکتے ہیں اور آپ کی خوشیاں دگنی ہو جائیں گی۔ اس وقت بانٹوا میمن برادری اور کاروباری برادری سخت معاشی آزمائش میں گھری ہوئی ہے۔ اس کے لوگ عید منانا چاہتے ہیں اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی عید کی خوشیوں میں شریک کرنا چاہتے ہیں مگر ایک بار پھر سماج دشمن عناصر نے اہل کراچی کی خوشیوں کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کردی ہیں۔ نہ انہیں کاروبار کرنے دے رہے ہیں اور نہ خوشیاں منانے دے رہے ہیں۔ پورے شہر میں خوف و دہشت کا بازار گرم رہتا ہے جس سے پورا ہی معاشرہ سخت ذہنی پریشانی کا شکار ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے سب لوگوں کو ہدایت دے کہ وہ انسان سے محبت کرنا سیکھیں، انسانیت کا احترام کریں، ہر انسان کی جان اور اس کے مال کو مقدس و محترم جانیں تاکہ خود بھی عید کی برکات سے فیض یاب ہو سکیں۔ آمین

انسان کو اصل خوشی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ کسی مجبور، لاچار اور مستحق انسان کی مدد کرتا ہے۔ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے اور اسے خوشی فراہم کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ عید کی خوشیاں، دوسروں کی مدد (سپورٹ) کرنے سے ہی مکمل ہوتی ہیں۔ آپ بھی عید کے موقع پر سچی خوشیاں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اسلام چونکہ مساوات و مواخات کا دین ہے چنانچہ اس نے ہر موقع پر غریبوں اور مسکینوں کا خیال رکھا ہے، اسی لیے عید سعید کے موقع پر غریبوں اور ناداروں کو بھی اس خوشی میں شامل کرنے کے لیے تمام مسلمانوں پر صدقہ فطر واجب قرار دیا گیا ہے۔

آیئے ہم آج سب مل کر یہ عہد کریں کہ بانٹوا میمن برادری سے غیر شرعی، فرسودہ اور غیر ضروری رسوم و رواج کا قلع قمع کردیں گے اور اس مقصد کے لئے ہر ایک کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے، اتحاد اور بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دیں گے تاکہ عید کی خوشیوں میں بانٹوا میمن برادری کا ہر فرد شریک ہو سکے، خوش ہو سکے اور یہ محسوس کرسکے کہ ان خوشیوں میں اس کا بھی حصہ ہے، ان پر اس کا بھی حق ہے۔ ویسے بھی ہمارے مذہب کی تعلیم یہی ہے کہ دوسروں کے خاطر زندہ رہ کر ان کی زندگیوں کو بھی سنوار دو اور اپنی زندگی کو بھی ابدی بنا لو۔

Mr. M. Shahzad M. Haroon Kotharri

جناب محمد شہزاد ایم ہارون کوٹھاری

جوائنٹ سیکریٹری دوم بانٹوا میمن جماعت کراچی

آپ سب کو عید سعید کی خوشیاں مبارک ہوں۔ عید الفطر مسلمانوں کے لئے مسرت اور شادمانی کا پیغام لے کر آتا ہے۔ عید سے مراد خوشیوں بھرا دن جو بار بار لوٹ کر آئے جبکہ فطر کے معنی روزہ کھولنے کے ہیں اس طرح عید الفطر وہ انعام ہے جو امت مسلمہ کو ماہ رمضان المبارک کی بابرکت رحمتوں کے بعد عطا کیا گیا ہے۔ روزے و دیگر عبادت کی حالت میں ماہ رمضان گزارنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام ہے۔ یہ وہ دن ہے جس کو ''رحمت کا دن'' کہا گیا اس دن روزہ داروں کے لئے ہر طرف خوشی کا سماں ہوتا ہے۔ عید کا معنی عام طور پر مسرت اور خوشی لیا جاتا ہے۔ یکم شوال المکرم کو عید الفطر کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ افطار اور فطر ہم معنی ہے۔ جس طرح ہر روزے کا افطار غروب آفتاب کے بعد کیا جاتا ہے، اسی طرح رمضان المبارک کے پورے مہینے کا افطار عید سعید کے روز ہوتا ہے۔ اسی لیے اس یوم مبارک کو ''عید الفطر'' کہتے ہیں۔

صرف مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ ہر قوم اور مذہب میں ہمیں عید کا تصور ملتا ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ عید کی خوشیاں سب کی ساجھی ہوں۔ یہ درست ہے کہ عید خوشی کا تہوار ہے لیکن اس موقع پر ہم سب کچھ بھول کر صرف نمود و نمائش کا اظہار کرنے کے بجائے سادگی اپنائیں اور مستحق افراد کی مدد (سپورٹ) کر کے انھیں اپنی خوشیوں میں شامل کریں۔ ذرا سوچیے! یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بہت سے لوگ تو عید کی تیاری کے نام پر کئی کئی جوڑے بنالیں اور دوسری طرف ایسے لوگوں کی ایک کثیر تعداد موجود ہو جنھیں تن ڈھانپنے کے لیے کپڑے بھی نصیب نہ ہوں۔ اس طبقاتی تقسیم نے کتنے ہی گھرانوں کو عید کی اصل خوشیوں سے محروم رکھا ہوا ہے۔ کیا ہم ایسا نہیں کرسکتے کہ اپنے کئی کئی جوڑوں کے بجائے صرف ایک سوٹ عید کے دن پہننے کے لیے بنائیں اور باقی جوڑے غریبوں میں تقسیم کردیں یا ہم نادار خاندان کے بچوں کے لیے نئے کپڑے بنوادیں تاکہ وہ بھی عید کی خوشیوں میں دوسرے بچوں کے ساتھ شامل ہو کر خوشی منا سکیں۔ یقیناً ہم ایسا کر سکتے ہیں۔

اس طرح غریب اور مستحق افراد بھی خوشی خوشی عید منائیں گے اور ہم بھی اپنے حصے کی خوشیاں دوسروں کو بانٹ کر روحانی خوشی محسوس کریں گے۔ آج ہمارا معاشرہ جن حالات میں گھرا ہوا ہے ملک کیا ہر شہر کرونا وبا کی لپیٹ میں ہے۔ زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں اور اس وبائی مرض کرونا سے بچیں اور احتیاط کریں۔ آج کے حالات ہم سے تقاضا کرتے ہیں کہ ہم اپنے عید کی خوشیوں کو اپنے ان مصیبت زدہ بہن اور بھائیوں کے ساتھ بانٹ لیں۔ آیئے! عید کی اصل خوشی حاصل کریں۔ دکھی لوگوں کے دکھ بانٹیں اور دوسروں کی مدد کا جذبہ بیدار کریں۔ یہی اسلام کی اصل روح ہے۔ یہی رب العزت کی رضا کے حصول کا صحیح راستہ ہے۔ سچے اور مخلص دوستوں کی پہچان یہی ہے کہ وہ آپ کے سکھ دکھ کے ساتھی ہوں۔ اس سے دل میں ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور آپس کی محبت بھی بڑھتی ہے۔

تھیلیسیمیا (خون کی کمی) بیماری

خطرناک خونی، جان لیوا، اس بیماری سے خبردار

- تھیلیسیمیا ایک ایسا مرض ہے جو والدین کی طرف سے وراثت میں ملتا ہے یعنی ماں کے پیٹ سے بچہ اس بیماری کا مریض ہوتا ہے۔
- صحت مند والدین کو بھی اس کا علم نہیں ہوتا کہ وہ بھی اس بیماری کے مریض ہیں۔
- تھیلیسیمیا بیماری خون کی غیر محسوس تبدیل شدہ صورت ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کو، آپ کے جوان لڑکے، لڑکیوں میں یہ مرض لاحق ہو اور اس سے واقف بھی نہ ہوں۔
- اس خونی، جان لیوا بیماری سے چھٹکارہ اس صورت میں ہی ممکن ہے کہ شادی سے پہلے اپنے جوان بچوں (لڑکے و لڑکیوں) کا تھیلیسیمیا بلڈ ٹیسٹ ضرور کرایا جائے۔
- رشتہ (منگنی) کرتے وقت دونوں فریقین (ہونے والے شوہر و بیوی) کے ٹیسٹ سرٹیفکیٹ چیک کرنے کے بعد رشتہ طے کیا جائے۔

یاد رہے

اگر دونوں فریقین سے کسی ایک فرد کو یہ مرض لاحق ہے تو بھی رشتہ کر سکتے ہیں
اگر دونوں فریقین میں اس خونی بیماری کے مائنر بھی اثرات ہیں تو اس دولہا، دلہن کے یہاں پیدا ہونے والی تین اولادوں میں سے دو اولاد اس جان لیوا مرض میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔
ایسے جوان بیمار لڑکے، لڑکیوں کا ایک دوسرے سے رشتہ جوڑنے سے گریز کریں۔

کیونکہ؟

اس مرض کے مریض دولہا، دلہن کے یہاں پیدا ہونے والی اولاد ماں کے بطن (پیٹ) سے اس بیماری کا مریض ہو سکتا ہے۔
پیدا ہونے والی اولاد اگر اسی مرض میں مبتلا ہیں تو اس کو زندگی بھر خون چڑھانے کی اور روزانہ پمپ کے ذریعے چمڑی میں انجیکشن لگانے کی ضرورت پڑے گی۔
اس بیماری کے علاج معالجے کے پیچھے ایسے بچوں کے والدین ذہنی جسمانی اور مالی طور پر تباہ و برباد ہو کر رہ جاتے ہیں۔ پھر بھی ایسے بچوں کی زندگی ان کی جوانی تک محدود ہوتی ہے۔

اسلئے

شرم کئے بغیر والدین اپنے کنوارے، جوان لڑکے، لڑکیوں کے اس بیماری کا بلڈ ٹیسٹ ضرور کروالیں۔ اور رشتہ جوڑنے سے پہلے دونوں افراد کے ٹیسٹ رپورٹ چیک کرواکر ہی رشتہ جوڑیں۔

کیا نئے شادی شدہ دُولہا، دُلہن ایسے مریض بچوں کی پیدائش چاہتے ہیں؟ .... اگر نہیں تو آپکا شادی سے پہلے بلڈ ٹیسٹ کروانا ضروری ہے۔
کیا آپ اپنا اور آپکے پیدا ہونے والے بچوں کا مستقبل روشن دیکھنا چاہتے ہیں؟ کیا آپکے یہاں پیدا ہونے والی اولاد تندرست چاہتے ہیں۔ تو پھر اس خطرناک بیماری سے غافل نہ رہیں۔ یہ آپکے حق میں بہتر ہے۔

فلاحی تنظیمیں، انجمنیں، جماعتیں اس خطرے کی برادری میں پہچان کروائیں اور منگنی فارم درج کرتے وقت بلڈ ٹیسٹ سرٹیفکیٹ کا اصرار کریں۔

اس بیماری سے چھٹکارہ حاصل کرنے کیلئے ہر معاشرہ، ہر برادری، ہر قوم، ہر خاندان اور ہر فرد کو اس بیماری کے خلاف جہاد کرنا لازمی اور ضروری ہے اور فرضِ عین ہے۔

سرکاری، غیر سرکاری سماجی تنظیموں کی ہسپتال، شفاخانہ، پرائیویٹ کلینک والوں سے گزارش ہے کہ وہ بھی اس جان لیوا بیماری سے عوام کو آگاہ کریں۔ اخباروں میں اس قسم کے اداریے مضمون شائع کریں۔ پی۔ ٹی وی، چھوٹی وی وغیرہ پر اس بیماری کے خلاف اشتہاری پروگرام پیش کرکے اپنا قومی فرض ادا کریں۔

آئیے! ہم سب ملکر اپنے خاندانوں کی بقا کیلئے جدوجہد کریں

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

اظہار تشکر

مشکل حالات میں زکوٰۃ فنڈ اور ڈونیشن فنڈ دینے والوں کا بے حد شکریہ

عزیزان محترم!

بانٹوا میمن جماعت کے تمام عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین برادری کے مخیر حضرات اور اہل بانٹوا میمن برادری کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنھوں نے ماہ رمضان المبارک میں اور کورونا وائرس کی تیسری لہر عالمی وبا سے پوری دنیا پریشان ہے۔ وطن عزیز میں لائحہ عمل کے طور پر لاک ڈاؤن چل رہا ہے۔ ایسی نازک صورت حال اور مشکل حالات میں ریلیف کا کام کرنا بانٹوا میمن برادری کے ضرورت مندوں کی مدد (سپورٹ) کرنا بہت اہم اور نیک عمل ہے۔

اس جان توڑ مہنگائی اور مشکل حالات میں بھی اپنے جذبوں کو جوان اور اپنی امیدوں اور توقعات کو مستحکم و توانا رکھا بلکہ اپنی تجوریوں کے دروازے دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے کھول دیئے۔ اپنی بانٹوا میمن برادری کے حاتم طائی جیسا دل رکھنے والے مخیر اور صاحب ثروت حضرات نے اپنی بانٹوا میمن جماعت کے ساتھ اس قدر ٹھوس اور مستحکم انداز سے مالی تعاون کیا ہے کہ ہم سب حیران رہ گئے اور انسانیت و انسانی خدمت پر ہم سب کا یقین و ایمان مزید مضبوط ہوگیا اور ہم سب پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتاری اور سرگرمی کے ساتھ برادری کے ضرورت مندوں اور دکھی لوگوں کی خدمت کے لئے کوشاں ہو گئے ہیں۔

عزیزان گرامی!

دیکھا جائے موجودہ دور میں مہنگائی اور روزگار کے مشکل حالات میں زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والا ہر فرد آزمائشوں سے گزر رہا ہے۔ بزنس مین حضرات اور مخیر حضرات بھی کٹھن مسائل میں مبتلا رہے تو کمزور، نادار اور غریب حضرات بھی مشکلات میں مبتلا رہے ہیں۔ بانٹوا میمن برادری کے مخیر حضرات نے ہماری اپیل پر دل کے دروازے کھول دیئے۔ بعض اوقات تو بعض حضرات نے اپنی حیثیت اور بساط سے بھی بڑھ کر مالی تعاون فرمایا۔ ہم ان کا دلی شکریہ کس زبان سے ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے اس نیک عمل کی جزا دے گا اور کاروبار میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے گا۔

ہمیں امید ہے اپنی بانٹوا میمن برادری کے تعلیم (ایجوکیشن)، ہیلتھ (علاج معالجہ) اور آبادکاری (ہاؤسنگ) اور دیگر فلاحی امور بہ خیر و خوبی انجام پاسکیں گے۔ ہمیں بلکہ یقین ہے آپ ہمیشہ اپنی برادری اور بانٹوا میمن جماعت کے ساتھ اسی طرح تعاون

(سپورٹ) کرتے رہیں گے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے بانٹوا میمن جماعت زکوۃ اور ڈونیشن فنڈ صرف اپنی بانٹوا میمن برادری سے وصول کرتی ہے اور اس کا استعمال بھی برادری کے ضرورت مند افراد پر خرچ کرتی ہے۔ ہم سب عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین زکوۃ اور ڈونیشن دینے والے قابل عزت اور قابل احترام حضرات کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ آئندہ بھی اسی طرح دل کھول کر عطیات دیتے رہیں گے۔

نیک خواہشات اور پر خلوص دعاؤں کے ساتھ

محمد نجیب عبدالعزیز بالاگام والا
صدر بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

محمد حنیف حاجی قاسم مچھیارا کھانانی
سینئر نائب صدر اول بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

محمد سلیم حاجی صدیق بکیا
سینئر نائب صدر دوم بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

محمد ارشد حاجی محمد ادریس جانگڑا
جونیئر نائب صدر اول بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

محمد اعجاز حاجی رحمت اللہ بھرم چاری
جونیئر نائب صدر دوم بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا
جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

فیصل حاجی محمد یعقوب دیوان
جوائنٹ سیکریٹری اول بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

محمد شہزاد حاجی محمد ہارون کوٹھاری
جوائنٹ سیکریٹری دوم بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

اور دیگر عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین

صحت مند معاشرہ۔ خوشحالی کا ضامن

8 مئی Thalassemia کا عالمی دن

ہمیں عہد کرنا ہوگا۔ موذی مرض سے چھٹکارہ حاصل کرنا ہوگا

شادی سے پہلے Thalassemia کا سکریننگ ٹیسٹ ضرور کروائیں

اپنی آنے والی نسلوں کو بچائیں

سحر ہونے تک

Thalassemia ایک مہلک مرض

پاکستان کے ممتاز ایٹمی سائنس داں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے قلم سے

پوری دنیا میں مئی کے مہینے میں Thalassemia کا دن منایا جاتا ہے۔ یہ ایک مہلک بیماری ہے جس کا مناسب تدارک نہ کیا جائے تو نہایت تکلیف دہ نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے ملک میں بھی جہالت، کم عقلی اور نا مناسب معلومات و اقدامات تدارک کی کمی کی وجہ سے یہ مرض بڑھتا جا رہا ہے اور ہر سال ہزاروں بچے اس مہلک بیماری کا شکار ہو رہے ہیں۔ اگرچہ سندھ میں میرے عزیز دوست سینیٹر عبدالحسیب خان کی کوششوں سے ایک قانون پاس کر دیا گیا ہے جس کی رو سے اب شادی سے پہلے لڑکے اور لڑکی کو خون کا ٹیسٹ کرانا ہوگا تاکہ پیدا ہونے والے بچے اس مہلک بیماری کا شکار نہ ہوں اور پنجاب میں میاں شہباز شریف کی نگرانی میں Thalassemia کی بیماری کی روک تھام کیلئے ڈاکٹر محمد نوید طاہر کی سربراہی میں موثر اقدامات کیلئے شیخ علاؤالدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب نے ایک ریزولوشن 3 ستمبر 2012ء کو متفقہ طور پر منظور کرایا تھا جس کی رو سے نکاح نامہ میں بوقت نکاح جوڑے کا Thalassemia فری ٹیسٹ کی شق لازمی قرار دی گئی۔ اس پر عمل کی وجہ سے لاتعداد خاندان اس مہلک، تکلیف دہ اور نہایت قیمتی علاج سے محفوظ ہو گئے ہیں۔

ملک میں اب کئی فلاحی و سرکاری ادارے اس اہم و مہلک بیماری کو ختم کرنے میں مصروف ہیں اور اس بیماری پر بہت تحقیق کی گئی ہے اور ماہرین اس کو ملک سے ختم کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ میں دراصل اس اہم موضوع پر آپ کی توجہ اس لئے دلانا چاہ رہا ہوں کہ ہمارے ملک میں اب بھی آپس کی خاندانی شادیوں، برادری میں شادیوں کی وجہ سے یہ مرض اب بھی پھیل رہا ہے۔ میری دلچسپی اس مرض کے بارے میں 1992ء سے ہے جب عزیز دوست جنرل نعیم احمد خان، سرجن جنرل پاکستان آرمی ہماری KRL کے میڈیکل سروسز کے بانی اور انچارج اور سرجن جنرل پاکستان آرمی جنرل ریاض احمد چوہان، جنرل محمد سلیم، جنرل سی ایم انور اور کئی سینئر تجربہ کار، ماہر ڈاکٹروں نے مل کر پنڈی میں پہلا Thalassemia سینٹر قائم کیا تھا، جہاں بلڈ ٹرانسفیوژن اور خون میں لوہے کی زیادہ مقدار کو دور کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ مجھے اس سینٹر کے افتتاح کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ اب یہ ادارہ ایک این جی او کی حیثیت وزارت صحت کی نگرانی میں نہایت احسن طریقے سے کام کر رہا ہے۔ یہ ادارہ بین الاقوامی Thalassemia فیڈریشن قبرص کا ممبر ہے۔ بین الاقوامی اور مقامی مقالہ جات میں Thalassemia پر یہ معلومات

دستیاب ہیں۔

Thalassemia ایک موروثی بیماری ہے جو نسل در نسل بچوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اس وقت پاکستان میں تقریباً 90 لاکھ افراد اس سے متاثر ہیں اور ان میں ہر سال تقریباً 8 ہزار مریضوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اس بیماری کی دو قسمیں ہیں، Thalassemia مائنر (یعنی صغیرہ) اور Thalassemia میجر (یعنی کبیرہ)۔ ذرائع ابلاغ اور روزمرہ میں عموماً Thalassemia میجر کا ذکر ہوتا ہے۔ یہ دونوں اقسام کی بیماریاں نسل در نسل چلتی ہیں اور والدین سے منتقل ہوتی ہیں۔ عوام کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس بیماری کا کھانے پینے، رہائشی علاقہ، تعلیم، آبائی پیشہ، کمپیوٹر، جراثیم، آب و ہوا، ساتھ رہنا، کپڑوں وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اہم بات یہ ہے کہ ٹی بی، نزلہ زکام کے برعکس یہ بیماری (بغیر ازدواجی تعلقات کے) ایک شخص سے دوسرے شخص کو نہیں لگتی۔ Thalassemia کی دونوں اقسام صرف اور صرف والدین سے ہی ان کے بچوں میں منتقل ہوتی ہیں۔ اگر والدین صرف والد یا والدہ کو Thalassemia مائنر (صغیرہ) ہو تو بچوں میں صرف Thalassemia مائنر کی منتقلی ہوتی ہے اور یہ چانس ہر حمل میں 50 فیصد ہے۔ ایسی شادی کے نتیجہ میں Thalassemia مائنر (صغیرہ) ہے تو ان کے بچوں سے کچھ کو Thalassemia مائنر ہو سکتا ہے جبکہ کچھ بچے نارمل رہتے ہیں۔

ان نارمل بچوں میں Thalassemia میجر یا مائنر منتقل نہیں ہوگا۔ البتہ نہایت غیر متوقع طور پر اور شومئی قسمت سے چند بچے Thalassemia میجر کا شکار ہو سکتے ہیں، یہ صرف اتفاق کی بات ہے۔ Thalassemia چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ، یہ پیدائش کے وقت موجود ہوتا ہے مگر یہ پیدائش کے بعد کسی حالت میں بھی نہیں لگ سکتا۔ اہم راز یہ ہے کہ Thalassemia صغیرہ تا زندگی صغیرہ ہی رہتا ہے اور Thalassemia کبیرہ ہمیشہ کبیرہ ہی رہتا ہے، یہ ایک دوسرے میں تبدیل تبدیل نہیں ہوتے۔ ڈاکٹروں کے مطابق Thalassemia کو وہ بیماری کے زمرے میں شمار نہیں کرتے۔ اس کو وہ خون کی ایک کیفیت کہتے ہیں اور جن لوگوں کو Thalassemia ہوتا ہے ان کو وہ Thalassemia کا مریض کہنا مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ اکثر و بیشتر افراد میں اسکی علامت بالکل نظر نہیں آتی۔

ان میں Thalassemia کی تشخیص خون کے ایک خاص ٹیسٹ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ Thalassemia کی اہمیت یہ ہے کہ اگرچہ یہ لوگ بذات خود تندرست ہوتے ہیں لیکن یہ مرض ان کی آئندہ نسلوں میں منتقل ہو سکتا ہے ایسے لوگوں کو کیریئر یا بردار کہتے ہیں۔ Thalassemia صغیرہ اکثر و بیشتر کسی قسم کی علامت ظاہر نہیں کرتا۔ ایسے افراد عام طور پر بالکل تندرست نظر آتے ہیں اور ان کو اس مرض سے شکار ہونے کا احساس نہیں ہوتا اور بے خبری کی صورت حال کو بے حد خطرناک بنا دیتی ہے کیونکہ اگر دو Thalassemia صغیرہ والے افراد بے خبری میں شادی کر لیں تو ان کو نہایت ہی تلخ تجربہ ہوتا ہے کہ نومولود کو Thalassemia میجر ہو جاتا ہے اسلئے اس بات کا ادراک انتہائی ضروری ہے۔ اس مرض سے خود کو محفوظ کرنے کیلئے یہ انتہائی ضروری و لازمی ہے کہ دو Thalassemia صغیرہ سے متاثر افراد آپس میں شادی نہ کریں جو معاشرے کو Thalassemia کبیرہ سے پاک کر سکتا ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اگرچہ Thalassemia کبیرہ سے پاک معاشرہ کا حصول ممکن ہے لیکن Thalassemia صغیرہ سے نجات ناممکن ہے۔ یہ کیفیت پیدائش سے موت تک رہتی ہے اس سے نجات ممکن نہیں ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اہمیت Thalassemia صغیرہ کے موجود ہونے یا نہ ہونے کی نہیں ہے اہم بات یہ ہے Thalassemia صغیرہ والے دو افراد آپس میں شادی نہ کریں تاکہ بچوں میں Thalassemia کبیرہ منتقل نہ ہونے پائے۔ Thalassemia کبیرہ سے متاثرہ بچے شروع میں

بالکل عام بچوں کی طرح ہوتے ہیں لیکن جلد ہی انیمیا (خون میں سرخ ذرات کی کمی)، ہڈیوں کی ساخت میں خرابی، خاص طور پر چہرے میں، تھکن جسم کے بڑھنے میں کمی یا فقدان، سانس کا پھولنا اور جلد کا پیلا ہونا شامل ہے۔

بیماری کی اعلامات اور ٹیسٹ: طبی معائنہ سے علم ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی افراد اس مرض کا شکار ہے تو اس کی تلی پر سوجن یا ورم ہوتا ہے یا سائز بڑا ہو جاتا ہے، اور خون کا ٹیسٹ بتاتا ہے کہ خون کے سرخ ذرات کی شکل بگڑی ہوتی ہے اور ان کی شکل غیر معمولی ہوتی ہے۔

Thalassemia کا علاج: یہ نہایت ہی تکلیف دہ اور مہنگا علاج ہوتا ہے۔ Thalassemia کبیرہ کے مریض کو باقاعدگی سے انتقال خون کی ضرورت پڑتی ہے جو مہنگا کام ہے اور مریض کی زندگی کے ہزاروں قیمتی لمحات اسپتال میں گزرتے ہیں۔ Thalassemia کبیرہ کے لئے جو مناسب علاج استعمال میں ہے، اس میں انتقال خون، تلی کا آپریشن، فولاد کی زیادتی کا تدارک وغیرہ شامل ہیں۔ اس سے مریض کو جسمانی حالت بہتر بنانے اور بیماری کی علامات کو کنٹرول کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس بیماری سے مستقل طور پر جان چھڑانے کیلئے مریض کو ہڈیوں کے گودے کو کسی صحت مند فرد کی ہڈیوں کے گودے سے تبدیل کرنا بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔

اس میں 15 سے 20 لاکھ روپیہ خرچ آتا ہے لیکن یہ علاج 100 فیصد کامیاب نہیں ہوا ہے۔ جن مریضوں میں یہ طریقہ کامیاب ہوتا ہے ان کو عمر بھر دوائیں بھی لینا پڑتی ہیں۔ جن مریضوں کو بار بار خون بدلنا پڑتا ہے ان کے بدن میں فولاد کی مقدار بڑھ جاتی ہے جو دل، جگر اور پھیپھڑوں کیلئے سخت مضر ہوتا ہے۔ اگر خاندانی یا روایتی رواج کی وجہ سے شادی ہوئی ہے تو حاملہ کے بچے کا تین ماہ کا ٹیسٹ کرانا لازمی ہے۔ اگر بچے میں یہ مرض پایا جائے تو بچے کی خاطر، والدین کی زندگی کی خاطر حمل کا اسقاط کرا دینا چاہئے یہ مذہب کے خلاف نہیں ہے۔ اس قسم کے علاج پر عمل کرکے اٹلی، یونان اور قبرص نے اس بیماری کا مکمل خاتمہ کر دیا ہے۔ صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) میں آپس میں شادیوں کی وجہ سے اس بیماری سے متاثرہ افراد کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اگر ٹیسٹ دو افراد میں Thalassemia صغیرہ کی موجودگی بتا دیں تو ان کو شادی سے روکا جائے، یورپ میں ایسے افراد کے درمیان شادی قانوناً ممنوع ہے۔

اس سے Thalassemia کبیرہ سے متاثر ہونے کے خطرات ختم ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں پروفیسر ڈاکٹر اسلم خان 30 سال سے زیادہ عرصہ سے اس اہم اور دوسری متعلقہ بیماریوں پر کام کر رہے ہیں۔ میرے عزیز دوست سابق سفیر امیر عثمان صاحب کے قریبی عزیز ہیں۔ انہوں نے برادری اور کزن میں شادیوں کے نتائج میں Thalassemia اور دوسری مہلک بیماریوں پر تفصیل سے تحقیقی مضامین لکھے ہیں۔ پروفیسر اسلم خان صاحب کے علاوہ جناب شاہد حسن، جناب مظفر علی، ڈاکٹر طاہرہ ظفر صاحبہ اور ملتان کے میرے نہایت عزیز دوست ڈاکٹر عبدالرشید سیال نے بہت ہی مفید مضامین لکھ کر عوام کو اس بیماری، اس کے مہلک اثرات سے آگاہ کیا ہے۔ 9 مئی 2012ء کے روزنامہ نیوز میں ڈاکٹر شاہینہ مقبول نے بھی اہم کالم لکھا تھا۔ میں نے خود تین نہایت تفصیلی اور اہم مضامین Thalassemia پر 21 مئی 2012ء، 4 جون 2012ء اور 25 جون 2012ء کو مضمون لکھے تھے اور یہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ بیرون ملک بھی بے حد سراہے گئے تھے اور ماہرین ڈاکٹروں کے تعریفی خطوط موصول ہوئے تھے۔ اس سال کراچی میں واقع کاشف اقبال Thalassemia سینٹر 24 اپریل کو بین الاقوامی Thalassemia ڈے منا رہا ہے۔ مجھے بطور چیف گیسٹ شرکت کی دعوت دی گئی ہے جو میں نے بخوشی قبول کر لی ہے۔ اس ادارے کے سربراہ جناب محمد اقبال ہیں اور جناب کاشف ملا اس کے روح رواں ہیں۔ اس ادارہ کی سرپرستی کراچی میں نہایت عزیز دوست و محترم حضرات جناب ایس ایم منیر، سردار یٰسین ملک

، بیئیر عبدالحسیب خان، خالد تواب صاحب، جناب مہتاب الدین چاؤلہ، میاں زاہد حسین صاحب اور چند دوسرے اصحاب کر رہے ہیں۔ یہ ادارہ نہایت اہم خدمات انجام دے رہا ہے۔ جن میں Thalassemia کے مریضوں کو مفت علاج کی سہولتیں، خون کی تبدیلی، خون میں لوہے کی مقدار کو کم کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح کی سہولت میرے ایک اور عزیز دوست سابق وفاقی وزیر جناب حاجی حنیف طیب، المصطفیٰ ٹرسٹ اسپتال کراچی میں مہیا کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب ڈاکٹر ثاقب حسین انصاری عمیر ثنا فاؤنڈیشن کے ذریعہ نہایت مفید خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ خود بھی ماہر ڈاکٹر ہیں اور سہولتوں کے ساتھ علاج بھی کرتے ہیں۔ اسلام آباد، پنڈی میں Thalassemia ویلفیئر سوسائٹی راولپنڈی اور Thalassemia اور ہیمو فیلیا پریوینشن پاکستان نہایت احسن خدمات انجام دے رہے ہیں۔

پہلا ادارہ علاج کی سہولتیں مہیا کرتا ہے اور عوام کو اس بیماری کے تدارک کے بارے میں ہدایت دیتا ہے جبکہ دوسرا ادارہ عوام کو اس مہلک تکلیف دہ بیماری سے بچنے کے اقدام سے آگاہ کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ دوسرے صوبوں اور شہروں میں بھی سرکاری اور نجی اسپتال اس بیماری سے متاثرہ لوگوں کا علاج کر رہے ہوں گے مثلاً بحریہ ٹاؤن کے سربراہ جناب ملک ریاض حسین نے اپنے ٹاؤن میں ایسے سینٹر قائم کئے ہیں جہاں اس بیماری سے متاثرہ عوام کا مفت خون تبدیل کیا جاتا ہے اور لوہے کی زیادتی کو کم کیا جاتا ہے۔ Thalassemia پر اس وقت نہایت اہم پیشہ ورانہ اور موثر علاج ملتان کے ڈاکٹر عبدالرشید سیال کر رہے ہیں۔ انہوں نے لاتعداد متاثرین کا موثر علاج کر دیا ہے اور ان کا اس بیماری اور اس سے متاثرہ لوگوں کے علاج پر ایک نہایت اعلیٰ تحقیقی آرٹیکل پچھلے دنوں ملک کے نہایت معتبر ادارہ پاکستان اکیڈمی آف سائنسز کے رسالہ میں شائع ہوا ہے اور اس کی بین الاقوامی سطح پر بہت پذیرائی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر عبدالرشید سیال امریکہ سے تعلیم یافتہ ہیں اور طویل تجربہ کے حامل ہیں۔ ملتان میں سیال میڈیکل سینٹر، کچہری روڈ نزد شریف پلازہ کے نام سے یہ ادارہ چلا رہے ہیں ان کوششوں اور پُرخلوص محنت سے لاتعداد متاثرین صحت یاب ہو چکے ہیں۔ میری تمام پاکستانیوں سے دلی درخواست ہے کہ خدا کے لئے برادری، خاندان میں شادی سے پہلے ضرور ٹیسٹ (اسکریننگ) کرالیں۔

اگرچہ سندھ، پنجاب کی اسمبلیوں سے پاس کردہ بلوں میں یہ شرط ہے کہ تمام افراد کے قومی شناختی کارڈ پر Thalassemia کے ٹیسٹ کا اندراج لازمی ہونا چاہئے، یہ اطلاع بی فارم میں بھی درج ہونی چاہئے اور نکاح کی شرائط میں یہ شرط بھی لازمی ہونی چاہئے اور Thalassemia کے ٹیسٹ کے بغیر نکاح کی ادائیگی جرم مانا جانا چاہئے۔ یہ سب آپ کی قوم کی بھلائی و صحت مندی کیلئے، آپ کو ذہنی عذاب اور بچوں کو شدید تکلیف سے بچانے کے لئے ضروری ہے۔ یہ بیماری پولیو سے بھی زیادہ مضر ہے کہ اس کے علاج پر بے حد خرچ آتا ہے اور مریض کو بے حد تکلیف ہوتی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی۔ مطبوعہ 21 اپریل 2014ء)

Bantva Memon Jamat (Regd.) Karachi

ہمارا مشن اور ہمارا وژن

ہمارا خواب تھیلیسیمیا سے پاک بانٹوا میمن برادری

71 Years Celebration 2 June 1950-2021

Trust Service & Bantva Memon Commitment

ایک عمدہ گجراتی تحریر کا اردو ترجمہ

عید تو ان لوگوں کی ہے۔ جنھوں نے ایمان ویقین کے ساتھ روزے رکھے

عید اور اہل ایمان کا فریضہ

صف اول کے گجراتی قلمکار، کہانی اور کالم نویس

اے جی داتاری مرحوم کی ایک یادگار تحریر

(اصل نام عبدالغفار عبدالرحمٰن کھاتانی)

مختصر تعارف: ممتاز گجراتی قلمکار اے جی داتاری مرحوم جن کا اصل نام عبدالغفار عبدالرحمٰن کھاتانی ہے۔ آپ ایک معروف کہانی نویس کے علاوہ ایک اچھے کالم نویس بھی رہے ہیں۔ آپ کی گجراتی میں لکھی گئی دلچسپ، سماجی اور اصلاحی کہانیاں اور کالم گجراتی اخبار اور میمن رسائل کے قارئین کرام میں بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھے جاتے رہے ہیں۔ آپ کی پیدائش بانٹوا میں تعلقہ تڑاو محلہ (انڈیا) میں 2 اپریل 1933ء میں ہوئی۔ آپ نے فیملی کے ساتھ نومبر 1947ء میں پاکستان کو ہجرت کی اور کراچی میں مستقل سکونت اختیار کی۔

آپ 23 ستمبر 1957ء میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ آپ کی اولاد میں تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ جناب غلام محمد ہے۔ آپ کو نوجوانی سے گجراتی زبان میں لکھنے لکھانے کا شوق تھا۔ ابتدا میں اصل نام سے لکھتے رہے بعد میں 2000ء میں اپنا قلمی نام اے جی داتاری اپنایا۔ آپ نے اردو اور فارسی کتب کا گجراتی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ جن میں ''اسلام کے پہلے موذن'' جو محمدی پبلی کیشنز نے 1967ء میں شائع کی دوسری حضرت امام غزالیؒ کی کتاب حصہ اول اور حصہ دوم کا ''الحکمت فی مخلوقات اللہ'' جو ''قدرت اور کائنات'' کے نام سے 1968ء میں اشاعت پذیر ہوئی اور بہت مقبول ہوئیں۔

آپ نے طویل علالت کے بعد 23 مئی 2016ء کو 83 سال کی عمر پا کر دار فانی سے کوچ کیا۔ خصوصاً ماہنامہ میمن سماج اور ماہنامہ میمن بلیٹن کے گجراتی سیکشن (حصہ) کی ترتیب، تدوین اور پروف ریڈنگ کی گراں قدر قلمی خدمات طویل عرصے تک انجام دیں جو برادری کی تاریخ میں ہمیشہ روشن اور تابندہ رہیں گی۔

دنیا کے بھی مذاہب میں کوئی نہ کوئی واقعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے یادگار بن جاتا ہے اور اس حوالے سے ہر سال ان کی یاد منانے کے لیے تقاریب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ بہت اہم واقعات ہوتے ہیں جو بنی نوع انسان کو متاثر کرتے ہیں اور پھر وہ لوگ ان تہواروں کو پوری عقیدت اور خلوص (ایمان) کے ساتھ مناتے ہیں۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں متعدد چھوٹے بڑے تہوار ہر سال آتے ہیں اور انہیں پورے ایمان اور اخلاص کے ساتھ منایا جاتا ہے مگر ان میں دو تہوار ایسے ہیں جو دیگر چھوٹے تہواروں سے بہت بڑے ہیں۔ ان میں ایک عیدالفطر کا تہوار ہے اور دوسرا عیدالاضحیٰ کا۔ یہ دونوں تہوار بھرپور دینی جذبے اور ایمانی جوش کی عکاسی کرتے ہیں اور دونوں ہی بڑی ایمانی شان کے ساتھ منائے جاتے ہیں۔ دنیا کے کسی بھی مذہب کے تہوار مسلمانوں کے ان دو تہواروں کا مقابلہ نہیں کرسکتے جن میں قربانی اور ایثار کا درس دیا جاتا ہے۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ دونوں ہی بخشش اور قربانی کا اظہار ہیں۔ ایک طرف عیدالفطر سے پہلے رمضان المبارک کا محترم و مقدس مہینہ آتا ہے جس میں اہل ایمان پورے ایک ماہ تک روزے رکھ کر خود کو روحانی کثافت، دل کی گندگی اور جسمانی تطہیر کے لیے تیار کرتے ہیں اور ایک ماہ تک ایسی عسکری تربیت حاصل کرتے ہیں تاکہ باقی سال میں بھی عبادت گزاری کرکے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرکے اور اس کے پسندیدہ بندے بن جائیں اور گناہوں سے دور رہیں۔

روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ ادا کرکے معاشرے کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ وہ اپنی خوشیوں میں دوسروں کو بھی شریک کریں اور اپنی دولت دوسروں پر بھی خرچ کریں تاکہ وہ بھی اس موقع کی خوشیوں میں شامل ہوسکیں۔ اس کے بعد عیدالفطر کا تہوار آتا ہے جس میں اللہ کے حکم کے مطابق اعتدال کی حد میں رہتے ہوئے خوشیاں منانے کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ جس نے ایک ماہ تک رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کا موقع عطا کیا۔ اسی طرح عیدالاضحیٰ کا تہوار ہے جو اہل ایمان کو یہ درس دیتا ہے کہ اللہ کی رضا اور اس کے حکم کے آگے سر جھکادیں اور جب وہ قربانی مانگے تو اپنی عزیز ترین شے بھی اس کی راہ میں قربان کرکے اس کو منانے اور خوش کرنے کی کوشش کریں۔

یہاں ایک اہم اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ دیگر مذاہب میں تو ان کے تہواروں کے موقع پر ناچ گانا اور لہو و لعب ہوتا ہے۔ ہر غیر اخلاقی کام کیا جاتا ہے، ایسے کام کیے جاتے ہیں جو کسی بھی معاشرے کے لیے بدنما داغ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہر کام بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ یہ قابل افسوس بات ہے مگر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اسلام کے یہ دونوں مذہبی تہوار عبادت پر شروع ہوتے ہیں اور عبادت پر ہی ختم ہوتے ہیں مثال کے طور پر اہل ایمان عید کی صبح اٹھ کر دوگانہ نماز عید ادا کرنے عیدگاہ یا جامع مسجد جاتے ہیں اور اس تہوار کی ابتداء اللہ رب العزت کی حمد و ثناء سے کرتے ہیں۔ اس کے بعد احترام کے ساتھ مہذبانہ انداز سے خوشی مناتے ہیں۔ اسی طرح عیدالاضحیٰ ہے۔ جس میں صبح اٹھ کر پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عید قرباں کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ جس کے بعد گھر واپس آکر کسی حلال جانور کی قربانی کی جاتی ہے اور اس ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے۔ اس کام میں بھی پورا مذہبی ایمان و ایقان شامل ہوتا ہے۔

ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے بتائے ہوئے راستے کے مطابق ہوتا ہے یہ قربانی کوئی معمولی قربانی نہیں ہے۔ یہ اس قربانی کی یادگار ہے جو اللہ رب العزت کے حکم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دی تھی مگر عین موقع پر رحمت خداوندی جوش میں آئی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ اللہ کے حکم پر ایک مینڈھا بھیج دیا گیا۔ جس کو قربان کرکے حکم الٰہی کی تعمیل کی گئی۔ اس تہوار میں بھی آپ کو کوئی ناچ گانا، کوئی کھیل کود، کوئی رنگ بھنگ دکھائی نہیں دے گا۔ قربانی کا حکم ہوا، قربانی دی گئی جسے بارگاہ الٰہی میں قبولیت مل گئی اور پھر یہ تہوار (عیدالاضحیٰ) رہتی دنیا تک کے لیے ایک یادگار تہوار بن گیا۔

مگر کچھ عرصے سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اپنے ہی بھائی اور دوست جو نام کے تو مسلمان ہیں مگر عملاً اس سے دور ہیں، وہ غیر

اسلامی اور غیر شرعی رسومات میں پھنس کر لہو ولعب اور ناچ گانے کی ان محفلوں میں شامل ہونے لگے ہیں جن سے ہماری مذکورہ بالا دونوں عیدوں کا دور دور کا بھی تعلق یا واسطہ نہیں ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ جس مسلمان نے رمضان کے پورے روزے رکھ کر، تراویح میں قرآن سن کر اور سنا کر اور اعتکاف کی سنت پر عمل کر کے خود کو ہر طرح سے پاک وصاف کیا تھا اور باقی سال کے لیے گناہوں کی زندگی سے توبہ کی تھی، وہ عید کا چاند نظر آتے ہی ساری تربیت بھول گیا۔ اس کا خلوص اور ایمانی جذبہ لمحوں میں جاتا رہا اور عید منانے میں ایسا مست ہوا کہ سب کچھ بھول گیا اور غیر مسلموں جیسی ناچ گانوں کی محفلوں میں شریک ہوگیا اور اسلام کی روحانی تربیت کو بھول بیٹھا۔ عید کے موقع پر ایک دوسرے سے ملنا، مصافحہ کرنا، گلے ملنا، ایک دوسرے کو عید کی مبارک باد دینا تو عین اسلام کی روح ہے مگر اس سلسلے میں ہر حد سے گزر جانا اور ایسی دعوتیں و محفلیں منعقد کرنا کہ اس میں بڑے چھوٹے کی تمیز بھی باقی نہ رہے، یہ سب غلط ہے اور اس کے نتیجے میں رمضان المبارک کی ساری محنت بھی اکارت چلی جاتی ہے اور اس تربیت کا اثر بھی جاتا رہتا ہے جو پورے ایک ماہ تک بڑے خلوص کے ساتھ حاصل کی تھی۔ عید الفطر اور عید الاضحی کے موقع پر راتوں کو جاگنا، موسیقی کی محفلیں منعقد کرنا، تاش کھیلنا، ٹی وی اور انٹرنیٹ پر غیر اخلاقی فلمیں دیکھنا اور رچ موبائل پر خرافات میں وقت ضائع کرنا یہ سب عام ہیں مگر ایک مسلمان کے لیے باعث شرم ہیں کہ ہم نے رحمت وبرکت کے دنوں کی یاد تک کو بھلا دیا اور ان خرافات میں پڑ گئے جن سے بچنے کی ہدایت کی گئی تھی۔

ہم نے تو رمضان المبارک میں بھی لوگوں کو وہ سب کچھ کرتے دیکھا جو روزے کی اصل روح کے خلاف ہے۔ مثلاً سارا دن روزے سے رہے اور جب روزہ کھولا تو اس قدر کھانے پینے کا اہتمام تھا اور اتنے مشروبات رکھے گئے تھے کہ روزے کا اصل مقصد ہی فوت ہوگیا۔ روزے کا اصل مقصد تھا غریب کی بھوک اور پیاس کا احساس... یہ احساس چند گھنٹے تو ہوا مگر روزہ افطار کرتے ہی سب کچھ بھول گئے۔

اسی طرح سحری کے وقت اس قدر ڈٹ کر کھالیا تاکہ دن بھر بھوک نہ لگے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر بھوک اور پیاس نہیں لگے گی تو غریب کی بھوک اور پیاس کا احساس کیسے ہوگا؟ اسی احساس کا نام تو روزہ ہے۔ اگر یہ نہیں تو روزہ ہی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اصل روزہ تو نفس کا ہوتا ہے کہ سب کچھ موجود ہے مگر اس لیے نہیں کھا رہے کیونکہ اللہ نے منع فرمایا ہے جھوٹ نہیں بول رہے۔ غیبت نہیں کر رہے، صرف اس لیے کہ اللہ نے منع کیا ہے۔ یہی روزہ ہے اور جب ان ہدایات کے مطابق روزہ رکھا تو وہ مقبول بھی ہوگا اور مقبول روزے کی خوشی اس طرح منائی جاتی ہے کہ اس پر اللہ کا شکر ادا کیا جاتا ہے، ناچ گانے، دعوتوں کی محفلیں نہیں سجائی جاتیں اور نہ اپنی دولت کا اظہار کیا جاتا ہے اور نہ دوسروں سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ اسلام میں حکم ماننا ہی ایمان کی بنیاد ہے۔ ہمیں ہر وہ کام کرنا چاہیے جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ہر وہ کام نہیں کرنا چاہیے جس کو کرنے سے منع کیا گیا ہے اور مسلمان وہی ہے جو اللہ کے اس حکم کو مانے اور اس کے ہر حکم کے آگے سر جھکائے۔

(گجراتی سے ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل)

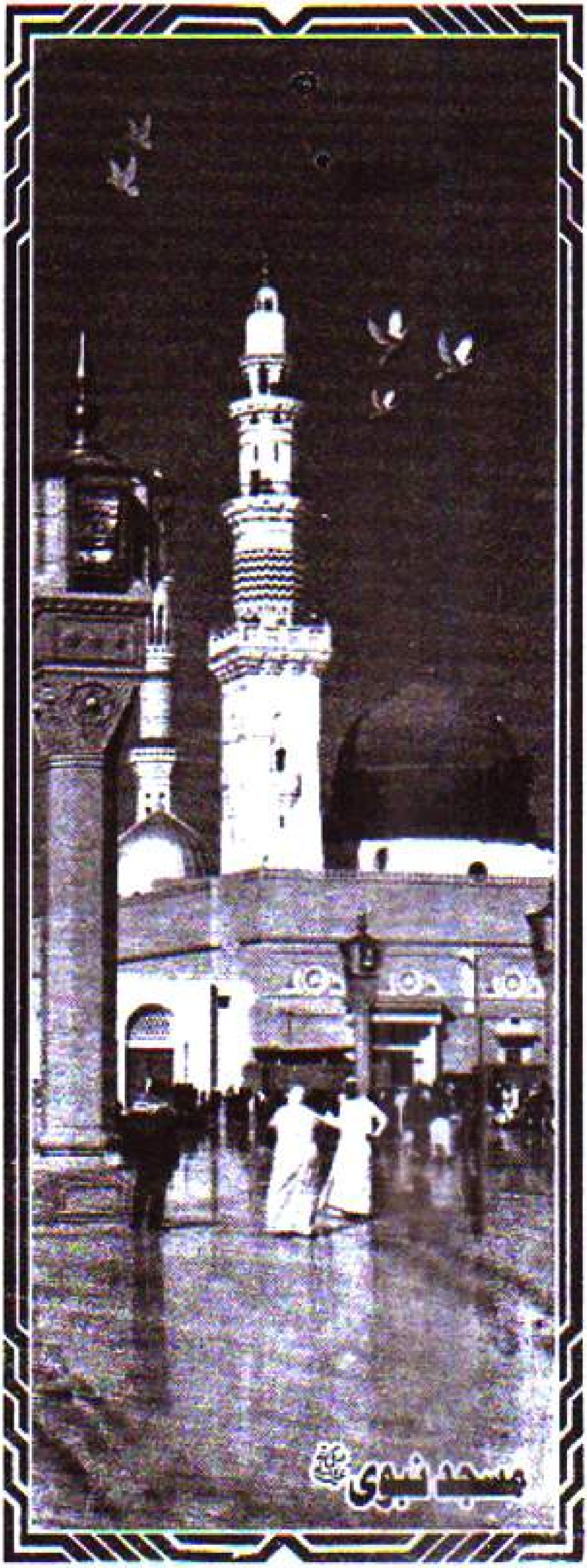

ابرِ رحمت

ابوالاثر حفیظ جالندھری (مرحوم)

زباں پر اے خوشا صلی اعلیٰ یہ کس کا نام آیا
کہ جبریل امین میرے لئے لے کر سلام آیا

وہ جس نے نوعِ انسان کو غلامی سے رہائی دی
وہ جس نے پنجۂ مرگ دوامی سے رہائی دی

جب انسان دامِ مرگ اس کے غلاموں پر بچھاتے ہیں
حرم کے طائروں کو شانِ صیادی دکھاتے ہیں

میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں،اسی کو یار کرتا ہوں

وہ جس سے ربط قائم ہے زمینوں آسمانوں میں
وہ جس کا ذکر ہوتا ہے موذن کی اذانوں میں

زمین و آسمان ہی جب ستم ایجاد کرتے ہیں
اسی کا نام لیواؤں پہ جب بیداد کرتے ہیں
میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں اسی کو یاد کرتا ہوں

وہ جس نے ابرِ رحمت بن کے لیے جانوں کو جان بخشی
چمن کو رنگ بخشا اور بلبل کو زباں بخشی

اسی کے باغ پر جب برق شعلہ ریز ہوتی ہے
اسی کے لیے زبانوں پر چھری جب تیز ہوتی ہے
میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں،اسی کو یاد کرتا ہوں

14ویں برسی کے موقع پر

بانٹوا میمن برادری کے ممتاز سماجی رہنما اور سرکردہ مخیّر شخصیت
جن کی سماجی اور فلاحی خدمات مرحوم کی ہمیشہ یاد دلاتی رہیں گی

سیٹھ حاجی یوسف حسین دادا مرحوم

پیدائش: 3 جنوری 1927ء (بانٹوا۔ انڈیا) وفات: 15 مئی 2007ء (کراچی۔ پاکستان)

تحقیق و تحریر: کھتری عصمت علی پٹیل

بانٹوا میمن برادری کے ممتاز تاجر، سماجی رہنما، فلاحی خدمات انجام دینے والی سرکردہ مخیّر شخصیت سیٹھ حاجی یوسف حسین دادا بانٹوا میں 3 جنوری 1927ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ بانٹوا (انڈیا) میں حاصل کی۔ 22 جولائی 1939ء میں آپ کولمبو گئے تو وہاں مزید تعلیم حاصل کی، اس کے بعد 15 اپریل 1940ء میں مزید تعلیم کے سلسلے میں کلکتہ گئے اور یہاں آپ 16 اکتوبر 1942ء تک قیام پذیر رہے۔ 1943ء میں ممبئی اور 26 مئی 1944ء میں جوناگڑھ میں تعلیم حاصل کرنے گئے۔

بعدازاں 1945ء میں مسلم کالج علی گڑھ میں داخلہ لیا، بعدازاں اس کالج نے یونیورسٹی کا درجہ حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی فیملی کے کاروبار کی مختلف فرموں کے کاموں سے وابستہ ہوئے اور تجارتی فرموں کے ڈائریکٹر بعدازاں چیف ایگزیکٹو بنے اور اپنے کاروبار کو ملکی اور بیرون ملک (ممالک) تک پروان چڑھایا۔ آپ نے چھ بار حج کا فریضہ ادا کیا اور کئی عمرے کئے۔

حسینی یتیم خانہ (حسینی دارالاطفال): 1959ء میں قائم ہونے والے حسینی یتیم خانہ (موجودہ نام حسینی دارالاطفال) کے کئی سالوں تک متولی کی حیثیت سے یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ اور وقت صرف کرتے رہے۔ کراچی کے علاقے تین ہٹی میں وسیع و عریض پلاٹ پر قائم یہ یتیم خانہ حسین دادا کی سخاوت کا منہ بولتا ثبوت ہے، جس کے آغوش میں بے شمار میمن یتیم بچے پرورش پا چکے ہیں اور آج بھی پا رہے ہیں۔ تقریباً 12000 مربع گز پر مشتمل اس یتیم خانے میں تقریباً 2000 مربع گز پر پانچ کلاسیں، دو بیڈروم، ایک ڈائننگ

ہال تعمیر کیے گئے ہیں اور باقی رقبے پر ایک خوبصورت باغ اور کھیل کا میدان ہے۔

اس یتیم خانہ میں پرورش پانے والے بچوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کا خاص انتظام ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ان کی خوراک، لباس اور صحت اور ان کی ذہنی نشوونما کے لئے داؤدی فیملی تقریباً سالانہ کروڑ روپے خرچ کرتی ہے۔ان یتیم بچوں کی روزمرہ کی ضرورت پوری کرنے کا یہاں خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ان کے ساتھ نہایت شفقت آمیز رویہ روا رکھا جاتا ہے تاکہ ان بچوں کو یتیمی کا احساس نہ ہو۔اس یتیم خانہ کے بچے ''مدرسہ اسلامیہ'' اور باغ بالاز'' میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔بچوں کو اسکول تک لے جانے اور واپس لانے کے لئے بس کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔یتیم بچوں کی تفریح کے لئے یتیم خانے میں تفریح کا سامان موجود ہے۔ماہانہ چھٹی کے علاوہ بچوں کو ان کے رشتے داروں اور دوستوں کے ہاں خوشی وغمی کے موقعوں پر جانے کے لئے باقاعدہ چھٹی دی جاتی ہے،اس کے علاوہ ان بچوں کو شہر کے تفریحی مقامات اور سیرگاہوں پر اکثر لے جایا جاتا ہے۔ماہانہ چھٹی کے دن یہ بچے اپنے رشتے داروں اور دوستوں کے گھر جاتے ہیں،لیکن کچھ بچے ایسے ہیں جن کا اس دنیا میں کوئی نہیں،وہ کہاں جائیں؟

اللہ اللہ! ان بچوں کے لئے اس سے بڑھ کر ممتا بھرا رویہ کیا ہوگا کہ جن بچوں کا اس دنیا میں کوئی نہیں،وہ یہ چھٹی کا دن سیٹھ یوسف دادا کے بنگلے پر گزارتے تھے اور اب رحلت کے بعد یہ سلسلہ جاری ہے اور وہ بھی بہت خوشگوار ماحول میں۔ایسے بچے جو ماں باپ جیسی نعمت سے محروم

داؤدی بوہری برادری کے روحانی پیشوا عزت مآب محترم سیدنا ڈاکٹر محمد برہان الدین صاحب نے حسینی یتیم خانہ (موجودہ نام حسنی دارالطفال) کا 11 فروری 1982ء کو دورہ فرمایا،اس موقع پر لی گئی یادگار تصویر۔

سیٹھ حاجی یوسف حسین دادا (مرحوم) سے حسینی یتیم خانہ کے دفتر (واقع تین ہٹی) میں 20 جولائی 2002ء کو کھتری عصمت علی پٹیل ادارے کے بارے میں تفصیلی انٹرویو لیتے ہوئے ماضی کی ایک یادگار تصویر۔

کے احساس کو بھول جائیں اور اپنی آنے والی زندگی کو بامقصد بنانے کے خواب دیکھ رہے ہوں تو اس وقت ان کے معصوم دلوں سے نکلنے والے دعائیں کتنی بااثر ہوں گی؟ یہ دعائیں اپنے دامنوں میں سمیٹنے والے انسان بھی کتنے خوش قسمت اور اللہ کے پیارے بندے ہوں گے؟

ان پر اللہ کی رحمتیں کیوں نازل نہ ہوں کہ جو سنت رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہوں اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان یتیم بچوں کے سروں پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوں۔ یہ ہے حسینی یتیم خانہ (حسینی دارالاطفال) اور اس کی پہچان۔ قوم کے ایک سخی دل بزرگ مرحوم سیٹھ حسین دادا کی اس وقت کی خطیر دس لاکھ روپے کی اس عظیم الشان سخاوت کے ساتھ ان کا نام منسوب کر دیا گیا ہے۔ سیٹھ حسین قاسم دادا کے انتقال کے بعد یتیم خانہ کے ٹرسٹیوں کی حیثیت سے جناب یوسف دادا اور جناب ابوطالب دادا کا انتخاب کیا گیا

بنتوا میمن خدمت کمیٹی (بانتوا اسپتال) کے صدر سیٹھ حاجی یوسف دادا کو واساوڈ میمن برادری کے ممتاز بزنس مین نے اپنی والدہ محترمہ ''حاجیانی حوابائی حاجی حبیب شیخانی'' کی یاد میں ایمبولینس کا تحفہ پیش کیا۔ اس موقع پر گاڑی کی چابی دیتے ہوئے۔

تھا۔ سیٹھ یوسف دادا دار الفانی سے کوچ کر چکے ہیں۔

سماجی اور فلاحی خدمات کا آغاز : آپ نے اپنی سماجی خدمات کا آغاز 17 فروری 1964ء سے کیا اور اپریل 1964ء میں بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے اور ایک عرصے تک سماجی اور فلاحی خدمات انجام دیتے رہے۔ اسی سال 1964ء میں پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کی منیجنگ کمیٹی کے ممبر، 65 - 1964ء کے سالوں میں آل پاکستان میمن فیڈریشن کی منیجنگ کمیٹی کے ممبر، 1966ء میں بانٹوا ایجوکیشنل سوسائٹی کے نائب صدر، اسی دوران آپ بانٹوا میمن ملٹی پرپز سوسائٹی کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ آپ بانٹوا میمن جماعت کے سماجی اور فلاحی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ برادری کی غریب بچیوں کی شادی اور آبادکاری کے کاموں میں ہمیشہ خاموش خدمت گزار رہے۔

شادی : آپ کی شادی بانٹوا میں 16 ستمبر 1946ء میں سیٹھ عبدالکریم آدم حاجی پیر محمد مدنی کی دختر نیک اختر محترمہ حاجیانی حمیرا بائی کے ساتھ ہوئی۔ آپ کی اولاد میں آپ کے بڑے صاحبزادے جناب پروفیسر ڈاکٹر مقبول حاجی یوسف دادا (P.H.D.) امریکہ میں انڈیانا پولیس کی یونیورسٹی میں درس و تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دوسرے صاحبزادے ڈاکٹر حسین حاجی یوسف دادا جو 31 مارچ 2006ء کو رحلت کر چکے ہیں۔ تین صاحبزادیاں ہیں محترمہ مقبولہ زوجہ ذکریا غنی، محترمہ ذکیہ زوجہ توفیق دادا اور محترمہ فائزہ زوجہ حنیف اسمٰعیل۔ تینوں بچیاں اپنے اپنے گھروں میں خوش اور خوشحال زندگی بسر کر رہی ہیں۔

عملی شعبہ اور رحلت : آپ بینک آف بہاولپور، دادا لمیٹڈ، اسبسٹوس سیمنٹ انڈسٹریز لمیٹڈ، دادا ایجنسی کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے اپنے کاروبار سے وابستہ رہے تھے۔ ملک کے صنعتی اور اقتصادی حالات آپ کے کاروبار پر بھی اثر انداز ہوئے لیکن مشکل حالات میں بھی اپنے کاروباری معاملات کو سنبھالا دیا۔ سیٹھ حاجی یوسف حسین دادا حرکت قلب بند ہونے کے باعث 15 مئی 2007ء شب 9 بجے دار الفانی سے کوچ کر گئے۔

آپ کی رحلت پر بانٹوا میمن برادری کے اداروں، بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی، بانٹوا میمن جماعت حیدرآباد، بانٹوا میمن خدمت کمیٹی، بانٹوا انجمن حمایت اسلام، بانٹوا میمن راحت کمیٹی، بانٹوا ناؤن ویلفیئر کمیٹی علاوہ آل پاکستان میمن فیڈریشن نے قرارداد تعزیت منظور کیں اور آپ کی سماجی و فلاحی نمایاں خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

ماہنامہ میمن سماج کے قارئین سے مؤدبانہ ضروری گزارش

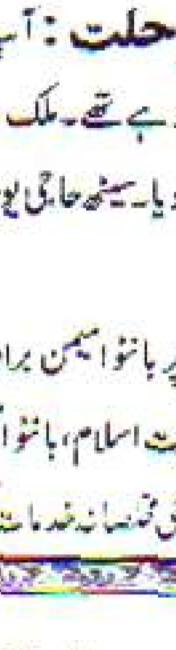

ماہنامہ میمن سماج میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کا نام آتا ہے اس کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اگر قرآنی آیات کا حوالہ بھی آتا ہے۔

قارئین سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ بے حرمتی سے بچانے کے لئے میمن سماج کو فرش پر نہ رکھیں بلکہ ٹیبل یا الماری کے اوپر پڑھ کر یا پڑھنے سے پہلے بھی ایسی جگہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ نیز قرآنی آیات کی بے حرمتی نہ ہو۔ (ادارہ)

ترانہ میمن

ممتاز شاعرہ

محترمہ پروفیسر زینت کوثر لاکھانی

سابقہ پرنسپل میمن مرکز فیڈرل بی ایریا

میمن ہے میرا نام مجھے جان سے پیارا
عالم میں سدا چمکے یونہی میرا ستارا

ہے دل کی صداقت سے مرا رب پہ ہے ایماں
اور نام محمد ﷺ پہ مری جان بھی قرباں

دنیا میں بسی جاکے جہاں میمنی ٹولی
باتوں میں وہاں سب نے فقط میمنی بولی

موضوع سخن رہتی ہے بولی مری اکثر
ہنستے ہیں مرے یار مری طرز ادا پہ

وہ میرے تلفظ کو بناتے ہیں نشانہ
جینت ہے یہ زینت تو شبانہ ہے سہانہ

برنی کے کئی گر مری مٹھی میں پڑے ہیں
سونے کے سجے ہاتھ جو مٹی میں پڑے ہیں

زر مال کی نعمت جو مجھے رب نے عطا کی
توفیق بھی دی مجھ کو وہاں جودو سخا کی

امت نے محمد ﷺ کی یہاں جب بھی پکارا
میمن نے غریبوں کے لئے مال ہے وارا

اس پاک وطن کے لئے بیڑا جو اٹھایا
قائد نے بھی امداد کو یوں پاس بلایا

میمن نے لٹائے تھے یوں چاندی کے خزانے
یوں ملک سنوارا ہے یہ میمن کی عطا نے

اس ملک کے بچوں کی جو حالت کو سنوارے
میمن نے بنائے کئی خیراتی ادارے
اسکول بھی کالج بھی دواخانے بنائے
بیوہ و یتیموں کے ٹھکانے بھی بنائے

اور ہاتھ سے محنت کا سبق ان کو پڑھایا
مچھلی کو پکڑنے کا سلیقہ بھی سکھایا

سو بات کی اک بات یوں کہتے یہ بڑے تھے
کمزور قبیلے تھے جو آپس میں لڑے تھے

بھائی نہ کبھی اپنے ہی بھائی سے جدا ہو
سب میمنوں کی دنیا میں بس ایک صدا ہو

پرکھوں نے ہمارے یہی پیغام دیا ہے
مخلوق کی خدمت کا ہمیں کام دیا ہے

اوراقِ گم گشتہ

81 سال قبل کی گجراتی یادگار دستاویز کا اردو ترجمہ

جمعیت نظام الاسلام (بچیوں کا مدرسہ) کی جانب سے پیش کردہ سپاسنامے کا جواب

معزز بہنوں اور مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے والی بیٹیوں!

آپ سب نے آج مجھے جو عزت افزائی (پذیرائی) کرنے کی تکلیف اٹھائی ہے اس سلسلے میں آپ کی دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ آپ سب بہنوں اور مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات نے میرے لئے خلوص اور عمدہ دلی جذبات کا اظہار کر کے مجھے پذیرائی کی ہے جس کے لئے میں آپ کی احسان مند ہوں۔ آپ نے سپاسنامے میں زیادہ سے زیادہ میری تعریفی کلمات ادا کئے ہیں۔ میں اس کی لائق نہیں ہوں میں ناچیز ہوں، میں نے جو کچھ سخاوت کی ہے وہ اپنی برادری کی خدمت کرنے کی ادنیٰ فریضہ ادا کیا ہے۔ میں اس بات کی سوچ رکھتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جن جن حضرات کو صاحب دولت بنایا ہو انہیں اپنی دولت سے اپنی برادری کی خدمت کرنے میں کسی قسم کی غیر ذمہ داری نہیں اپنانی چاہیے۔ ہر قسم کے نیک کاموں میں تن، من اور دھن سے ہر ممکن مدد کرنی چاہیے۔

میری پیاری بہنوں اور بیٹیوں ؟

اللہ تعالیٰ کلام ربانی میں کئی مقامات پر مسلمانوں کے لئے فرمایا ہے کہ آپ میرے بندوں کی مدد کرتے رہو، میں تمہاری مدد کرتا رہوں گا یہ فرمان ہم اپنے دل میں رکھ لینا چاہیے اور اس پر عمل بھی کرنا چاہیے۔ میں آپ سب بہنوں سے ایسی امید رکھتی ہوں۔ میرا مرحوم شوہر نے چیری ٹیبل شعبے (ویلفیئر) میں دواخانے، مسجد، یتیم خانہ علاوہ دینی مدرسہ کی تعمیر اور اس کا انتظام کے لئے چھ لاکھ روپے کا عطیہ کرنے کا وصیت نامہ کر گئے ہیں۔ یہ وصیت نامے سے مکمل طریقے سے میرے صاحبزادوں نے عمل درآمد کیا ہے۔ اس کے لئے آپ نے تسلی کا اظہار کیا ہے۔ اس میں اپنی آواز ملاتی ہوں۔ میرے بیٹوں نے اپنے والد محترم اور اپنے بڑوں کی نیک تمنائیں، نیک خواہشات اور امیدوں کو بر لانے میں جو تکلیف اٹھائی ہیں جس کے ساتھ میں بھی دلی اطمینان محسوس کرتی ہوں۔ خداوند کریم سے التجا کرتی ہوں میری آل اولاد سب کو ایسی نیک توفیق عطا کرے میں آپ کو یقین دلاتی ہوں میں اپنے بیٹوں کو ہمیشہ یہی ہدایت کرتی رہوں گی ان کے والد محترم مرحوم کا چیری ٹیبل شعبے کے ہر فلاحی کاموں میں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مدد کرتے رہیں اور معقول اصلاح کر کے برادری کے ضرورت مندوں کو امداد فراہم کرنے کی بہتر سے بہتر سہولیات فراہم کرتے رہیں۔

بہنو!

ہم دیکھتے آئے ہیں ہر انسان کو اس فانی دنیا سے خالی ہاتھ جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے دولت کا اچھے سے اچھا استعمال کر کے برادری کی ضروریات کو پوری کرنے میں حتی الامکان مدد کرتے رہنا ایسی ہدایت کر کے اجازت چاہتی ہوں۔

જમીઅતે નિઝામુલ ઇસ્લામ (બાળાના મદ્રેસા) તરફથી પેશ થએલા

માનપત્ર નો જવાબ

માનવંતી બહેનો અને મદ્રેસામાં તા'લીમ લેતી દીકરીઓ,

આપ સર્વેએ મને આજે બહુમાન આપવા તકલીફ ઉઠાવી છે, તે બદલ આપનો ખરા અંતઃકરણથી આભાર માનું છું.

આપ ગુણવંતી બહેનો અને મદ્રેસામાં તા'લીમ લેતી મારી વહાલી બાળાઓએ મારા તરફ સારી લાગણી દર્શાવી મને માનપત્ર ઇનાયત કરેલ છે તે માટે હું આપની એહસાનમંદ થઈ છું.

આપે માનપત્રમાં મારા માટે ઘણાં ઘણાં વખાણ કર્યાં છે, તેને લાયક હું નથી. હું તો નાચીઝ છું. મેં જે કંઈ સખાવત કરી છે, તે મારી કોમની સેવા કરવાની એક નજીવી ફર્જ અદા કરી છે. હું તો એવા વિચાર ધરાવું છું કે, ખુદાવંદ કરીમે જેને જેને સાહેબે દવલત બનાવ્યા હોય તેઓએ પોતાની કોમની સેવા કરવા તરફ બેદરકાર રહેવું નહિ જોઈએ, અને દરેકે દરેક નેક કામોમાં તન, મન અને ધનથી બનતી મદદ કરવી જોઈએ.

વહાલી બહેનો અને દીકરીઓ,

ખુદાવંદ તઆલાએ કલામે રબ્બાનીમાં અનેક ઠેકાણે મુસલમાનો માટે ફરમાવ્યું છે કે : તમે મારા બંદાઓને મદદ કરતા રહો તો હું તમોને મદદ કરતો રહીશ. એ ફરમાનોને આપણે આપણા દિલમાં રાખી લેવાં જોઈએ, અને તેનું પાલન કરવું જોઈએ એવી હું આપ સર્વે બહેનો પાસે પણ આશા રાખું છું.

મારા મર્હૂમ ખાવિંદ એ ધર્માદા ખાતામાં એટલે દવાખાનું, મસ્જિદ, યતીમખાનું તથા દીની મદ્રેસો બનાવવા અને તેને નિભાવવા માટે રૂપિયા ૭ લાખનું વસીયતનામું કરી ગયા છે, તે વસીયતનામાનું પૂરેપૂરી રીતે મારા દીકરાઓએ પાલન કરેલ છે, તે માટે આપે સન્તોષ બતાવ્યો. તેમાં હું પણ મારો સાદ પૂરું છું.

મારા દીકરાઓએ તેઓના મુરબ્બીની નેક ઉમ્મીદો બર લાવવામાં જે તકલીફ ઉઠાવી છે, તે માટે આપની સાથે હું પણ સન્તોષ અનુભવું છું અને ખુદાવંદે કરીમ પાસે પ્રતિજ્ઞા કરું છું કે મારી આલ ઓલાદ સર્વેને એવી નેક તવફીક બખ્શે.

હું આપને ખાત્રી આપું છું કે મારા દીકરાઓને હંમેશા ભલામણ કરતી રહીશ કે તેઓના મુરબ્બીના ધર્માદા ખાતાના દરેકે દરેક કામમાં હંમેશા ઉચિત મદદ કરતા રહે અને યોગ્ય સુધારા કરી કોમની હાજતોને અદા કરવામાં નિર્ભયતી સારી ફરજ બજાવવાને અંજામ આપતા રહે.

બહેનો, આપણે જોતા આવ્યા છીએ કે, દરેક ઇન્સાનને આ ફાની દુનિયામાંથી ખાલી હાથે જવાનું છે, તો ખુદાવંદ તઆલાએ આપેલા ખાસ વખતનો સારામાં સારો ઉપયોગ કરી કોમની જરૂરિયાતો પૂરી કરવામાં બનતી દરેક મદદ કરતા રહેવું એવી ફરીવાર આપને ભલામણ કરવાની રજા લઉં છું.

તા'લીમ લેતી દીકરીઓ,

તમોને મળતી તા'લીમ તરફ સારું દિલ પરોવી, ઉમ્મીદથી તા'લીમ લઈ બુદ્ધિશાળી ગૃહિણીઓ એવી મારી ઉમેદને ભલામણ છે.

હાલમાં જમીઅત તરફથી ચાલતા મદ્રેસામાં સારામાં સારી તા'લીમ અપાઈ રહી છે, તે માટે આ મદ્રેસાના કાર્યવાહકોને મુબારકબાદ ઘટે છે.

આપ બહેનો અને દીકરીઓનો વધારે વખત નહિ લેતાં મને બહુમાન આપવા બદલ ફરીવાર આપ સર્વેનો આભાર માની મારું બોલવાનું પૂરું કરું છું.

લી. આપની હિતેચ્છુ

બાંટવા
તા. ૬-૯-૧૯૪૦
શુક્રવાર

હવાબાઈ હાજીયાણી હાજી લતીફ

કલકત્તાવાળા

زیر تعلیم بچیو! آپ کو فراہم کردہ تعلیم کی طرف اچھی طرح دل لگا کر دلچسپی سے تعلیم حاصل کر کے دانشمندی سے تمام گھریلو خواتین بہنوں کو ایسی آپ کو نصیحت کرتی ہوں۔ حال ہی میں جمعیت کی طرف سے جاری مدرسے میں اچھے سے اچھی معیاری تعلیم دی جا رہی ہے جس کے لئے اس مدرسے کے انتظامی امور چلانے والے عہدیداران کو میں خراج تحسین پیش کرتی ہوں آپ سب کو بھی سراہتی ہوں آپ سب بہنوں اور بچیوں کا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتی مجھے سپاسنامہ پیش کرنے پر آپ سب کا شکریہ ادا کر کے میں اپنی جوابی تقریر کا اختتام کرتی ہوں۔

بانٹوا (انڈیا)　　　　آپ سب کی خیر خواہ

تاریخ: 6 ستمبر 1940ء　　　　**حوابائی حاجیانی حاجی عبداللطیف کلکتہ والا**

طبع: کوہ نور پرنٹنگ پریس، اقبال روڈ بانٹوا

گجراتی سے ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل

سپاسنامہ بشکریہ: جناب غلام حسین حاجی سلیمان مدراس والا (جوڑیا بازار)

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کی سرگرمیوں کے متعلق آپ کی واقفیت ضروری ہے

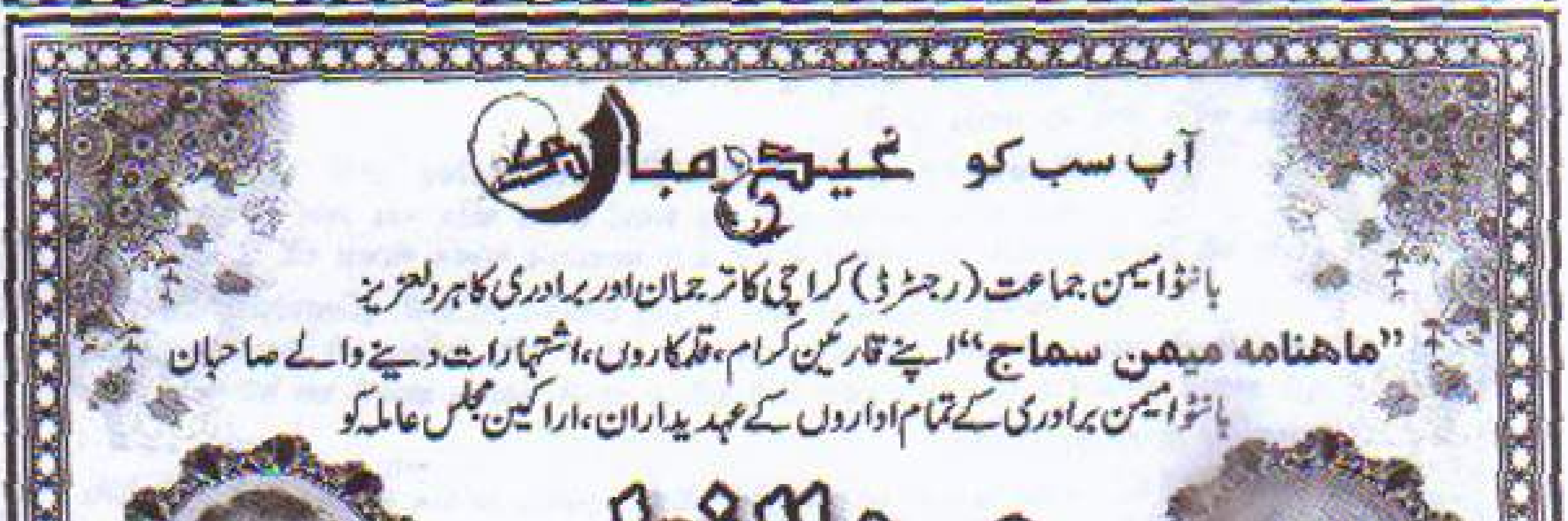

مصنف کی تحقیق کردہ اہم گجراتی تصنیف مطبوعہ جولائی 2002ء کے ایک باب کا ترجمہ

ملک کی اقتصادی ترقی میں میمن فیملیوں کا مثالی کردار

تحقیق و تحریر: جناب یوسف عبدالکریم تولہ، سینئر جرنلسٹ

اردو ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل

اگر ہم تاریخ پاکستان کا مطالعہ کریں تو یہ بات سامنے آئے گی کہ اس ملک کی اقتصادی اور معاشی ترقی میں جتنا کردار میمن خاندانوں کا ہے، اتنا دیگر خاندانوں کا نہیں ہے ان فیملیوں کے قائدانہ کردار نے ہی اس ملک کو نہ صرف اپنے پیروں پر کھڑا کیا بلکہ اقتصادی شعبے کو مستحکم بھی کیا۔ پاکستان کے مرحوم صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے اس برادری کے کردار کو ان الفاظ میں بیان کیا تھا" پاکستان کی تعمیر اور اس کے اقتصادی ترقی میں میمن برادری نے بے مثال خدمات انجام دی ہیں۔ اگر اصل لفظوں میں کہا جائے تو میمن برادری کی تاریخ ہی پاکستان کی تاریخ ہے۔"

میمنوں نے اس نازک وقت میں پاکستان کی معیشت کو سنبھالا تھا جب اس ملک میں صنعتیں برائے نام تھیں۔ ہندو صنعت کاروں کے انڈیا چلے جانے کے بعد یہ شعبہ بالکل خالی تھا کہ میمنوں نے اس کو کمال مہارت کے ساتھ سنبھال لیا۔ وہ مشکل وقت تھا۔ ملک کو مختلف مسائل کا سامنا تھا مگر ان حالات میں بھی میمن برادری کے اہم خاندانوں نے اقتصادی شعبہ اپنے ہاتھ میں لیا اور کارخانوں و فیکٹریوں کا جال بچھانا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں کچھ ہی عرصے میں پاکستان کو ایک صنعتی ملک کا درجہ مل گیا۔ بے شمار میمن صنعت کاروں نے اس نوزائیدہ مملکت کو مستحکم کرنے کے لیے ایک سے زیادہ صنعتیں قائم کیں، فیکٹریاں لگائیں اور لوگوں کو برسر روزگار کرنے کا اہتمام بھی کیا۔ مگر بعض میمن خاندان اتنے باحوصلہ تھے کہ انہوں نے ایک ہی وقت میں بہت سی صنعتیں لگا کر ملک کو اقتصادی طور پر مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ان میمن خاندانوں کے نام آج بھی اس ملک کے اقتصادی افق پر جگمگا رہے ہیں۔ ان میمن خاندانوں نے اس ملک کے لیے جو کچھ کیا، وہ اب تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے۔ آیئے اس ملک کی اقتصادی ترقی میں میمن خاندانوں کے کردار کا ایک مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں:

آدم جی فیملی: قیام پاکستان سے پہلے برصغیر کے اقتصادی شعبے میں آدم جی حاجی داؤد کا بڑا نام تھا۔ اس وقت کے مسلمان تاجروں میں تو آدم جی فرم سرفہرست تھی۔ یہ فیملی جیت پور سے پاکستان ہجرت کی تھی۔ انہوں نے ایک آدھ کاروبار یا ایک آدھ صنعت میں ہی ہاتھ نہیں ڈالا تھا بلکہ ایک ساتھ کئی طرح کی صنعتوں میں قسمت آزمائی کی تھی جیسے باردانے کا کاروبار، سیمنٹ، چاول اور یارن کی تجارت، جوٹ مل کا قیام، ماچس فیکٹری یہاں تک کہ انہوں نے بینکاری کے شعبے میں اپنی صلاحیت منوائی تھی۔ اتنے سارے شعبوں میں کام کر کے انہوں نے نہ صرف تیزی کے ساتھ ترقی کی بلکہ خود کو بین الاقوامی سطح پر بھی ایک غیر معمولی بزنس مین اور صنعت کار تسلیم کرا لیا۔

جوٹ کا بادشاہ : بعض لوگ انہیں جوٹ کا بادشاہ کہتے تھے اور بعض لوگ عظیم صنعت کار..... ان کو مختلف خطاب اور القاب دیئے گئے اور "سر" کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔ جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو آدم جی نے یہ جرأت مندانہ فیصلہ کیا کہ وہ انڈیا سے اپنے تمام بزنس اور کاروبار سمیٹ کر پاکستان میں لاکر یہاں قائم کیا۔ یہ ایک اہم فیصلہ تھا۔ چنانچہ آپ نے مشکل حالات میں بھی مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) کا رخ کیا۔ انہوں نے اپنی جوٹ مل کلکتہ کے بجائے مشرق پاکستان میں قائم کرنے کا فیصلہ کیا جو بہت بڑا رسک تھا مگر آدم جی رسک لینے میں ماہر تھے۔ انہوں نے رسک لیا اور کامیابی حاصل کی۔ پھر آدم جی فیملی نے مشرقی پاکستان میں صرف جوٹ کا ہی کاروبار نہیں کیا بلکہ اس میں متعدد صنعتیں قائم کر کے اس خطے میں اپنے بزنس ایمپائر کی داغ بیل ڈال دی۔ آدم جی فیملی کو آج بھی پاکستان کے قیام کے وقت ہر طرح کا تعاون کرنے میں دوسروں پر اولیت حاصل ہے۔

مغربی پاکستان میں بھی : آدم جی فیملی نے مشرقی پاکستان کے ساتھ مغربی پاکستان میں بھی صنعتی شعبے میں قائدانہ کردار ادا کیا اور ساری دنیا کو دکھایا کہ اگر تاجر اور بزنس مین تعاون کریں تو وہ نومولود ملکوں کو اپنے پیروں پر کھڑا کر سکتے ہیں۔ مغربی پاکستان میں آدم جی فیملی نے جو پراجیکٹس شروع کیے ان میں سے درج ذیل قابل ذکر ہیں: آدم جی انڈسٹریز، آدم جی شوگر ملز، آدم جی پیپر اینڈ بورڈ ملز، آدم جی انشورنس کمپنی، مہران جوٹ ملز، ہمراز انڈسٹریز، ایجیکس ٹیکسٹائل ملز، آدم جی ڈیوپز، آدم جی کیمیکل ورکس، آدم جی کنسٹرکشن کمپنی وغیرہ۔ آپ نے متعدد انڈسٹریز میں سرمایہ کاری کر کے انہیں بام عروج پر پہنچا دیا۔

بنگلہ دیش کا قیام اور مشکلات کا آغاز : پاکستان کے قیام کو ابھی دو عشرے سے کچھ زائد کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ حالات خراب ہو گئے اور پاکستان کا وجود خطرے میں پڑ گیا۔ بعد میں مشرقی پاکستان ختم ہو کر بنگلہ دیش بن گیا جس کے بعد آدم جی فیملی کی قائم کردہ متعدد صنعتوں کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا جس کے نتیجے میں مسلم کمرشل بینک آدم جی فیملی کے ہاتھ سے نکل گیا مگر اس باہمت خاندان نے پھر بھی ہمت نہ ہاری اور مغربی پاکستان میں نئی صنعتیں قائم کر کے اپنے مشن کو جاری رکھا۔ مگر بعد میں حالات کی خرابی کی وجہ سے اس خاندان کو آدم جی انڈسٹریز اور ہمراز انڈسٹریز کو فروخت کرنا پڑا۔ اس کے ساتھ آدم جی شوگر ملز کے کنٹرولنگ شیئرز بھی فروخت کرنے پڑے۔ بہر حال وہ مشکل وقت گزر گیا۔ آج بھی آدم جی گروپ ملک کی اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہا ہے جس پر ہر پاکستانی کو ناز ہے۔

آدم جی کی پاکستان اور قائداعظم سے محبت : آدم جی اور ان کی پوری فیملی کو پاکستان اور بانی پاکستان سے بہت محبت تھی۔ پہلے آپ نے تحریک پاکستان میں بنیادی کردار ادا کیا۔ بعد میں متعدد بار قائداعظم کے حکم پر ان کی خدمت میں اپنے دستخط کر کے چیک پیش کیے کہ قائداعظم جتنی رقم چاہیں ان میں بھر لیں۔ اسی طرح بعد میں آدم جی فیملی نے پاکستان سے اپنی محبت کے ثبوت پیش کیے جیسے ستمبر 1965ء کی جنگ کے موقع پر اس فیملی نے سب سے زیادہ فنڈز دیے اور پاکستان کی سلامتی کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ آدم جی فاؤنڈیشن نے بلا امتیاز رنگ و نسل تعلیم، صحت، علم و ادب اور دوسرے شعبوں میں خوب کام کیا اور بڑے بڑے فنڈز مختص کیے۔ آج بھی اس خاندان کے ارکان فلاح و بہبود اور عوامی خدمت کے شعبے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اور آدم جی مرحوم کے نام کو بلند کیے ہوئے ہیں۔

داؤد فیملی : پاکستان میں صنعت و تجارت کے شعبے میں داؤد فیملی کا بڑا نام ہے۔ اس خاندان نے اپنے سربراہ سیٹھ احمد داؤد کی سرپرستی میں ملک کی اقتصادی ترقی میں قائدانہ کردار ادا کیا ہے اور ملکی معیشت کو مستحکم کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ یہ فیملی بانتوا سے پاکستان کو ہجرت

کی تھی۔

قیام پاکستان سے پہلے: پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے بھی داؤد فیملی کا بڑا نام تھا اور اس نے برصغیر کی ہر طرح کی ترقی میں بہت اہم کردار ادا کیا تھا۔ اس فیملی کے مخصوص شعبے یہ تھے: کاٹن، سوت، دھاگے (ریان) کاٹن جیننگ اینڈ پراسیسنگ، آئل ملز اور بناسپتی گھی۔ اس خاندان کی صنعتوں اور تجارتی پراجیکٹس کی شاخیں بمبئی کے علاوہ کلکتہ، مدراس، کانپور، کولمبو، لدھیانہ، امرتسر اور دہلی میں بھی تھیں۔

قیام پاکستان کے بعد: جب پاکستان کا قیام عمل میں آ گیا تو داؤد فیملی بھی پاکستان (کراچی) شفٹ ہو گئی اور یہاں انہوں نے صنعت و تجارت کا آغاز کیا۔ اس خاندان نے 1948ء میں داؤد کارپوریشن لمیٹڈ کی داغ بیل ڈالی۔ بعد میں یہ فیملی کپڑے کے شعبے کی طرف چلی گئی۔ 1952ء میں اس فیملی کے تحت 25000 لومز والی داؤد کاٹن مل قائم کی گئی مگر اب یہ اس حد تک ترقی کر چکی ہے کہ اس کے لومز کی تعداد 95,828 تک پہنچ چکی ہے۔ یہ مل ہر طرح کی جدید سہولیات سے آراستہ ہے۔ پاکستان میں کپڑا برآمد کرنے والی ملوں میں داؤد کاٹن ملز کا نمبر پہلا ہے۔

1952ء میں داؤد فیملی نے پنجاب کے شہر بورے والا میں "بورے والا ٹیکسٹائل ملز" کا نظم و نسق سنبھال لیا۔ اس مل کے تحت ایک جیننگ فیکٹری اور ایک تیل مل بھی شامل ہے۔ اس میں بھی ہر طرح کی جدید مشینری اور ساز و سامان تھا۔ یہ انڈسٹریل گروپ ملک کی سب سے بڑی وولن ملز "لارنس پور وولن اینڈ ٹیکسٹائل ملز" کا بھی مالک ہے۔ 1968ء میں اس گروپ نے پولیسٹر اینڈ نائیلون یارن کی انڈسٹری "ڈیلون لمیٹڈ" بھی قائم کی تھی۔ 1968ء میں داؤد گروپ نے پنجاب میں "داؤد ہرکولیس کیمیکل لمیٹڈ" نامی کمپنی قائم کی تھی جو ایک ہزار ٹن یومیہ یوریا کیمیائی کھاد کی پیداوار دیتی تھی۔ اس گروپ نے مذکورہ کمپنی امریکن کمپنی "ہرکولیس" کی شراکت داری میں قائم کی تھی۔ اس کے علاوہ اس گروپ کے پاس "سینٹرل انشورنس کمپنی" کی ملکیت بھی ہے جو ایک مستحکم انشورنس کمپنی ہے۔ داؤد گروپ کا ایک اور کارنامہ "داؤد یاماہا لمیٹڈ" (Dawood Yamaha Limited) ہے۔

یہ کمپنی جاپان کی یاماہا موٹر کمپنی کی پارٹنر شپ میں بلوچستان میں "اتھل" کے مقام پر قائم کی گئی تھی جہاں موٹر سائیکلوں کی اسمبلنگ کے لیے پلانٹ لگایا گیا ہے۔ اس گروپ کی موٹر سائیکلیں اندرون ملک کے ساتھ ساتھ بیرون ملک بھی پسند کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ داؤد گروپ کے کچھ اور پراجیکٹس یہ ہیں۔ یہ یونائیٹڈ ریفریجریشن انڈسٹریز لمیٹڈ کے نام سے ڈاؤلینس ریفریجریٹر وائٹ ویسٹنگ ہاؤس ایئر کنڈیشنر کی اسمبلنگ کر رہا ہے۔ اس کے کسٹمرز کو اس پر بڑا اعتماد ہے۔ اس کے علاوہ "الیکٹرونک انڈسٹریز لمیٹڈ" کے تحت یہ گروپ بلیک اینڈ وائٹ اور رنگین ٹی وی سیٹس کی اسمبلنگ بھی کرتا ہے۔ ان کی کوالٹی بہترین ہے اور اس لیے ان کی ڈیمانڈ بھی زیادہ ہے۔ اسی گروپ نے بلوچستان انجینئرنگ ورکس لمیٹڈ" کے نام سے ادارہ قائم کیا ہے جہاں موٹر سائیکلوں کے اسپیئر پارٹس تیار کیے جاتے ہیں۔ اس گروپ کی ایک اور کمپنی "کریسنٹ پاک انڈسٹریز لمیٹڈ" اعلیٰ کوالٹی کے صابن اور ڈٹرجنٹس تیار کرتی ہے۔ اس گروپ کی ایک اور کمپنی "ٹرانس پاک کارپوریشن لمیٹڈ" سیزن ٹائلٹ صابن اور اسپرکل ٹوتھ پیسٹ بھی تیار کر رہی ہے۔ داؤد گروپ نے 1959ء میں داؤد پیٹرولیم لمیٹڈ کے نام سے ایک آئل کمپنی کی داغ بیل ڈالی تھی مگر 1974ء میں اس کمپنی کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا تھا۔ بہرحال پاکستان کے لیے اس گروپ کی خدمات بے مثال ہیں۔

پاکولا والا فیملی: پاکولا والا فیملی کے سربراہ اور روح رواں حاجی عبدالستار پاکولا والا مرحوم تھے۔ ان کا خاندان ہمیشہ سے ہی بڑا دین دار

رہا ہے۔ یہ فیملی قیام پاکستان سے پہلے پورے برصغیر میں معروف تھی اور خاص طور سے تجارتی شعبے میں اچھی شہرت کی مالک تھی۔ اس فیملی نے بھی دیگر میمن فیملیوں کی طرح قیام پاکستان کے بعد دھوراجی سے پاکستان ہجرت کی تھی اور اس ملک کے صنعت وتجارت کے شعبے میں نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔

کاروباری آغاز : حاجی عبدالستار تیلی کی رہنمائی اور سرپرستی میں اس فیملی نے سب سے پہلے کولڈ ڈرنک کے شعبے میں قدم رکھا اور ''پاکستان بیوریج لمیٹڈ'' کے نام سے کولڈ ڈرنکس کا یونٹ قائم کیا جس کی مصنوعات دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک میں مشہور ہوگئیں۔ پاکولا، پیپسی کولا، سیون اپ اور جیم اس ادارے کی معروف کولڈ ڈرنکس ہیں جن کی ملک میں کافی مانگ ہے اور اپنی مصنوعات کے حوالے سے اس کمپنی کو بڑا معتبر مقام حاصل ہے۔

کپڑے کی صنعت کی طرف : پاکولا والا فیملی نے کپڑے کی صنعت میں قدم رکھا اور ''گل احمد ٹیکسٹائل ملز'' کے ذریعے اس شعبے میں کام کی شروعات کی۔ بعد میں حاجی عبدالستار کی وفات کے بعد اس فیملی نے اپنے بزرگوں۔ جناب علی محمد تیلی اور حاجی ابراہیم حاجی محمد تیلی کی سرپرستی میں نئے تجربات کیے اور اس شعبے میں ترقی کی۔ اس گروپ نے اپنے زمانے میں مشرقی پاکستان میں ایک جوٹ مل قائم کی تھی اور مغربی پاکستان میں کپڑے کی کئی ملیں قائم کیں جس میں گلوب ٹیکسٹائل ملز اور نقش بندی انڈسٹریز قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے سوڈی فل انڈسٹریز بھی خریدی تھی۔ گویا کپڑے کی صنعت اس فیملی کی پہچان ہے۔ گل احمد ٹیکسٹائل نے اپنی عمدہ کارکردگی پر 1981 میں گولڈ مرکیوری انٹرنیشنل ایوارڈ بھی حاصل کیا تھا۔

پولیسٹر فائبر کے شعبے میں : پاکولا والا فیملی نے پولیسٹر فائبر کے شعبے میں بھی قدم رکھا اور سالانہ دس ہزار ٹن پولیسٹر فائبر پیدا کرکے لوگوں کو حیران کردیا۔ انہوں نے اس کے لیے عمدگی سے پلاننگ کی تھی جس کا نتیجہ بھی اچھا نکلا۔ اس عظیم منصوبے پر ایک اندازے کے مطابق 40 کروڑ روپے لاگت آئی تھی۔

بورڈ اور کاغذ مل : اس فیملی نے کارڈ بورڈ اور کاغذ کی صنعت میں بھی اپنی مہارت کا اظہار کیا ہے۔ سندھ میں ''چلبیا کوریگیٹڈ بورڈ'' کے نام سے ایک ملز قائم کرنے کے ساتھ'' کے رحمان ملک فوڈز لمیٹڈ'' کے اگلو آئسکریم یونٹ کی مینجمنٹ بھی اس گروپ کے پاس ہے۔ معلوم ہوا کہ اس گروپ نے اپنی بے مثال خدمات سے پاکستان کا نام بین الاقوامی تجارت میں بلند کیا ہے، خاص طور سے ایکسپورٹ کے شعبے میں اس نے پاکستان کے لیے بڑی ناموری کمائی ہے۔

پاکولا والا فیملی صرف صنعت وتجارت کے شعبے میں ہی کام نہیں کررہی بلکہ عوامی فلاح وبہبود کے شعبے میں بھی اس کی خدمات بے مثال ہیں۔ اس وقت رفاہ عامہ کے شعبے کا سارا انتظام اس فیملی کے بزرگ حاجی علی محمد سیٹھ کررہے ہیں۔ اس خاندان نے ابتدا سے ہی دکھی انسانیت کی خدمت کی ہے اور بلا امتیاز خدمت کرنا اس خاندان کا شیوہ ہے۔

فیکٹو فیملی کا تذکرہ : جناب غلام محمد فیکٹو کسی متعلق شعبے میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ اس سیکٹر کا جانا مانا نام ہیں۔ آپ نے جیت پور سے ہجرت کرکے پاکستان میں جب اپنے کاروبار کی ابتدا کی تو سب سے پہلے بیلا روس کے ٹریکٹرز کی امپورٹ (درآمد) کی تھی۔ آپ کو پاکستان میں ان ٹریکٹرز کے سول ڈسٹری بیوٹر کے حقوق حاصل تھے۔ اس کے بعد انہوں نے مزید پیش قدمی کی اور خود کو ایک معتبر اور مستند پاکستانی

صنعت کار کے طور پر منوالیا۔ آپ نے شوگر (شکر) کی فیکٹری لگائی تھی اور اس میں کامیاب رہے۔

فیکٹو شوگر ملز: اس سے پہلے آدم جی فیملی نے پنجاب کے ضلع میانوالی میں دریا خان کے مقام پر ایک شوگر مل لگائی تھی۔ بعد میں فیکٹو فیملی نے اس شوگر مل کے زیادہ تر شیئرز خرید لیے اور اس کا انتظام (مینجمنٹ) بڑی خوبی و مہارت سے کیا یہاں تک کہ اسے "فیکٹو شوگر ملز" کا نام دے دیا جس کے بعد یہ شوگر مل ملک بھر میں مشہور ہوگئی۔ اس شوگر مل نے جناب غلام محمد فیکٹو کی زیر نگرانی بڑی ترقی کی اور فیکٹو صاحب کی غیر معمولی مہارت کی وجہ سے اسے بڑا مقام بھی ملا۔

بابا فرید شوگر ملز: یہ کوئی معمولی کامیابی نہیں تھی۔ اس سے فیکٹو صاحب کا حوصلہ بڑھا تو انہوں نے پنجاب میں ایک اور شوگر ملز قائم کی جس کا نام معروف روحانی بزرگ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے نام پر "بابا فرید شوگر ملز" رکھا گیا۔ چینی کی یہ مل بھی فیکٹو صاحب کی سرپرستی میں بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔

فیکٹو بیلاروس ٹریکٹر: اس کامیابی کے بعد انہوں نے پنجاب "فیکٹو بیلاروس ٹریکٹر" کا ایک بڑا پلانٹ لگایا تھا۔ اس عظیم الشان پلانٹ کی سالانہ پیداوار 5000 ٹریکٹرز ہے جو بلاشبہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ ٹریکٹروں کی صنعت میں جناب غلام محمد فیکٹو واحد میمن صنعت کار تھے۔ ان کے علاوہ ابھی تک اس سیکٹر میں کسی دوسرے میمن صنعت کار نے طبع آزمائی نہیں کی۔

سیمنٹ کے شعبے کی طرف: اس کے بعد فیکٹو فیملی کی توجہ سیمنٹ کے شعبے کی طرف ہوئی اور اس نے اس شعبے میں بھی قسمت آزمانے کا فیصلہ کیا۔ پنجاب کے علاقے ٹیکسلا میں اس فیملی کی جانب سے سیمنٹ تیار کرنے والی ایک بڑی فیکٹری کے لیے کام جاری ہے۔ فیکٹری کی تعمیر تیزی سے ہو رہی ہے۔ اندازہ ہے کہ اس فیکٹری سے 16 لاکھ ٹن سالانہ سیمنٹ پیدا ہو سکے گی۔

ٹن پلیٹ تیار کرنے والی فیکٹری: فیکٹو فیملی نے ٹن پلیٹس (ٹن کی چادریں) تیار کرنے کی ایک فیکٹری کی داغ بیل بھی ڈالی ہے لیکن ابھی تک یہ منصوبہ زیر غور ہے۔ اس پراجیکٹ کو حکومت کی طرف سے تو منظوری کی سند مل گئی ہے مگر ابھی دیگر کام زیر غور ہیں۔ اس کے علاوہ فیکٹو نے "فیکٹو کیمیکل" کے نام سے کیمیکل تیار کرنے والی ایک فیکٹری کی بنیاد بھی رکھ دی ہے جو جلد ہی کام شروع کر دے گی۔

فیکٹو فاؤنڈیشن: دیگر میمنوں کی طرح فیکٹو فیملی بھی عوامی فلاح و بہبود کے شعبے میں کام کر رہی ہے۔ "فیکٹو فاؤنڈیشن" کے تحت یہ پورے ملک میں صحت عامہ، تعلیم اور دیگر رفاہی شعبوں میں سرگرم ہے اور دل کھول کر ان سب کو عطیات فراہم کر رہی ہے۔ جس سے دکھی انسانیت کی شب و روز خدمت ہو رہی ہے۔

باوانی فیملی: باوانی گروپ عرصہ دراز سے اس ملک کا ایک معروف تجارتی گروپ ہے۔ جس کے سربراہ جناب احمد باوانی مرحوم تھے جنھوں نے بیسویں صدی کے آغاز میں ہی صنعت و تجارت کے شعبے میں کام کا آغاز کر دیا تھا مگر ان کے اس بزنس وینچر کی ابتداء برما کے دارالحکومت "رنگون" سے ہوئی تھی۔ انہوں نے کاروباری دنیا میں تیزی سے ترقی کی اور مختصر وقت میں ہوزری، کپڑے اور دیگر اشیاء کے ایک کامیاب امپورٹر (درآمد کنندہ) کے طور پر سامنے آئے۔

ہوزری فیکٹری کا قیام: 1931ء میں احمد باوانی نے رنگون میں ایک ہوزری فیکٹری قائم کی تھی جسے اس زمانے میں ایشیا کی سب سے بڑی ہوزری فیکٹری کہا جاتا تھا۔ اس فیکٹری کے وسیع ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے ایک ہی شیڈ میں 400 مشینیں

کہ کئی گنا تھیں اور اپنی تعداد کے حساب سے یہ کم نہیں ہیں۔

کپڑا تیار کرنے کا ایک نیا پلانٹ : مذکورہ بالا ہوزری فیکٹری کے ذریعے کامیابی سمیٹنے کے بعد احمد باوانی صاحب نے ایک نیا پلانٹ قائم کیا جس میں کپڑا تیار ہوتا تھا۔ یہ کپڑا نہایت اعلیٰ قسم کا تھا۔ کپڑے کی تیاری کے ساتھ ہی انہوں نے BLANKET یا کمبل تیار کرنے کی ایک فیکٹری کی داغ بیل بھی ڈال دی تھی جس میں اس دور میں بہترین قسم کے کمبل تیار ہوتے تھے جو بڑے اعلیٰ درجے کے تھے۔

پاکستان منتقلی اور صنعتی شعبے میں کردار : اگست 1947ء میں جب پاکستان وجود میں آگیا تو باوانی فیملی نے بھی جیت پور سے اس نئی اسلامی ریاست منتقل ہونے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ یہ خاندان اپنی پوری تجارتی مہارت اور سرمائے کے ساتھ پاکستان آگیا اور اس ملک کے صنعتی و تجارتی شعبے کو مضبوط و مستحکم کرنے میں اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔ آج یہ خاندان کئی صنعتوں کا مالک ہے اور ان کا نظم و نسق بڑی مہارت کے ساتھ چلا رہا ہے۔

مغربی پاکستان میں : باوانی فیملی نے پاکستان کے لیے اپنی صنعتی خدمت و تجارتی تعاون کا آغاز مشرقی پاکستان سے کیا تھا۔ مگر بعد میں جب مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا تو اس نے مغربی پاکستان میں بھی متعدد صنعتیں قائم کرکے باقی ماندہ پاکستان کو مضبوط بنایا بلکہ اس کے لیے تن من دھن کی قربانی دی۔ اس وقت باوانی فیملی کے پاکستان میں کم و بیش 17 صنعتی یونٹس موجود ہیں جو بڑی سرگرمی کے ساتھ ملک کی معاشی اور اقتصادی ترقی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ان میں درج ذیل صنعتی یونٹس قابل ذکر ہیں: باوانی شوگر ملز، فاران شوگر ملز، یونیورسل ٹیکسٹائل ملز، باوانی انڈسٹریز، النور ٹیکسٹائل ملز، سندھ پارٹیکل بورڈ ملز، عرفات وولن ملز، ڈیلائیٹ انڈسٹریز، کوٹری انجینئرنگ، پاپولیئر کیبلز، پاکستان ٹیلی فون کیبلز، لطیف جوٹ ملز، باوانی آکسیجن، غازی انڈسٹریز، نوول ڈینا سسٹم، ریلائنس انشورنس، گلف ڈائنگ ملز اور احمد ہوزری۔

مشرقی پاکستان اور باوانی فیملی : جس وقت پاکستان وجود میں آیا تھا اس وقت مشرقی پاکستان اور بنگال طرف کے میمن اور دیگر مسلمان ہجرت کرکے مشرقی پاکستان کی طرف آگئے تھے۔ وہ ہجرت ان کے لیے زیادہ آسان تھی اس فیملی نے جاتے ہی مشرقی پاکستان میں متعدد صنعتی یونٹس قائم کرکے اپنی دھماکہ خیز آمد کا اعلان کیا۔ ان یونٹس میں درج ذیل شامل تھے:

تین پٹ سن (جوٹ) ملیں، کپڑے کی تین ملیں، کیمیکل کی ایک مل، پلاسٹک ریزن کی ایک فیکٹری، پولی تھین مصنوعات کی ایک فیکٹری اور ٹیوب ٹائرز کی فیکٹری۔ یہ سب کم کام نہیں تھے بلکہ ایک نئے ملک کے لیے کافی زیادہ تھے۔ ان کی مدد سے باوانی خاندان نے مشرقی پاکستان کو معاشی طور پر مضبوط کرنے کا کام شروع کیا۔ ویسے اس فیملی نے اس خطے میں لگ بھگ 14 صنعتی یونٹس میں سرمایہ کاری کی تھی مگر جب بنگلہ دیش کا قیام عمل میں آیا تو اس فیملی کو ان تمام ملوں اور فیکٹریوں سے محروم ہونا پڑا۔

اس فیملی کے دیگر سماجی کام : باوانی فیملی ایک دریا دل فیملی ہے۔ اس کے بزرگوں اور بڑوں نے ہمیشہ خدمت خلق کو اپنا نصب العین بنائے رکھا اور اپنے پاس آنے والے کسی بھی ضرورت مند یا سوالی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ اس فیملی کے جناب یحییٰ احمد باوانی (مرحوم) اور جناب امین احمد باوانی نے صنعتی شعبے کے ساتھ ساتھ سماجی خدمت کے شعبے میں بھی اہم کردار نبھایا اور دل و جان سے دکھی انسانیت کی خدمت کی۔ اس خاندان کی تعلیمی اور دینی خدمات بھی اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اس فیملی نے دینی تعلیم اور دنیاوی تعلیم دونوں کے فروغ کے لیے دن رات کام کیا۔ اس فیملی کے سیٹھ ابراہیم باوانی نے زندگی کے آخری لمحے تک دکھی انسانیت کی خدمت کی اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لیے اپنے گھر

اور اپنے دل کے دروازے کبھی بند نہیں کیے۔

حاجی ھاشم فیملی : سیٹھ حاجی ہاشم حاجی احمد تمبا کو والا کا نام اس ملک کے سرکردہ صنعت کاروں میں نمایاں رہا ہے۔ راوکھا سے ہجرت کر کے پاکستان میں آکر اس فیملی نے کراچی میں ایک عام اور سادہ سے تاجر کی حیثیت سے اپنے تجارتی سفر کا آغاز کیا تھا۔ مگر سیٹھ ہاشم میں شروع سے ہی تاجرانہ صلاحیتیں موجود تھیں۔ وہ ایک ماہر سوداگر اور تجربہ کار بزنس مین تھے جس نے اپنی مہارت سے کاروباری شعبے میں نام پیدا کیا۔ انہوں نے جس دل اور جذبے کے ساتھ محنت اور جدوجہد کی، اس نے انہیں پاکستان کے صف اول کے تاجروں میں شامل کر دیا اور آج وہ صنعتی شعبے کا معروف نام ہیں۔

ابتدائی سفر کی کہانی : سیٹھ حاجی ہاشم نے اپنے کاروباری سفر کا آغاز تمباکو اور کریانہ کے کام سے کیا تھا۔ جب اس نے ترقی کی تو انہوں نے 1954ء میں کراچی میں سائیٹ کے علاقے میں واقع ''جہلم ٹیکسٹائل ملز'' خریدی اور اس طرح صنعتی شعبے کی طرف آگئے۔ یہ مل سیٹھ ہاشم نے کم و بیش 25 سال تک بڑی کامیابی کے ساتھ چلائی مگر بعد میں جب مزدوروں (LABOUR) کے ساتھ مسائل پیدا ہونے لگے تو مجبوراً انہیں اپنے اس صنعتی یونٹ کو فروخت کرنا پڑا۔

مشرقی پاکستان کی جدوجہد : ادھر تو سیٹھ ہاشم مغربی پاکستان میں مصروف تھے اور ادھر انہوں نے مشرقی پاکستان میں بھی کاروباری جدوجہد شروع کر دی تھی، جس کے نتیجے میں 1965ء میں انہوں نے چٹاگانگ میں ''بنگال ٹوبیکو کمپنی'' کے نام سے ایک سگریٹ فیکٹری بھی قائم کر دی۔ اس فیکٹری نے 1958 سے پیداوار دینی شروع کی تھی۔ 1964 میں سیٹھ ہاشم نے اسی مشرقی پاکستان میں ''گولڈن ایچ ورکس'' کے نام سے ایک ماچس فیکٹری کی داغ بیل بھی ڈال دی تھی جس نے تیزی کے ساتھ کام شروع کر دیا تھا۔

کراچی میں بھی کام شروع کیا : سیٹھ ہاشم نے 1958ء میں ''مغل ٹوبیکو'' نامی ایک کمپنی کے کنٹرولنگ شیئرز خریدے تھے۔ یہ ایک سگریٹ فیکٹری تھی جو اس ملک کی معروف سگریٹ کمپنیوں میں شامل تھی۔ اس فیکٹری کے تیار کیے ہوئے سگریٹ غیر ملکوں میں بہت پسند کیے جاتے تھے اور وہاں ان کی بڑی ڈیمانڈ (طلب) تھی اس لیے یہ سگریٹ بیرون ملک ایکسپورٹ بھی ہوتا تھا۔

شوگر مل اور پیپر ملز : مختلف کامیابیوں کے بعد حاجی ہاشم سیٹھ نے شوگر ملز اور پیپر ملز میں بھی قسمت آزمانے کا فیصلہ کیا۔ 1967ء میں انہوں نے شوگر ملز پر توجہ دی اور سندھ میں مہران شوگر مل قائم کی۔ یہ مل اس وقت سندھ کی بڑی شوگر ملوں میں شامل ہے۔ 1973ء میں سیٹھ صاحب نے ملک کی سب سے بڑی کاغذ (پیپر) مل ''پاکستان پیپر ملز'' کے کنٹرولنگ شیئرز خرید لیے اور کئی سال تک اس کا نظم و نسق سنبھالا۔

جب سیٹھ ھاشم نے ولیکا ٹیکسٹائل مل کو بچایا : ولیکا ٹیکسٹائل مل کراچی میں کپڑے کی سب سے پہلی مل ہے اور اس مل کا سنگ بنیاد بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح نے رکھا تھا۔ مگر ایک وقت وہ بھی آیا تھا جب ولیکا ٹیکسٹائل مل تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی تھی مگر اس موقع پر سیٹھ ہاشم آگے آئے اور انہوں نے اس مل کے اکثریتی شیئرز خرید کر اس کو تباہ ہونے سے بچا لیا۔ مگر یہ مل مزدوروں کے مسائل کی وجہ سے آخر کار بند ہو گئی۔ مزدور یونین کی وجہ سے جو تنازع کھڑا ہوا تھا، اس نے آخر کار اپنا رنگ دکھایا اس لیے ولیکا خاندان نے اس مل کو فروخت کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہی وہ موقع تھا جب سیٹھ ہاشم نے اس کے اکثریتی شیئرز خرید کر اس کو ختم ہونے سے بچالیا۔ انہوں نے یہ مل خریدی اور اسے اپنے مرحوم بیٹے عثمان کے نام پر ''عثمان ٹیکسٹائل ملز'' کا نام دیا۔

دیگر شعبے اور پراجیکٹس : اس سب کے علاوہ سیٹھ ہاشم دو جیننگ فیکٹریوں مہران کاٹن اور سیف دے کاٹن کے بھی مالک ہیں۔ تعمیراتی شعبے میں سیف دے کنسٹرکشن کمپنی بھی کام کر رہی ہے" ہاشم انویسٹمنٹ لمیٹڈ" سرمایہ کاری کا کام بھی کرتی ہے۔ ان کی ایک اور کمپنی "پاکستان مولاسس" شیرے کا کام کرتی ہے۔ ان کا تیار کردہ مال ایکسپورٹ بھی ہوتا ہے۔ ان کی ایک اور کمپنی" حاجی ہاشم حاجی احمد برادرز" جنرل امپورٹ ایکسپورٹ بھی کرتی ہے۔ ہاشم فیملی ایک دین دار فیملی ہے۔ یہ دین کے فروغ کے ساتھ ساتھ تعلیم، صحت اور دیگر فلاحی کام بھی کرتی ہے۔ ان تمام اداروں کو وہ دل کھول کر عطیات دیتے ہیں۔

کریم فیملی : کریم فیملی کے روحِ رواں حاجی محمد حاجی کریم 1960 کے عشرے میں آرٹ سلک کی صنعت میں داخل ہوئے اور مختصر عرصے میں بڑی کامیابیاں سمیٹیں" کریم سلک ملز" ملک کی ایک بڑی سلک مل ہے جس نے کم عرصے میں معیاری سلک تیار کر کے بڑا نام کمایا۔ اس کامیابی کے بعد اس زمانے میں اس فیملی نے مشرقی پاکستان میں" کیریلین ملک ملز" قائم کی ساتھ ہی نائلون یارن تیار کرنے والی" پائیلون انڈسٹریز" کی بنیاد بھی ڈالی مگر بدقسمتی سے مشرقی پاکستان کے ٹوٹنے کے بعد گنوانی پڑیں۔ کریم فیملی نے موجودہ پاکستان میں سوتی کپڑے کی صنعت میں بھی قدم رکھا اور سوتی بڑے کی کئی ملز قائم کیں۔ چند ملز کے نام یہ ہیں: کریم کاٹن ملز، مودی فیبل انڈسٹریز، کیلیکو کاٹن ملز، جنید ٹیکسٹائل ملز اور کاکیری کوٹ ٹیکسٹائل۔ اس کے علاوہ اس فیملی نے کاٹن کی پانچ ملز ڈالنے کا پروگرام بھی منصوبہ بنایا تھا اور اس سارے کام کے پیچھے حاجی محمد حاجی کریم کی شخصیت تھی مگر انہوں نے خراب حالات کی وجہ سے کاٹن کی چار ملیں فروخت کر دی تھیں۔ تعمیراتی شعبے میں کریم فیملی نے خاصا کام کیا۔ متعدد رہائشی اپارٹمنٹس اور وسیع و عریض مارکیٹیں آپ کے کریڈٹ پر موجود ہیں۔ کریم ٹرسٹ اور کریم فاؤنڈیشن بھی اس فیملی کے رفاہی ادارے ہیں جن کے ذریعے فلاحی خدمات انجام دی جاتی ہیں۔

النور فیملی : عبدالرحمن عثمان کمپنی لمیٹڈ ایک ایسا ادارہ تھا جو برصغیر میں قیام پاکستان سے پہلے کاروباری اور صنعتی شعبے میں بڑا نام رکھتا تھا۔ اس ادارے نے قیام پاکستان کے بعد کراچی میں "نوری ٹریڈنگ کارپوریشن" کی داغ بیل ڈال کر اس نئی ریاست میں بھی کام شروع کیا۔ اس سے پہلے یہ ایک تجارتی ادارہ تھا مگر 1969 میں اس نے صنعت کے شعبے میں قدم رکھا اور شوگر مل قائم کرنے کا ارادہ کیا۔ اس فیملی کا تعلق کچھی میمن برادری سے ہے۔ کراچی سے 360 کلومیٹر دور نواب شاہ کے علاقے شاہ پور جہانیاں کے نزدیک اس فیملی نے" النور شوگر ملز" کی بنیاد رکھی۔ اس مل نے 1971 میں پیداوار بھی دینی شروع کر دی۔ اس کے پیچھے حاجی الیاس زکریا اور اسماعیل حاجی زکریا کی محنت اور جدوجہد تھی جس کی وجہ سے اس شوگر مل نے تیزی سے ترقی کی۔ اس کے نتیجے میں اس فیملی نے ٹھٹھہ ضلع میں "شاہ مراد شوگر ملز" کی بنیاد ڈالی۔ یہ منصوبہ بھی نہایت کامیاب رہا۔ بعد میں النور گروپ اور امین باوانی گروپ نے مشترکہ طور پر 1982 میں ریلائنس انشورنس کمپنی بھی قائم کی تھی۔ یہ پراجیکٹ بھی کامیاب رہا۔ پھر النور گروپ نے کیمیکل کے شعبے میں بھی قدم رکھا اور دھابیجی کے قریب کیمیکل کھاد کی ایک بڑی فیکٹری قائم کی۔ اس طرح دیکھا جائے تو النور گروپ نے مختلف شعبوں میں طبع آزمائی کی اور ہر شعبے میں کامیابی اس کا مقدر بنی۔ اس گروپ نے پاکستان کو اقتصادی طور پر مستحکم بھی کیا۔

مچھیارا فیملی : مچھیارا فیملی کا تعلق بانٹوا سے ہے اس کا پسندیدہ عمل شروع سے تعمیرات رہا ہے۔ اس فیملی نے کراچی میں متعدد بڑے پلازہ، شاپنگ سینٹرز وغیرہ تعمیر کر کے اس شہر کی شان بڑھائی ہے۔ اس فیملی کی تعمیر کردہ عمارتوں میں یونی ٹاور، یونی سینٹر، یونی پلازہ، بینکوں کی عمارتیں اور شاپنگ پلازہ قابل ذکر ہیں۔ کئی رہائشی منصوبے مچھیارا فیملی کی زیر نگرانی مکمل کیے گئے ہیں جو بھی جدید فن تعمیر کا نمونہ ہیں۔ جناب حاجی

قاسم مجھیارا کھاتانی کا خاندان بھی ایک مذہبی خاندان ہے جو اسلام کی اشاعت کے لیے دن رات کام کرتا ہے اور عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں کے لیے بھی دل کھول کر عطیات دیتا ہے۔

دادا بھائی فیملی : دادا بھائی فیملی موربی تنکارہ میمن برادری سے ہے۔ یہ میمن برادری کی ایک ایسی فیملی ہے جس پر میمن اور غیر میمن بھی گھرانوں کو ناز ہے اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ اس فیملی نے اپنے کاموں، کارناموں اور خدمات سے پوری میمن برادری کا نام بلند کیا ہے۔ ویسے تو دادا بھائی فیملی نے صنعت و تجارت میں بڑا نام کمایا ہے مگر 1960ء میں اس فیملی نے پلاٹوں کی خرید و فروخت اس طرح شروع کی کہ بڑی وسیع اراضی خرید کر اسے چھوٹے پلاٹوں میں تقسیم کرنے یعنی پلاننگ کرنے کے بعد لوگوں کے ہاتھوں فروخت کرنے کا کام شروع کیا۔ اس فیملی نے ان پلاٹس کو حسب ضرور مختلف کیٹگریز اور درجوں میں تقسیم کرنے کے بعد انہیں فروخت کیا۔ 1979ء میں اس خاندان نے صنعتی شعبے میں قدم رکھا اور ''دادا بھائی پیڈ یوب لمیٹڈ'' کے تحت سینیٹری ویئرز تیار کرنے شروع کیے۔ اس فیکٹری نے جب قابل ذکر حد تک ترقی کی اور اس کو پبلک لمیٹڈ کمپنی بنا دیا۔ اس کے بعد اس فیملی نے ''دادا بھائی سیمنٹ انڈسٹریز'' کی داغ بیل ڈالی۔ یہ بڑی سیمنٹ فیکٹری کراچی سے کچھ دور قائم کی گئی تھی۔

اس گروپ نے ایک اور کمپنی ''کراچی لبریکینٹ لمیٹڈ'' 83-1982ء میں کورنگی انڈسٹریل ایریا میں قائم کی۔ یہ بھی نہایت کامیاب رہی اسی فیملی نے پیپر کا ایک پراجیکٹ بھی قائم کیا جس میں کاغذ کی پروسیسنگ ہوتی ہے۔ اس ادارے کا نام ''پیپر پروانڈسٹریز'' ہے۔ اس گروپ کی ایک پلاسٹک کی فیکٹری بھی ہے جس کا نام ''میمن لمیٹڈ'' ہے۔ اس کمپنی کی پیداوار کی بیرون ملک بھی بہت مانگ ہے۔ ''پاک ریسورسز انشورنس کمپنی لمیٹڈ'' اصل میں ایک انشورنس کمپنی ہے۔ یہ بھی دادا بھائی فیملی کا پراجیکٹ ہے جو نہایت کامیابی سے چل رہا ہے۔

ایک اور منصوبہ ''دادا بھائی کنسٹرکشن لمیٹڈ'' بھی دادا بھائی گروپ کا ہی کارنامہ ہے۔ یہ ادارہ کم لاگت کی ملٹی اسٹوری عمارتیں تعمیر کر رہا ہے، ساتھ ہی کمرشل کمپلیکس بھی بنا رہا ہے اور یہ عام لوگوں کے معیار پر پورے اتر رہے ہیں۔ اسی گروپ نے جرمنی کی ایک مشہور تعمیراتی کمپنی کے تعاون واشتراک سے ''پاک جرمن فیڈ بس لمیٹڈ'' قائم کی ہے۔ یہ بھی تعمیراتی کام انجام دے رہی ہے۔ اس طرح دادا بھائی فیملی نے ملک و ملت کی خوشحالی اور ترقی کے لیے بڑے بڑے کام کیے ہیں اور اب تک کر رہا ہے۔ اس کے لگائے ہوئے پراجیکٹس اور فیکٹریاں آج بھی سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ غرض اس طرح میمن خاندانوں نے اس ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے دل و جان سے کام کیا ہے اور اب تک کر رہے ہیں۔

پانی بچاؤ، درخت لگاؤ، ملک کو سرسبز بناؤ

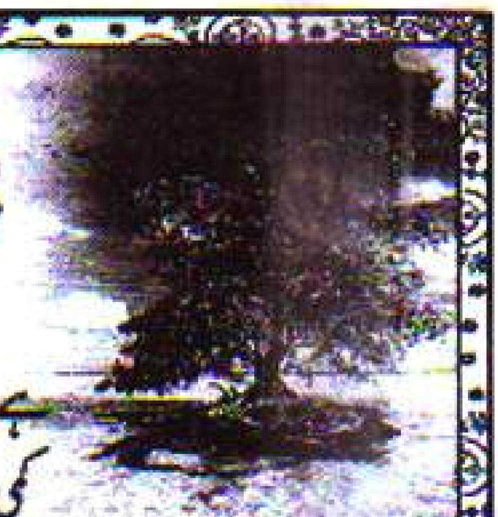

پاکستان سمیت پانی کا مسئلہ اس وقت دنیا بھر میں شدت اختیار کر چکا ہے۔ بارش ہمارے پاس قدرت کا انمول عطیہ ہے اور اس کا پانی بچا کر ہم اس کی کمی پر باآسانی قابو پا سکتے ہیں۔ پانی کو احتیاط کے ساتھ استعمال بے حد ضروری ہے۔ حب الوطنی کا تقاضہ ہے۔

کاوش انتخاب

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ (الحدیث)

تعلیم کا مقصد

ہارون جمال مرحوم کے قلم سے

سابق سب ایڈیٹر ماہنامہ میمن سماج کراچی

ذیل میں بیگم رعنا لیاقت علی خان کی ایک تقریر سے اقتباس پیش کیا جاتا ہے جو انہوں نے 5 جون 1966ء کو تھیوسوفیکل ہال میں بانٹوا میمن جماعت کے طالب علموں کے ایک تعلیمی جلسے میں کی تھی۔ اس تقریر میں ان کے فرائض اور ذمہ داریوں پر اور تعلیم کے اصل مقصد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ (ادارہ)

پیارے طالب علم ساتھیو، بھائیو اور بہنو!

السلام علیکم

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ کی جماعت سے میرا پہلا رابطہ ایک ایسی خوشی کے موقع پر ہوا ہے جبکہ آپ اپنے ان کامیاب طلبہ و طالبات کو جنہوں نے گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ امتحانوں میں امتیازی حیثیت حاصل کی ہے، تمغے اور دیگر انعامات دے رہے ہیں۔ میں آپ سب کو اور بانٹوا میمن جماعت کو دلی مبارک باد پیش کرتی ہوں جو اپنے بچوں اور بچیوں کا تعلیمی معیار بلند کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

آپ نے تعلیم کو اتنی اہمیت دے کر ایک بہت صحیح و دانا قدم اٹھایا ہے۔ بچوں کا علمی معیار بلند کرنے میں آپ حضرات عمدہ کوشش کر رہے

ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے بچوں اور بچیوں کی ترقی و کامیابی کا دارومدار ہی تعلیم اور حصول تعلیم پر ہے۔ جو طلبہ و طالبات اپنے علمی معیار بلند کرتے ہیں، وہ خود بھی ترقی کرتے ہیں، اپنی جماعت کو بھی ترقی دیتے ہیں اور اپنے ملک کی ترقی کا بھی باعث بنتے ہیں۔ پھر بھی ہمیں ڈاکٹر بیکر کا یہ قول یاد رکھنا چاہئے کہ ''جو شخص آج ڈگری حاصل کرکے کل علم حاصل کرنا بند کردیتا ہے، وہ جاہل رہ جاتا ہے۔''

میرا خیال ہے کہ آپ سب اس بات سے چاہے سرسری طور پر ہی سہی ضرور متفق ہوں گے کہ تعلیم ایک اچھی اور بہت ضروری چیز ہے بلکہ یہ ایک ایسی دوا کی طرح ہے جو ہمارے والدین اور استاد ہمیں بہت چھوٹی عمر میں پلاتے ہیں اور یہ امید کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ ہم فضولیات اور شرارت سے بچیں اور ہمارے خام و ناپختہ دماغوں میں علم کے بیج بوئے جائیں۔ ہماری بہتر گھروں میں شادی ہو اور ہمیں بہتر ملازمت ملے اور ساتھ ساتھ ہمارے خاندان کو بھی سماج میں بہتر مقام حاصل ہو۔ یہ تمام امیدیں جو ہم تعلیم سے وابستہ کرتے ہیں، بالکل صحیح اور درست ہیں لیکن تعلیم ہمارے لئے کیا کچھ کرسکتی ہے اور اسے کیا کچھ کرنا چاہیے، اس کا یہ مکمل مجموعہ نہیں ہے۔ لوگ عموماً علم سے اتنا ہی فائدہ اٹھاتے ہیں جتنا بتایا گیا ہے۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں، جن میں یہ حقیقت بھی شامل ہے کہ علم کی سچی اہمیت کو زیادہ تر فراموش کیا گیا ہے یا پھر غلط طور پر سمجھا گیا ہے۔

میں سمجھتی ہوں کہ تعلیم کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان کی انفرادی طور سے اور سماج کے ایک رکن کی حیثیت سے تعلیم و تربیت کے ذریعے ایسی ذاتی، جسمانی، روحانی اور ذہنی نشوونما ہونی چاہئے جو تمام عمر جاری رہے۔ اور میں ذاتی نشوونما اور اصلاح کو بہت اہمیت دیتی ہوں۔ تعلیم کی آخری کسوٹی یہ ہے کہ وہ کس حد تک ہماری زندگی کا جزو بن سکتی ہے اور ہمارے سماج کی ضروریات سے جو خصوصاً اس سائنسی دور میں ہر لمحہ بدلتی رہتی ہیں، کس حد تک اپنے آپ کو وابستہ کرسکتی ہے۔ ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں کو ایک طرح سے ایسی تجربہ گاہیں ہونا چاہیے جہاں نئے اور پرانے خیالات کو آزمایا جائے۔ جہاں اخلاقی، سائنسی اور معاشرتی اصولوں اور حقائق پر تحقیقات ہوسکے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان تجربہ گاہوں میں ایسے وسائل پیدا کریں جن سے جدید تعلیم کا پورا پورا فائدہ انسان کی تباہی کے لئے نہیں بلکہ بہتری کے لئے اٹھایا جاسکے۔ دوسرے الفاظ میں ہماری تعلیم کا تعلق ہمارے سماج سے براہ راست ہونا چاہئے اور اسے زندگی کے ہر شعبے میں ایک ایسی قیادت پیدا کرنی چاہیے جو انسان کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہو۔ آج اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ تعلیم کے مختلف شعبوں میں جو مصنوعی رکاوٹیں حائل ہیں انہیں دور کیا جائے تاکہ ہر شعبے کا علم دوسرے شعبے کے علم سے وابستہ اور مربوط ہو اور وہ ہر شخص کے لئے مہیا ہوسکے۔

اس وقت ہم اپنے ملک کے قیام کے دوسرے عشرے کے اختتام کے قریب ہیں۔ ہمیں اپنی اس اسلامی مملکت میں اچھی تعلیم کے لیے فوری اقدامات کرنے ہیں۔ اس میں سب سے بڑا، اہم اور بنیادی کردار ہمارے نوجوان طلبہ اور طالبات کا ہوگا۔ انہیں اس دور کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے خود کو اچھی تعلیم سے لیس کرنا ہوگا اور آپ سب پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس شعبے میں کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ آگے آپ سب کو اس ملک کی قیادت سنبھالنی ہے۔ مگر جب تک آپ تعلیم کے ہتھیار سے آراستہ نہیں ہوں گے اس وقت تک اس مقصد کا حصول ممکن نہیں ہوگا۔ اس لیے اپنے آپ کو فوری طور پر جدید تعلیم کے حصول کے لیے تیار کرلیں تاکہ آپ کا آگے کا تعلیمی کردار اور سفر آسان ہوجائے۔

اگر اعلیٰ تعلیم کسی شخص کو صرف ایک مصنوعی شان اور اپنے نام کے پیچھے الجبرے کی چند علامات کے علاوہ کچھ نہیں دیتی تو ایسی تعلیم سماجی طور پر غیر وابستہ اور غیر ذمہ دارانہ ہے۔ جو روپیہ ایسی تعلیم حاصل کرنے پر خرچ کیا گیا، وہ سب ضائع ہوجاتا ہے۔ درحقیقت اس قسم کی تعلیم چاہے وہ آرٹس کی ہو، سائنس کی ہو، ہوم اکنامکس کی ہو یا کسی اور پیشہ و کاروبار کے لئے ہو، ایسے افراد پیدا کرتی ہے جو سماج میں کسی بھی مقام کے قابل نہیں

ہوتے ہیں اور اس طرح قیمتی انسانی دولت ضائع ہو جاتی ہے۔ قائد ملت نے بارہا اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلامی تہذیب کی اعلیٰ ترین حقیقت اس کا سماجی عدل و انصاف کا نظریہ ہے اور ہمیں چاہیے کہ ہم اس اعلیٰ نظریہ کو عملی صورت دیں۔

میرے نوجوان دوستو! آپ کو آج یہ اعزاز مل رہا ہے اور اس کے بعد آپ سب پر ایک بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے دماغوں کو چست اور کشادہ رکھیں۔ اپنے دلوں میں خلوص اور احساس پیدا کریں۔ اپنے ہاتھوں کو دوسروں کی مدد و دستگیری میں استعمال کریں رکاوٹیں پیدا کرنے میں مصروف نہ رکھیں۔ اپنے ہاتھوں سے تعمیر کا کام لیجئے تباہی کا نہیں ناسازگار حالات میں حوصلہ و زندہ دلی سے کام لینے کی عادت ڈالئے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی ان کوششوں میں کامیاب کرے اور آپ اپنی جماعت، اپنے ملک و ملت اور ساری بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں۔

(مطبوعہ: ماہنامہ میمن سماج کراچی۔ شمارہ: اگست 1966ء)

صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنائیے

کھانے سے پہلے اور بیت الخلاء سے آنے کے بعد
اگر صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنالیں تو جان لیجئے کہ
آپ نے نصف سے زیادہ بیماریوں سے نجات پالی

یاد رکھیے ہماری زیادہ تر بیماریاں منہ کے ذریعے ہی جسم کے اندر داخل ہوتی ہیں
صحت مند عادات، خوشیوں بھری زندگی

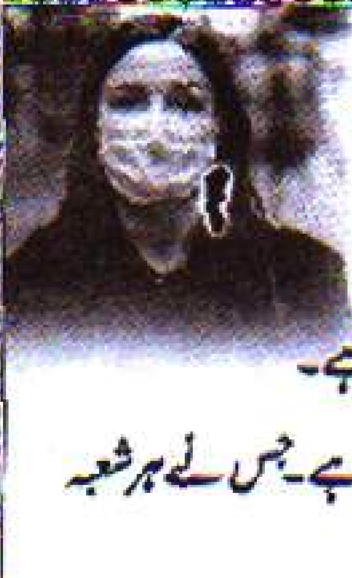

کرونا وبا سے بچیئے احتیاط کیجئے۔
صحت مند رہیے

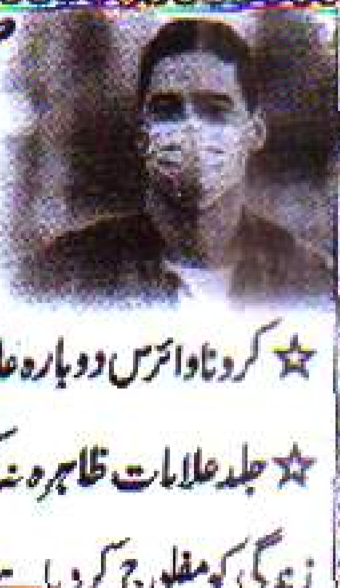

☆ کرونا وائرس دوبارہ عالمی وباء کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ ہر ایک کو احتیاط کرنا لازمی ہے۔

☆ جلد علامات ظاہر نہ کرنے والا خاموش قاتل جانوروں سے انسانوں میں منتقل ہوا ہے۔ جس نے ہر شعبہ زندگی کو مفلوج کر دیا ہے۔

☆ مرنے والوں میں 80 فیصد ضعیف العمر، متاثرہ شخص کی چھینک چھ فٹ کے اندر ہر چیز کو متاثر کر سکتی ہے۔

ماضی کی انمول یادیں

63 سال قبل کی ایک یادگار تقریب کا احوال جب

مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح نے بانٹوا میمن اسٹوڈنٹس یونین کے قائم کردہ اسٹڈی سینٹر کا افتتاح کیا

عبدالعزیز عثمان ایدھی (مرحوم) کی ایک اہم گجراتی تحریر کا ترجمہ

Late Aziz Adhi

Muhtarma Fatima Jinnah

بانٹوا میمن برادری کی تاریخ میں 22 جون 1958ء کو اہم مقام حاصل ہے۔ یہ وہ تاریخی دن تھا۔ جب بانٹوا میمن اسٹوڈنٹس یونین کے قائم کردہ اسٹڈی سینٹر کا افتتاح ایک ایسی عظیم شخصیت کے ہاتھوں ہوا جنھیں اہلِ پاکستان بڑے احترام اور ادب کے ساتھ ''مادرِ ملت'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ محترمہ فاطمہ جناح اپنے عظیم بھائی قائداعظم محمد علی جناح کی عظیم بہن تھیں اور پوری پاکستانی قوم انہیں ملت کی ماں کہتی بھی ہے اور سمجھتی بھی ہے۔ افتتاحی تقریب صبح ساڑھے دس بجے منعقد کی گئی۔ اس میں برادری کے اکابرین، سینٹر کے ارکان، مختلف میمن جماعتوں اور اداروں کے عہدیداران کے ساتھ ساتھ مہمانوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔

☆جناب حبیب عبدالغنی : خطبہ استقبالیہ
صدر بانٹوا میمن اسٹوڈنٹس یونین

آپ نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے پہلے تقریب کی مہمان خصوصی مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کا دلی شکریہ ادا کیا، جنھوں نے اپنے

قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر اس تقریب میں شرکت فرمائی جس سے اسٹڈی سینٹر کے ارکان کے حوصلے کو جلا ملی۔

حبیب عبدالغنی صاحب نے مزید کہا کہ ہماری پوری میمن قوم نے قائداعظم کا ہر موقع پر ساتھ دیا۔ جب 24 جنوری 1940ء کو دورہ پریس فنڈ (بانٹوا) قائداعظم تشریف لائے تھے اور انہوں نے تحریک پاکستان کے ہماری برادری کا تعاون مانگا تھا تو اس برادری نے اپنے عظیم لیڈر کے حکم پر لبیک کہا تھا اور ان کے لیے اپنے دلوں کے راستے کھول دیئے تھے۔ اس موقع پر بانٹوا کے میمن طلبا نے بھی قائداعظم کا والہانہ استقبال کرکے انہیں یہ بتادیا کہ مستقبل میں وہ ان کے ساتھ کھڑے ہوں گے اسی لیے بعد میں اس برادری کے نوجوان اور طلبا نے تحریک پاکستان میں سرگرمی سے حصہ لیا تھا۔

اپنی تقریر کے دوران جناب حبیب عبدالغنی نے اس امر پر حیرت اور افسوس کا اظہار کیا کہ ہماری حکومت سرکاری لائبریریوں کی نہ تو سرپرستی کررہی ہے اور نہ ہی ان پر توجہ دے رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک تو ہمارے ملک میں لائبریریوں کی شدید کمی ہے اور جو ہیں ان کی سرکاری سرپرستی اور دیکھ بھال نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے لائبریریاں دھیرے دھیرے اپنا وجود کھورہی ہیں۔ اس موقع پر انہوں نے رام واس میموریل لائبریری اور ڈیفسو ہال لائبریری کی مثالیں بھی پیش کیں جو سرپرستی سے محروم ہونے کی بنا پر صحیح طور سے کام نہیں کرپارہی ہیں۔

جناب حبیب عبدالغنی نے اپنی تقریر میں کراچی میونسپل کارپوریشن (KMC) کے افسران اعلیٰ کو مخاطب کرکے ان سے گزارش کی وہ رام داس میموریل لائبریری کا انتظام وانصرام عملی طور پر "بانٹوا میمن اسٹوڈنٹس یونین" کے حوالے کردیں تاکہ یہ نوجوان اس پر خصوصی توجہ دے کر اسے از سرنو زندہ کردیں۔

اس کے بعد اسٹڈی سینٹر کے صدر نے اپنے نو قائم شدہ اسٹڈی سینٹر کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی اور کہا ہمارے میمن طلبا کی اکثریت چھوٹے اور تنگ گھروں میں رہتی ہے جہاں وہ صحیح طرح سے مطالعہ نہیں کرپاتے جس کے لیے انہیں مجبوراً پڑھنے کے لیے گھروں سے باہر پارکوں وغیرہ میں آنا پڑتا ہے۔ اگر لائبریریاں یا اسٹڈی سینٹر ہوں تو یہ مشکل حل ہوسکتی ہے۔ اسی لیے ہم نے یہ سینٹر قائم کیا ہے۔ دوسرے لائبریریوں اور اسٹڈی سینٹر میں ہر طرح کے Subjects (موضوعات) پر کتابیں مل جاتی ہیں۔ طلبا کئی ایک کتابیں ساتھ رکھ کر موضوع پر عمدگی سے پڑھ بھی سکتے ہیں اور لکھ بھی سکتے ہیں۔ اس سے موضوع ان کی گرفت میں آجاتا ہے۔

انہوں نے اس موقع پر مخیر حضرات سے اپیل کی کہ وہ اس سینٹر کے لیے مالی تعاون کریں تاکہ ہم اس کو مزید وسعت بھی دے سکیں اور سہولیات بھی فراہم کرسکیں۔ اس سے ہمارے بھی اسٹوڈنٹس کا مجموعی بھلا ہوگا۔

☆ جناب محمد عبداللہ کریم : صدر بانٹوا میمن جماعت کراچی

بانٹوا میمن جماعت کے صدر اور میمن برادری کے بزرگ و تجربہ کار معروف رہنما جناب محمد عبداللہ کریم نے بھی اس تقریب سے خطاب کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے بانٹوا میمن اسٹوڈنٹس یونین کو اس اسٹڈی سینٹر کے قیام پر دلی مبارکباد دی اور پھر اس حقیقت پر نہایت خوشی کا اظہار کیا کہ اس عظیم ادارے کا افتتاح مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کے دست مبارک سے ہورہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بانٹوا میمن برادری کے لیے یہ دن ایک بہت بڑا دن ہے۔ اس موقع پر انہوں نے اسٹڈی سینٹر کے عہدیداران کو مخاطب کرکے کہا: "آپ لوگ فکر نہ کریں، حوصلہ رکھیں۔ بہت جلد آپ کے سینٹر میں رکھی خالی الماریاں مخیر حضرات کے تعاون کے بعد بیش قیمت کتابوں سے بھر جائیں گی۔

☆ جناب ولی محمد احمد موٹا : رہنما مسلم لیگ (کونسلر وارڈ 5)

انہوں نے اپنے مختصر خطاب میں اسٹڈی سینٹر کے قیام پر پوری برادری کو مبارک باد دی اور اس بات پر بھی اپنی خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا کہ جلد ہی "رام داس لائبریری" بھی سینٹر کے حوالے کر دی جائے گی۔ اس ضمن میں انہوں نے اپنی طرف سے ہر طرح کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

☆ جناب محمد ہارون چامڑیا : اعزازی جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن اسٹوڈنٹس یونین

اس کے بعد اسٹڈی سینٹر کے اعزازی جنرل سیکریٹری جناب ہارون چامڑیا نے اس سینٹر کی دو سالہ کارکردگی کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں ان تمام مشکلات و مسائل کا تذکرہ کیا جن کا انہوں نے اپنے ہدف کے حصول کے دوران سامنا کیا۔ اس رپورٹ میں انہوں نے بتایا کہ سینٹر کے ممبرز کو ٹیکسٹائل مل اور کلے فیکٹریز کے دورے کرائے گئے اور ساتھ ہی سینٹر کے تمام اسٹوڈنٹس کو ٹیلی فون ایکسچینج، ہاربر ورکرز اور ریڈیو پاکستان ہائی پاور ٹرانسمیشن بھی دکھائے گئے جس سے ان کو بھرپور معلومات حاصل ہوئی انہوں نے حاضرین اور مہمانان گرامی کو بتایا کہ سینٹر کے زیر اہتمام تقریری مقابلے (Debates) بھی کرائے جاتے ہیں اور مطالعے کے لیے تفریحی مقامات کی سیر بھی کرائی جاتی ہے۔ انہوں نے اس بک اسٹال کا بھی تذکرہ کیا جو ایک برس پہلے ہی قائم کیا گیا ہے جہاں سے طلبہ کو رعایتی داموں پر کتابیں فراہم کی جاتی ہیں۔

اعزازی جنرل سیکریٹری صاحب نے ان تمام مخیر حضرات کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے اس اسٹڈی سینٹر کے قیام میں مالی تعاون کیا تھا اور ان سے اپیل کی کہ اس سینٹر کو مزید وسعت دینے کے لیے مزید Donations دیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس سینٹر کو مزید مفید بنانے کے لیے کئی تعلیمی اسکیمیں زیر غور ہیں جن پر سینٹر کے ارکان سختی سے عمل کر رہے ہیں۔

بعد میں اس تقریب کی مہمان خصوصی مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کا روایتی استقبال کرتے ہوئے سینٹر کے صدر جناب حبیب عبدالغنی نے ان کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ اور ہار پیش کیے۔

☆ مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح : مہمان خصوصی

مادر ملت نے اپنی تقریر میں سب سے پہلے بانٹوا اسٹڈی سینٹر کے قیام پر مبارک باد دی اور کہا: "مجھے آج یہاں آ کر دلی خوشی ہو رہی ہے۔ میمن طلبا اپنے دوسرے بھائیوں کی مدد (سپورٹ) کر رہے ہیں اور اس اسٹڈی سینٹر کے ذریعے تعلیم کے شعبے میں ان کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں واقعی یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ آپ کی میمن برادری کے طلبہ کو تنگ اور چھوٹے گھروں میں مطالعہ کے لئے بڑی مشکل پیش آتی ہے اور وہ ان گھروں میں سکون سے اسٹڈی نہیں کر پاتے۔ اس سینٹر نے کم از کم ان کا یہ مسئلہ حل کر دیا۔ اب یہ سب طلبہ اس سینٹر میں سکون سے پڑھ لکھ سکتے ہیں پھر ان کے لیے کتابوں کی فراہمی اور خصوصی اسٹال کے ذریعے سستے داموں پر کتابوں کی سہولت ان کے تعلیمی عمل کو آسان بنا دے گی۔ آپ لوگ مزید تعلیمی منصوبے بھی تیار کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ ان تمام قابل عمل تعلیمی منصوبوں پر جلد کام شروع کر دیں گے جس سے مجموعی طور پر بھی میمن طلبا کو فائدہ پہنچے گا۔" مادر ملت نے اس امر پر بھی دکھ کا اظہار کیا کہ ملک میں لائبریریوں کی شدید کمی ہے اور جو ہیں وہ حکومتی سرپرستی سے محروم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس صورت حال کی چھان بین ہونی چاہیے۔

مہمان خصوصی نے مزید کہا: "جب قائد اعظم اپنے دورے پر بانٹوا تشریف لے گئے تھے تو اس وقت آپ کی برادری کے ہر ایک فرد نے

دل و جان سے ان کا خیر مقدم کیا تھا اور ان کے ساتھ ہر طرح کے تعاون کا اعلان کیا تھا۔ خاص طور سے میمن طلبہ نے تو تحریک پاکستان میں قائد اعظم کے ساتھ جس طرح تعاون کیا وہ آج بھی تاریخ کے سینے پر نقش ہیں۔"

محترمہ فاطمہ جناح نے مزید کہا کہ اقتصادی استحکام و آزادی کے بغیر سیاسی آزادی ایسی ہی ہے جیسے بغیر روح کا جسم۔ اس لیے ہمیں اپنے ملک کی اقتصادی حالت کو مستحکم کرنا ہوگا جس کے لیے ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ ہمارے ملک کو معاشی و اقتصادی طور پر مضبوط کرنے کی ذمے داری ہمارے نوجوانوں کے کندھوں پر ہے۔ ہماری دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ یہ ہمارے ملک کا اثاثہ ہیں ایسا اثاثہ جس پر ہم سب کو فخر ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ قائد اعظم نے ہمیں ایک عظیم اسلامی مملکت عطا کی ہے جس کے ہم سب ہمیشہ ان کے ممنون رہیں گے۔ انہوں نے ہمیں سبز ہلالی پرچم عطا کیا ہے۔ ہمیں اپنے اس ملک کی بھی حفاظت کرنی ہے اور اس کے قومی پرچم کی شان بھی بڑھانی ہے۔ ہمیں اس مملکت اور اس کے پرچم کے لیے سب کچھ کرنا ہے۔ قائد اعظم کو اس پورے ملک، اس کے گوشے گوشے اور چپے چپے سے پیار تھا اور خاص طور سے اس ملک کے نوجوانوں سے تو آپ کو بے حد دلی لگاؤ تھا۔ آپ انہیں ترقی کرتے اور آگے بڑھتے دیکھنا چاہتے تھے۔ آپ کی خواہش تھی کہ اس ملک کے سبھی طالب علم تعلیم کے شعبوں میں دوسری قوموں کے برابر آجائیں۔ وہ اپنی تقاریر میں بار بار اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے آج کے نوجوان اور آج کے طالب علم آنے والے وقت یعنی مستقبل کے معمار ہیں۔ آنے والے وقت میں اس ملک کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں آئے گی مگر اس کے لیے ضروری ہے کہ یہ تعلیم یافتہ ہوں۔ ہمارے آج کے نوجوان سیاست کے بجائے اپنی تعلیم پر توجہ دیں۔ اس نصیحت کے ساتھ ہی مادر ملت نے اپنی تقریر کا اختتام کیا۔

☆ مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کے دست مبارک سے اسٹڈی سینٹر کا رسم افتتاح

آخر میں مہمان خصوصی محترمہ فاطمہ جناح کے دست مبارک سے بانٹوا میمن اسٹوڈنٹس یونین کے قائم کردہ اسٹڈی سینٹر کے افتتاح کی رسم ادا کی گئی جس کے بعد وہ عام لوگوں میں گھل مل گئیں۔ مہمانان گرامی نے بھی اس اسٹڈی سینٹر کو بہت پسند کیا اور اس کے قیام پر سینٹر کے ذمے داروں، عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین کو مبارک باد دی۔ آخر میں تمام آمدہ مہمانوں کو ٹھنڈے مشروب سے تواضع کی گئی۔

(مطبوعہ: ماہنامہ میمن سماج کراچی حصہ گجراتی۔ شمارہ جولائی 1958ء)

(گجراتی سے اردو ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل)

اپنا تشخص، کلچر اور ثقافت میمن زبان بول کر زندہ رکھ سکتے ہیں

پانجوا اتحاد پانجی ترقی نے خوشحالی جو ضامن آیئے

میکے کی لاج رکھنا

بیٹیاں گھر کی نعمت ہیں

بیٹیاں ماؤں کا عکس ہوتی ہیں

لڑکیوں کو تعلیم سے بہرہ مند کرنے کے ساتھ گھریلو امور میں بھی طاق کرنا چاہیے

تحریر: محترمہ سمیرا محمد حنیف موٹا، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ

☆ میں اپنی بیٹی سے گھریلو کام نہیں کرواتی۔ ساری عمر اسے کام ہی کرنا ہے۔...... ماں باپ کے گھر میں تو بچی کو آرام مل جائے۔

☆ میں اپنی بیٹی سے کپڑے، برتن نہیں دھلواتی، اس کے نازک خوبصورت ہاتھ خراب ہو جائیں گے۔

☆ میں اپنی بیٹی سے جھاڑو نہیں لگواتی، یہ کام تو ماسیوں کے ہیں۔

☆ میری بیٹی کا رشتہ طے ہو گیا ہے۔ میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ اگر کوئی کچھ کہے تو میرے پاس آنے سے پہلے اس کو خوب اچھی طرح سنا دینا، تاکہ سسرال میں آئندہ کسی کو کچھ کہنے کی ہمت نہ ہو۔

☆ میں اپنی بیٹی کو کسی بات پر نہیں ڈانٹتی، نہ دوسروں کو اجازت دیتی ہوں کہ اسے ایک لفظ بھی کہیں۔

☆ میں اپنی بیٹی کو پھولوں کی طرح رکھتی ہوں، ہر مہینے چار جوڑے تو بناتی ہوں، وقت کے ساتھ چلنا پڑتا ہے۔

آج کل کسی محفل میں چلے جائیں، ہر دوسری ماں آپ کو ایسے جملے بولتی ملے گی۔ ایسا فخریہ کہہ کر شاید وہ یہ ظاہر کرنا چاہتی ہیں کہ وہ پرانے زمانے کی ماؤں کی طرح دقیانوسی نہیں ہیں بلکہ آج کے زمانے کی آزاد خیال ماں ہیں جو عورت کی آزادی اور مرد و عورت کی برابری کی قائل ہیں۔ لڑکی شادی کے بعد ایک نئے گھر میں قدم رکھتی ہے جہاں کا رہن سہن رسم و رواج اور کھانے پینے کے طور طریقے اس کے میکے سے مختلف ہوتے ہیں، جنہیں اپنانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ ایک لڑکی جب شادی کے بعد میکے سے مختلف طرز زندگی اور مختلف طرح کے گھر میں داخل ہوتی ہے تو اسے ایڈجسٹ ہونے میں قسم قسم کی مشکلات پیش آتی ہیں۔ پہلے زمانے میں والدین رخصتی کے وقت بیٹی سے کہتے تھے کہ آج سے تم رخصت ہو کر جس گھر جا رہی ہو، وہی تمہارا اپنا گھر ہے۔ خوشی خوشی ہمارے گھر آؤ گی تو اس گھر کے دروازے تم پر کھلے ہیں ورنہ......

"بیاہی بیٹیاں تو اپنے گھروں میں ہی اچھی لگتی ہیں۔" لیکن آج کی بیشتر مائیں بیٹیوں کو شادی سے قبل ہی سکھاتی ہیں کہ شادی کے چند ماہ سسرال والوں کے ساتھ رہنا اور پھر شوہر سے الگ گھر کا مطالبہ کرنا۔ یہی تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی ایسی باتیں بیٹی کے

کانوں میں ڈالی جاتی ہیں کہ وہ سسرال میں قدم رکھنے سے قبل ہی سسرال والوں سے متنفر ہو جاتی ہے۔ مائیں ذرا سوچیں کہ بیٹی نے آپ کے ساتھ جتنی عمر گزاری، اس میں آپ نے اپنی بیٹی کو کیا دیا، اسے کیا سکھایا؟ کیا آپ نے اپنی بیٹی کو امور خانہ داری کی تربیت دی، ذمے داری سے چھوٹے چھوٹے کام کرنے کی عادت ڈالی؟ کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بیٹیوں پر پورے گھر کی ذمے داری ڈال کر آپ سبک دوش ہو جائیں، بلکہ یہ آپ کا فرض ہے کہ پیار محبت کے ساتھ اپنی بیٹی کی عمر کے لحاظ سے آہستہ آہستہ اسے کام کی عادت ڈالیں، چاہے آپ کی بیٹی ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر رہی ہو یا انجینئرنگ کی، درس و تدریس کے پیشے سے وابستہ ہو یا تجارت پیشہ ہو، اسے شادی کے بعد گھر کے بہت سے کام کرنے پڑیں گے، خواہ سسرال میں نوکروں کی فوج ہو۔ اگر گھر کی عورت بہترین منتظم نہ ہو تو اس گھر کا اللہ ہی حافظ ہوتا ہے اور عورت بہترین منتظم اس وقت ہو سکتی ہے، جب اسے کام کرنے کا ڈھنگ آتا ہو۔ یہ ڈھنگ وہ میکے میں ہی سیکھتی ہے۔ یہ ایک ماں کا فرض ہے کہ وہ بیٹی کو گھر داری سکھائے اور بیٹی سسرال میں کوئی کام کرتے ہوئے فخریہ یہ نہ کہے کہ مجھے گھریلو کاموں سے دل چسپی نہیں ہے۔ میں نے اپنی ماں کے گھر میں کبھی کوئی کام نہیں کیا۔ اس کی اس بات سے سسرال والے خوش نہیں ہوتے اور یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب لڑائی، جھگڑے کا آغاز ہوتا ہے۔ ایک ماں ہونے کے ناتے ذرا سوچیں کہ کیا آپ نے اپنی بیٹی میں برداشت کی عادت ڈالی ہے۔ کیا اس کو بتایا ہے کہ اگر کسی کی کوئی بات بری لگے تو خاموش رہنا۔ بیٹی کو غصہ پی جانے کی تربیت دی ہے آپ نے؟ اگر پہلے ایسا نہیں کیا تو اب اسے سمجھائیں۔ آپ کا فرض نہیں ہے کہ بیٹی کی ہر فرمائش پوری کریں۔ نت نئے جوڑے اور بہت سا زیور بنا کراتے دیتی رہیں۔ ہر ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنی اولاد کو وہ ساری سہولتیں دے، جو وہ دے سکتی ہے لیکن اس کے ساتھ اس میں صبر و شکر کی عادت بھی ڈالے۔ اس کو یہ احساس بھی دلائے کہ اپنے سے کمتر کو دیکھو کہ وہ کس طرح گزارا کر رہے ہیں۔ چیزوں کی قدر کرو اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

بیٹیوں کو بتائیں کہ ان کا اصل زیور شرم و حیا ہے۔ معصوم بچیاں زمانے کی بے راہ روی کو نہیں سمجھتیں۔ یہ ماؤں کا فرض ہے کہ بیٹیوں کو زمانے کے سرد و گرم سے آگاہ کریں۔ اپنی بچیوں کی دوست بنیں۔ انہیں کم عمری ہی سے بتانا شروع کر دیں کہ کس طرح چلنا چاہیے، کیسے بات کرنی چاہیے۔ دوپٹے کو کس طرح اوڑھنا ہے، گھر سے باہر کس طرح نکلنا چاہیے؟ نامحرموں سے کس حد میں رہ کر بات کرنا چاہیے۔ یہ سب ماؤں کی ذمہ داری ہے۔ بیٹی اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ بیٹی سے زیادہ ماں باپ کا ہمدرد اور غم گسار کوئی نہیں ہوتا۔ بیٹیوں سے پیار و محبت سے پیش آئیں۔ ان کا خیال رکھیں۔ ساتھ ان کی بہترین تربیت بھی کریں یقین جانیں انہیں زندگی کی بہت سی مشکلات سے بچا لیں گی۔ اپنی بیٹیوں کو فرماں برداری سکھائیں۔ جب ان میں فرماں برداری کی عادت ہوگی تو شوہر کی تابع داری خود بخود ہوگی، یوں گھریلو زندگی کی بہت سی پریشانیاں ان سے دور رہیں گی۔ ہمارا مذہب ہمیں یہی سکھاتا ہے۔ ''اگر خدا کے بعد کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو وہ شوہر ہوتا۔''

ہم اپنے اردگرد کچھ خواتین ایسی دیکھتے ہیں، جن میں ''میں'' ہوتی ہے، یعنی میں بیوی ہوں، میں ماں ہوں، میں بہن ہوں، میں بیٹی ہوں اور انہیں اس ''میں'' کے تمام حقوق یاد ہوتے ہیں ان میں کوئی کمی ان سے برداشت نہیں ہوتی، اس کے برعکس اگر انہیں تم یاد ہو جائے کہ تم میرے شوہر ہو، تم میری اولاد ہو، تم میرے بھائی ہو، تم میرے والدین ہو اور وہ دوسروں کو وہی محبت دیں، احترام دیں، تو ان کو بدلے میں اس سے زیادہ ملے گا اور شادی کے بعد تو ویسے بھی شوہر کے ساتھ ہی عمر بھر کا واسطہ ہوتا ہے۔ ہمارا مذہب ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ ''شوہر کی ہر بات مانو، سوائے شرک کے۔'' شوہر کی برابری کرنے والی بیویوں کو سوائے پریشانی اور ذہنی تناؤ کے کچھ نہیں ملتا۔ آپ تھوڑا سا جھک کر تو دیکھیں۔ فرماں برداری کر کے تو

دیکھیں۔ دوسرے آپ کی زندگی پر رشک کریں گے اور یہی عادت اپنی بیٹی کی گھٹی میں ڈال دیں۔ اللہ تعالیٰ ہر لڑکی کا نیک اور قدر دان لوگوں سے واسطہ ڈالے اور اسے برے اور بدکردار لوگوں سے بچالے۔ (آمین)

اگر بیٹیوں کی پرورش کے ساتھ ساتھ آپ ان کی تعلیم و تربیت پر بھی توجہ دیں، چھوٹی چھوٹی باتیں انہیں سمجھائیں، صبر و شکر کی عادت ڈالیں، شرم و حیا کے زیور سے آراستہ کریں، خلاف مزاج باتوں پر خاموش رہنے کی نصیحت کریں، سستی و کاہلی سے بچنے کی تلقین کرتی رہیں، بڑوں کا ادب کرنا سکھائیں، رشتے داروں سے پیار و محبت سے پیش آنا سکھائیں اور سب سے بڑھ کر خوبیوں کا عملی نمونہ بن کر خود ان کے سامنے ہوں تو یقین کریں کہ جب آپ کی بیٹی اپنے گھر میں سکھی ہوگی تو اس کے سسرال والے اس کی تعریف کریں گے۔ اس کا شوہر اس سے محبت کرے گا تو جتنی خوشی آپ کو ہوگی اتنی کسی اور کو نہیں ہو سکتی اور آپ کو فخر ہوگا کہ آپ نے اپنی تعلیم و تربیت سے معاشرے کو ایک اچھی بیٹی، بہو، بیوی اور ماں دی ہے۔

منگنی کے موقع پر لڑکی والوں پر ناجائز بوجھ نہ ڈالا جائے

بانٹوا میمن جماعت کی بچیوں کے نکاح کے موقع پر لڑکے والوں کی طرف سے نکاح کے موقع پر تین سے چار (چند) افراد کا یہ سلسلہ کئی سالوں تک جاری رہا۔ پھر رفتہ رفتہ اچانک دلالوں کے کہنے اور حوصلہ افزائی پر نت نئے رواجوں کی ترغیب نے جنم لیا ہے۔ دن بدن اضافہ ہو رہا ہے جو بے حد تشویشناک بات ہے۔ موجودہ مشکل حالات میں بھی نکاح کے وقت لڑکے والوں کی طرف سے سو سے زائد افراد کھانے پر جاتے ہیں اور شادی ہالوں میں بھی چار سے پانچ سو افراد پر مشتمل افراد کھانے پر بلوائے جاتے ہیں، یہ روش مناسب نہیں۔

جماعت کے عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین کی جانب سے برادری کو سخت تاکید کی جاتی ہے۔ موجودہ پریشان کن حالات کے سبب مذکورہ غلط رسم و رواج کا خاتمہ بے حد ضروری ہے ہم آپ سے عمل درآمد کرنے کی امید کرتے ہیں۔ ورنہ جماعت کے قوانین پر سختی سے عمل کرایا جائے گا۔ نیک خواہشات کے ساتھ

کنوینر غلط رسم و رواج خاتمہ کمیٹی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

ضروری ہدایات

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی ﷺ آپ کی دینی معلومات میں اضافے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

عید ملن

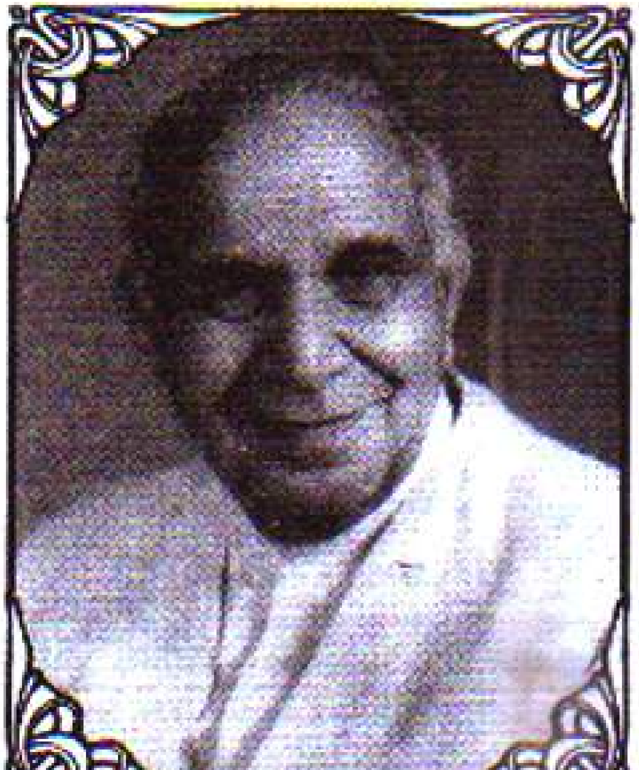

سید ضمیر جعفری

جس کے گھر بھی جائیے، کچھ پینا ہے کچھ کھانا ہے
حلوہ بیگانہ ہے اور جلوہ مستانہ ہے
شوق کا اندازہ ہے نہ بھوک کا پیمانہ ہے
دل کو سمجھانے سے کیا حاصل کہ دل دیوانہ ہے
پیٹ تر لقموں کا اک بھاری مسافر خانہ ہے
یوم عیدالفطر یارو یوم آب و دانہ ہے
سرد فیرنی پہ مرغ آشیانہ...... کھائیے
خرما شیریں بہ ظرف بیکرانہ.....کھائیے
مخلصانہ دیکھیے پھر والہانہ.....کھائیے
ترسویوں کو تو بالکل عاشقانہ.....کھائیے
لغزش مستانہ بھی ایک سجدہ شکرانہ ہے
یوم عید الفطر یار و یوم آب و دانہ ہے
ہے میسر آج تو شرب عرب نان عجم
اڑ کے ہر دانے پہ گرائے طائر بام حرم
زندگی اللہ بس باقی ہوس کل تم نہ ہو
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم
پیٹ اک محکم حقیقت، دل فقط افسانہ ہے
یوم عیدالفطر یارو یوم آب و دانہ ہے
رند خوش اوقات کے ہاں لطف انگیزی سے کھا
دوستوں کے گھر خوش آمیزی سے جا تیزی سے کھا
مشرقیت کی فضا میں ''فقر پرہیزی'' سے کھا
ورنہ انگریزی میں ہنس ہنس کر دل آویزی سے کھا
کٹلری اور بٹلری، ٹپکانا اور اپکانا ہے
یوم عید الفطر یارو یوم آب و دانہ ہے
رسم دید عید کی تمہید سے فوراً سنبھل
وقت کم ہے نعمتیں بسیار ہیں کھا اور ٹل
کم سے کم کر گفتگو اے شیر میدان عمل
عید مل آگے نکل، کچھ در دہن کچھ در بغل
جانے کس کس کے ابھی زنجیر در کھڑکانا ہے
یوم عیدالفطر یارو یوم آب دانہ ہے

کرونا کا وبائی مرض اور ناگفتہ اقتصادی حالات نے نوجوان طالب علموں کی خوشیوں کو ماند کر دیا ہے

برادری کے نوجوانوں کی خوشی

مسکراتی آنکھیں اور بولتے لب ہر کامیابی کی ضمانت ہیں

تحریر : جناب محمد حسن محمد فاروق گوگن، انٹرمیڈیٹ

کیا آپ اپنی زندگی میں خوش ہیں؟ اگر اس سوال کا جواب "ہاں" میں ہے تو آپ وہی کرتے رہیں جو آج تک کرتے آئے ہیں۔ اگر جواب "نہیں" میں ہے تو پھر آپ کو اپنی زندگی میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اگر آپ خوش رہنا چاہتے ہیں تو اپنا ایک مقصد بنائیں جو آپ کی سوچ کی عکاسی کرے اور آپ کی توانائی اور امید کو بڑھائے۔ اگر اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ آج کل کے نوجوانوں کی خوشی کس چیز میں ہے تو ایک نہیں کئی جواب ملیں گے۔ بعض نوجوانوں کا خیال ہے کہ خوشی کا مطلب کسی کی بھی مشکل یا پریشانی کا حل ہونا ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ فیملی کے ساتھ موج مستی کرنا یا پھر کسی بھی کامیابی پر جشن منانا ہی خوشی ہے۔ اس کے برعکس کچھ نوجوانوں کا خیال یہ بھی ہے کہ جب ان کی کوئی ضرورت پوری ہو جائے تو انہیں بہت خوشی ہوتی ہے۔ اب یہ ضرورت جائز ہو یا ناجائز جب تک وہ پوری نہ ہو جائے انہیں سکون نہیں ملتا۔

آج کل نوجوانوں میں مغربی روایات اور رہن سہن بہت تیزی سے پروان چڑھ رہا ہے، جس کی وجہ سے انہیں بہت سی غیر ضروری باتیں بھی جائز لگنے لگی ہیں اور اس کے حصول کے نتیجے میں انہیں بہت زیادہ راحت ملتی ہے۔ اکثر کسی کالج، یونیورسٹی، دفتر یا کسی فنکشن میں اگر کوئی پرانے طرز کا سوٹ یا آؤٹ آف فیشن ڈریس پہن کر آجائے تو نوجوانوں کی ٹولیاں مل کر اس کا مذاق اڑاتی اور اس کی بے عزتی کر کے بہت خوش ہوتی

ہیں۔

جب کہ اصل خوشی کسی کی بے عزتی کرنے میں نہیں بلکہ اپنے سے کم تر حیثیت والے شخص کی عزت کرنے، اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اس کی حوصلہ افزائی کرنے اور اسے اس بات کا احساس نہ ہونے دینے میں ہے کہ وہ کم حیثیت یا غریب ہے۔ آج کل کے بیشتر نوجوان وقتی خوشی میں خوش ہوتے نظر آتے ہیں اور اس پر بے پناہ فخر بھی محسوس کرتے ہیں۔ آج کے بیشتر نوجوانوں کی تعلیم کی جانب سے توجہ ہٹتی جارہی ہے، اور وہ غیر ضروری سرگرمیوں میں حصہ لے کر بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ اگر انہیں والدین یا گھر کے بڑے سمجھائیں تو وہ آگ بگولہ ہوجاتے ہیں لڑنا، جھگڑنا شروع کردیتے ہیں جب کہ اصل خوشی کا راز بزرگوں یا والدین سے لڑنے جھگڑنے میں نہیں بلکہ ان کے احترام، فرمانبرداری اور خدمت گزاری میں ہے۔ یاد رکھیں! دلی خوشی تسکین وراحت تو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت سے حاصل ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ خوشی کے حصول کے لئے تبدیلی لانا پڑتی ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ زندگی سے متعلق اہم فیصلے کئے جائیں، جو آپ ہی کو کرنے پڑیں گے تو آپ تیار ہیں ناں!

یہ حقیقت ہے کہ کرونا کا وبائی مرض اور اقتصادی حالات نے نوجوانوں کو پریشان کردیا ہے۔ زندگی میں ترقی کا سفر بہ خوبی طے کرنے کے لیے سخت محنت کے ساتھ زبردست رابطوں کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے۔ لیکن سائنس داں کامیابی کے لیے ایک اور چیز کو بہت ضروری قرار دیتے ہیں اور وہ ہے آپ کا مسکراتا ہوا چہرہ۔ سائنس دانوں کی تحقیق کے مطابق جو افراد ہر وقت خوش رہتے ہیں۔ ان کی جھولی میں روتے بسورتے لوگوں کی نسبت زیادہ کامیابیاں جگہ پاتی ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایسے خوش مزاج لوگ زندگی کے نئے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے اور اپنے مقاصد کو پانے کے لیے زیادہ سرگرم ہوتے ہیں۔ خوش مزاج افراد کے مقدر میں کامیابیاں آتی ہیں کیونکہ ان کا مزاج مثبت ہوتا ہے۔ اس لیے وہ توانائی سے بھرپور نظر آتے ہیں اور ہر کام کرنے پر ہمیشہ آمادہ رہتے ہیں جس کی وجہ سے اپنے سینئرز کی نظروں میں زیادہ پسندیدہ ہوتے ہیں۔ نتیجتاً ہنستے مسکراتے نوجوانوں کے حصے میں زیادہ ذمے داریاں اور کامیابیاں آتی ہیں۔ ماہرین نفسیات کی حالیہ تحقیق سے یہ روایتی مفروضہ بھی غلط ثابت ہوگیا ہے کہ جن کے پاس دولت، شان دار ملازمت یا پرکشش جیون ساتھی ہو وہی لوگ خوش ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس حالیہ ریسرچ نے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر آپ کامیابی کے متلاشی ہیں تو اس کے لیے پہلے آپ کو اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجانی ہوگی۔

مسکراتی آنکھیں اور بولتے لب ہر کامیابی کی ضمانت ہیں۔

صفائی نصف ایمان ہے

صاف ستھرا ماحول اک نعمت انمول!!

اپنے گھر، گلی، محلے اور شہر کو صاف ستھرا رکھیئے

☆ کوڑا کرکٹ باہر گلی میں نہ پھینکیں

☆ درختوں اور پودوں کو نقصان نہ پہنچائیں

☆ عمارتی سامان اور ملبہ سرعام نہ ڈالیں

☆ راستے میں گندگی اور غلاظت نہ پھیلائیں

جماعت کی خدمت کا جذبہ۔ اعتماد کا باہمی رشتہ

Dustbin

میمن قوم کا عروج

جناب عبدالکریم عاجز

اس قوم کی دنیا میں کیا شوکت و عظمت تھی
قدموں پہ نثار ان کے ہوتی بھی دولت تھی

ایام تھے وہ بھی کچھ جب دہر میں شہرت تھی
اس قوم کے ہاتھوں میں دنیا کی تجارت تھی.

مانا کہ نہ تھے اُن میں اموال کے یہ چرچے
عالم میں مگر ان کی مشہور تجارت تھی

تکلیف میں ہوتا تھا غم کا نہ اثر اُن پر
تھا عیش مصیبت میں ہر رنج میں راحت تھی

اخلاص و اخوت کے ہر بزم میں چرچے تھے
ہمدردی ملت تھی، الفت تھی، محبت تھی

اک راز تھا پوشیدہ اس قوم کی رفعت میں
رواج کے پردے میں پنہاں کوئی حکمت تھی

خالق کی رضاجوئی تھی پیش نظر اُن کے
ایمان کی دولت تھی اور دین کی غیرت تھی

آپس کی محبت میں پنہاں تھی ظفر یابی
ہر کام میں ساتھ اُن کے اللہ کی نصرت تھی

یا ان کے خلف اب ہیں رسوائے جہاں عاجز
ہیں تنگ جہاں اب وہ حاصل جنہیں عزت تھی

عید منائیں

جناب تنویر پھول

عید منائیں، عید منائیں
ہر دل سے رنجش کو مٹائیں
سبز ہلالی پرچم لے کر
آؤ فضاؤں پر چھا جائیں
عید منائیں، عید منائیں

پاک وطن جب ہم کو ملا تھا
دل اپنا ایماں سے بھرا ہوا تھا
رب سے ہم نے عہد کیا تھا
آج وہ وعدہ پھر دہرائیں
عید منائیں، عید منائیں

آزادی جب ہم نے پائی
چار دنوں میں عید بھی آئی
پہلی عید مسرت لائی
ہم کو ملیں آزاد فضائیں
عید منائیں، عید منائیں

بھائی بھائی سارے مسلمان
ایک اللہ پر سب کا ایمان
ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن
پھول یہ باتیں سب کو بتائیں
عید منائیں، عید منائیں

شاعری

موھنگواری

نتیجہ فکر: جگر سردار گڑھی (ممتاز شاعر)

اردو ترجمہ: محمد اقبال احمد کھانانی

(حیدرآباد)

سستو زمانو ھلی ویو اچی وی موھنگواری
رات ڈھیں کماینتا کچھی بھی چھے وٹ آی خواری

اج اٹے جو بھاؤ ودھیو کچھی
آی کھیر نے کھنڈ جی واری

بل اترا بھروں تے اسکول جی فیسوں بھی ڈیوں
بھر تو (تعلیم) جو ٹھیکادروں نائی نے بستہ مین بھاری

نوھ نے سس جو ڈرائے تھو سیٹے
کچھی بھی سس چھوائی تی بے چاری

راج کارنو (سیاست) جی اکھاڑ پچھاڑ بھی آی جاری
اج آئیں جی تاں کال اساں جی آی واری

چوری نے لوٹ مار آی پورے جوش تے
نقصان ہوج اپاڑے تو جنجو کھیو آی بھاری

آوں کرو گھال کراں جگر دنیا جی
آئیں سارا یوے تاں دنیا بھی آی ساری

میمن بولی، مٹھی بولی، پانجے
گھر میں میمنی بولی بولنی کھپے

گجراتی ادب سے

ایک دلچسپ اور نصیحت آموز کہانی

فہمیدہ اور معاشرے کا المیہ

فہمیدہ ایک بہت عمدہ تجربہ کار ٹی وی آرٹسٹ (فنکارہ) کے علاوہ نہایت حساس خاتون تھی۔ اس نے مرحوم بہن رشیدہ کے ننھے بیٹے پپو کو پالنے پوسنے کا ذمہ لیا۔ اس کا ہر طرح کا خیال رکھا۔ بچے کی پرورش کی خاطر زندگی بھر شادی نہ کرنے کا عہد کیا۔ اس تحریر میں معاشرے کا درد بھری کہانی کا انجام دکھایا گیا۔

گجراتی تحریر : حبیب جسدنی (مرحوم)
اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

''لائٹ۔۔۔'' ''کیمرہ۔۔۔'' ''ایکشن۔۔۔'' ''فہمیدہ، تم نے ایسا کیوں کیا؟۔۔۔ تمہیں یہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ کم از کم کسی فیصلے پر پہنچنے سے پہلے مجھ سے تو بات کی ہوتی تم نے۔۔۔ میں یہ سب برداشت نہیں کرسکتا۔۔۔'' ''کٹ۔۔۔کٹ۔۔۔کٹ۔۔''

ڈائریکٹر کی تیز آواز سنتے ہی لائٹ بھی آف ہوگئی اور کیمرہ بھی بند ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی اسٹوڈیو کی روشنیاں بھی جل اٹھیں اور پورا سیٹ ہی روشن ہوگیا۔ اسی وقت ڈائریکٹر منصور معروف اداکار شفیع قادری کے پاس آئے اور ان کے کان میں کہا: ''مجھے آپ کی یہ بات بہت پسند ہے کہ آپ کردار میں بالکل ڈوب جاتے ہیں اور ہمارے سامنے آپ کی جگہ کہانی کا اصل کردار کھڑا نظر آتا ہے۔ پھر بھی میں آپ کو یہ مشورہ دوں گا کہ کہانی کے کردار کے مطابق آپ کے اندر مزید اتار چڑھاؤ ہونا چاہیے۔۔۔ اور جب بھی آپ کوئی مکالمہ بولیں تو اپنی آواز کے زیر و بم پر ضرور نظر رکھیں۔ پھر دیکھئے گا کہ آپ کو خود بھی بہت مزہ آئے گا۔''

منصور صاحب پی ٹی وی کے معروف ترین اور تجربہ کار

ڈائریکٹر تھے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ بہترین قسم کے پروڈیوسر بھی تھے۔ان کی کئی ڈرامہ سیریز اور کئی ڈرامہ سیریلز مقبول ہوئی تھیں اوران کی شہرت آسمان کی بلندیوں تک جا پہنچی تھی۔منصور صاحب کی سب سے اچھی عادت یہ تھی کہ جب تک وہ کسی کردار یا سین سے مطمئن نہ ہوتے ،اس وقت تک اسے 'اوکے' نہیں کرتے تھے۔ چاہے ان کے سامنے کتنا ہی بڑا اور سینئر اداکار کیوں نہ ہو۔اس پر بعض اداکار ناک بھوں بھی چڑھاتے تھے، کیونکہ بار بار ری ٹیک دینے سے ان کا وقت بہت ضائع ہوتا تھا مگر جب وہی ڈرامہ دھوم مچاتا تو ان تمام اداکاروں کو منصور صاحب کی تعریف کرنی پڑتی تھی اور انہیں اندازہ ہو جاتا تھا کہ منصور صاحب کی محنت سے ہی ان کا نام ہوتا ہے، کیونکہ ٹی وی (TV) اسکرین پر ان کی اداکاری دیکھنے والے ناظرین انہی کو داد و تحسین سے نوازتے تھے،منصور صاحب کو تو عام لوگ جانتے تک نہیں تھے۔

غرض جب منصور صاحب نے اداکار شفیع قادری سے وہی مکالمے دوبارہ کہلوائے جو انہوں نے کچھ دیر پہلے ادا کیے تھے اور جو منصور صاحب کو پسند نہیں آئے تھے تو اس بار انہوں نے سین کو اوکے کر دیا، کیونکہ شفیع قادری نے اس مرتبہ بڑے بھرپور تاثر کے ساتھ وہ مکالمے ادا کیے تھے۔اسٹوڈیو سے باہر آنے کے بعد اداکار شفیع قادری نے اپنی پرانے ماڈل کی ٹویوٹا اسٹارٹ کی اور اپنے گھر روانہ ہو گئے۔

شفیع قادری ایک اچھے اور بڑے اداکار تھے مگر وہ نہایت عام سی اور سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔وہ چاہتے تو ان کے آگے پیچھے بھی نئے نئے ماڈل کی گاڑیوں کی لائن لگ جاتی، مگر ان کو اپنی پرانی کار ہی پسند تھی۔ویسے بھی وہ مزاجاً سادگی پسند تھے، ہر وقت اپنے ہی کام میں ڈوبے رہتے تھے۔دوسری جانب ڈائریکٹر منصور بھی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔وہ ایک ماہر اور تجربہ کار ڈائریکٹر تھے مگر نہ تو ان کی طبیعت میں رعونت تھی اور نہ وہ مغرور یا گھمنڈی تھے۔ایک نہایت کامیاب ڈائریکٹر ہونے کے باوجود وہ عام انسان کی طرح ہی رہتے تھے۔ان میں اپنے پیشے کے حوالے سے کوئی غرور یا اکڑ نہیں تھی۔

فہمیدہ اس وقت تھکے تھکے انداز میں منصور صاحب کے کمرے میں ان کے سامنے بیٹھی تھی۔اس کے برابر والی کرسی پر پپو بیٹھا تھا۔پپو ایک دو سالہ گول مٹول اور پیارا سا بچہ تھا۔یہ پپو فہمیدہ کی آنکھوں کا تارا تھا۔فہمیدہ جہاں جاتی پپو اس کے ساتھ ہوتا تھا البتہ جب وہ اپنا سین شوٹ کرانے اسٹوڈیو میں جاتی تو پپو کو ڈائریکٹر صاحب کے کمرے میں کسی ملازم کی حفاظت میں دے جاتی تھی۔پپو اور اس کی دودھ کی بوتل لازم و ملزوم تھے۔جہاں فہمیدہ ہوتی تھی وہاں یہ دونوں ضرور ہوتے تھے۔پپو کے لیے دودھ، بسکٹ اور دوسرے لوازمات ڈائریکٹر منصور صاحب ہی منگوا کر دیتے تھے۔

منصور صاحب کی پچھلی ڈرامہ سیریل ''اولاد'' ہٹ ہو گئی تھی جس کی ہیروئن فہمیدہ ہی تھی۔اس کی کامیابی کے بعد منصور صاحب نے اپنی دوسری سیریل میں ''فہمیدہ'' میں بھی فہمیدہ ہی کو بطور ہیروئن لیا تھا۔

''اف کس قدر گرمی ہے یہاں!'' فہمیدہ نے اپنا چہرہ ٹشو پیپر سے صاف کرتے ہوئے کہا۔

ڈائریکٹر منصور نے فوراً ریموٹ اٹھایا اور ایئر کنڈیشنر آن کر دیا۔تھوڑی دیر میں منصور صاحب کا کمرہ خوشگوار ٹھنڈک سے بھر گیا۔

''فہمیدہ، پپو کی موجودگی میں تمہیں بہت تکلیف ہوتی ہو گی نا؟'' منصور صاحب نے کہا: ''میرا مطلب ہے کہ تمہیں اس بچے کا خیال بھی رکھنا پڑتا ہے اور ساتھ ہی اپنے کام پر بھی توجہ دینی پڑتی ہے۔پھر گھر سے ہمیشہ اسے اپنے ساتھ لانے سے بھی تمہیں پریشانی ہوتی ہو گی۔ہے نا؟ ویسے بھی تمہارا کام حساس نوعیت کا ہے اور میں۔۔۔۔''

''پلیز منصور صاحب!'' فہمیدہ نے ہاتھ اٹھا کر انہیں خاموش کرتے ہوئے کہا: ''مجھے پپو کی وجہ سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔بلکہ سچ تو یہ

ہے کہ پپو کی وجہ سے ہی تو میں زندہ ہوں۔ یہ بچہ ہے تو میں زندہ ہوں اور میری سانس چل رہی ہے۔ یہ تو میرے لیے روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو شاید آج میں بھی زندہ نہ ہوتی۔۔۔۔''

''تم میری بات نہیں سمجھیں۔۔۔۔ میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ۔۔۔۔'' منصور صاحب نے فہمیدہ سے کچھ کہنے کی کوشش کی تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں چپ رہنے کو کہا۔

پھر وہ جلدی سے اپنی سیٹ سے اٹھی، اس نے پپو کو اپنی گود میں اٹھایا اور منصور صاحب سے مزید کچھ کہے بغیر کمرے سے باہر نکل گئی۔

منصور صاحب بے بسی کے عالم میں کندھے اچکا کر رہ گئے۔ ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا۔ جب کبھی کوئی فہمیدہ سے پپو کے بارے میں کوئی بات کرتا یا اس کے بارے میں پوچھتا تو وہ یا تو موضوع بدل دیا کرتی تھی یا پھر اس جگہ سے ہی چل دیتی تھی تاکہ نہ وہ وہاں رہے اور نہ کسی کے سوالوں کے جواب دے۔ اکثر لوگ فہمیدہ کے اس رویہ پر اسے شک کی نظروں سے دیکھتے تھے اور اس کے اور پپو کے حوالے سے طرح طرح کی باتیں بھی بناتے تھے۔ کوئی کہتا تھا کہ چونکہ فہمیدہ اکیلی رہتی ہے اس لیے اس نے وقت گزاری کے لیے کسی یتیم خانے سے اس بچے کو گود لے لیا ہے۔ کسی کا کہنا تھا کہ فہمیدہ نے چوری چھپے شادی کر رکھی ہے، مگر اس کا شوہر اسے پپو کا تحفہ دے کر بھاگ گیا ہے۔ کسی کا کہنا تھا کہ یہ بچہ فہمیدہ کی ناجائز اولاد ہے۔ بعض لوگ یہ تک کہتے تھے کہ پپو، ڈائریکٹر منصور صاحب کی اولاد ہے جبکہ کچھ لوگوں کا یہ دعویٰ تھا کہ پپو ایک معروف اداکار کا بیٹا ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت تھی کہ فہمیدہ پپو کو اپنی جان سے بھی بڑھ کر عزیز رکھتی تھی۔ یہ بچہ ہمہ وقت فہمیدہ سے چمٹا رہتا تھا، بالکل ایسے جیسے وہ اس کی اپنی اولاد ہی ہو۔

فہمیدہ کو پپو سے بہت پیار تھا۔ وہ نہ تو اس کے بارے میں کوئی غلط بات سن سکتی تھی اور نہ ہی اسے خود سے دور رکھ سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ شوٹنگ کے دوران بھی پپو اس کے ساتھ ہوتا تھا ورنہ وہ چاہتی تو پپو کو گھر کی ملازماؤں کے سپرد بھی کرکے آسکتی تھی، مگر اس نے یہ گوارہ نہ کیا۔ ایسا نہیں تھا کہ فہمیدہ کو لوگوں کی باتیں سنائی نہیں دیتی تھیں۔ وہ ان کی تیز و تند باتوں اور بے سروپا الزامات کو بڑے حوصلے سے برداشت کرتی تھی۔ اس نے کبھی ان باتوں کو اہمیت نہیں دی، بلکہ پوری توجہ اپنے کام پر رکھی۔۔۔ اسے یا تو اپنا کام عزیز تھا یا پپو۔۔۔۔

ایک اور حیرت انگیز بات یہ تھی کہ فہمیدہ کسی بہت عمدہ گھر میں بھی نہیں رہتی تھی۔ گلشن اقبال میں اس کا ایک چھوٹا سا بنگلہ تھا۔ اس کے پاس ایک عام سی گاڑی تھی۔ اس بنگلے میں فہمیدہ کے علاوہ ایک بوڑھے بابا رہتے تھے جو گھر کے کام کاج کرتے تھے اور بازار سے سودا سلف لاتے تھے۔ ان کے علاوہ ایک بوڑھی ماسی بھی تھی۔ بس یہ دونوں بابا اور ماسی ہی فہمیدہ کے ساتھ رہتے تھے۔ یہی اس کے دوست تھے اور یہی اس کے رشتے دار۔۔۔

اپنے گھر کے گیٹ پر پہنچ کر فہمیدہ نے کار روکی اور اس کا ہارن بجایا۔ بابا نے فوراً ہی دروازہ کھول دیا۔ فہمیدہ کار کو اندر لے گئی۔ بابا نے آگے بڑھ کر کار کی پچھلی نشست سے پپو کا سامان اٹھایا اور پپو کو اٹھانے لگے تو فہمیدہ نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روک دیا۔ پھر اس نے پپو کو گود میں اٹھایا اور خود لے کر اندر چلی گئی۔ بوڑھی ماسی نے اس کی گود سے پپو کو لے کر جھولے میں لٹا دیا۔ پپو اس وقت گہری نیند میں تھا۔ فہمیدہ تھکے ہوئے انداز میں صوفے پر لیٹ گئی اور اس نے آنکھیں بند کرلیں، مگر وہ سو نہیں رہی تھی بلکہ اپنی زندگی کے بارے میں سوچ رہی تھی جس نے اس کے ساتھ بڑا عجیب کھیل کھیلا تھا۔ اس نے خود کو حالات کے دھارے پر کچھ اس طرح چھوڑ دیا تھا کہ حالات خود ہی اسے نہ جانے کہاں بہائے لیے چلے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ماسی چائے لے کر آگئی۔ فہمیدہ نے اٹھ کر چائے پی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

''کھانا کب لاؤں؟'' ماسی نے پوچھا

فہمیدہ نے اس کی بات سن کر تھوڑی دیر کچھ سوچا اور پھر کہا: ''مجھے ابھی بھوک نہیں ہے۔ جب بھی بھوک لگی، میں خود ہی کھالوں گی۔ تم بھی جاؤ اور بابا سے بھی کہہ دو کہ وہ آرام کریں۔''

''صبح کب اٹھاؤں؟'' ماسی نے جاتے جاتے پوچھا۔

''سات بجے تک۔۔۔ کل میں جلدی جاؤں گی۔'' فہمیدہ نے کہا تو ماسی سر جھکا کر چلی گئی۔

جانے سے پہلے ماسی نے لاؤنج کی تمام لائٹس آف کر دیں اور دروازہ بھی بند کر دیا۔

فہمیدہ اپنے کمرے میں آ گئی جہاں اس کے بیڈ کے برابر رکھے جھولے میں پپو آرام سے سو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر فرشتوں جیسی معصومیت تھی۔ فہمیدہ اپنے بیڈ پر لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگی، مگر نیند آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اور آتی بھی کیسے؟ اس کے دماغ میں ابھرنے والے خیالات نے آج بڑی بے دردی سے اس پر یلغار کر دی تھی۔ ماضی کے واقعات ایک ایک کر کے اس کے سامنے کسی فلم کی طرح چل رہے تھے۔ آج فہمیدہ کو اپنی بڑی بہن رشیدہ کی بڑی شدت سے یاد آ رہی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اگر رشیدہ آج زندہ ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا مگر۔۔۔ قدرت کو شاید یہی منظور تھا۔

رشیدہ اور فہمیدہ ویسے تو سگی بہنیں تھیں مگر ان دونوں کے درمیان اتنا پیار اور اتنی محبت تھی کہ وہ دونوں بہنوں سے زیادہ سہیلیاں لگتی تھیں۔ ان دونوں بہنوں کا ایک بوڑھی اماں کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ ان کی اماں کو بس ایک ہی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ دونوں اپنے اپنے گھروں کی ہو جائیں تا کہ وہ سکون سے مر سکیں۔ آخر ان کی دعائیں رنگ لائیں اور بڑی بیٹی رشیدہ کا رشتہ آ گیا۔ لڑکے کا نام فرحان تھا۔ وہ امریکہ میں رہتا تھا اور شادی کرنے کراچی آیا تھا۔ اسے کسی شریف خاندان کی شریف لڑکی کی تلاش تھی جو اسے رشیدہ کی صورت میں مل گئی تھی۔

امریکہ میں فرحان انشورنس کا کام کرتا تھا۔ اچھا کماتا تھا اور گھر بھی اپنا تھا۔ ایک پارٹی میں اس نے رشیدہ کو دیکھا اور پسند کر لیا۔ پھر دونوں گھرانوں کے بزرگوں کے درمیان بات چلی اور رشتہ طے پا گیا۔ فرحان نے کہہ دیا تھا کہ وہ رشیدہ کو اپنے ساتھ امریکہ لے جائے گا، اس لیے جہیز وغیرہ کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ چنانچہ ان دونوں کی شادی ہو گئی۔ شادی ہوتے ہی رشیدہ اور فہمیدہ کی امی انتقال کر گئیں۔ شاید وہ اسی کام کو کرنے کے لیے زندہ تھیں مگر ابھی ان کی چھوٹی بیٹی فہمیدہ باقی تھی جس کی خوشی دیکھنی ان کے نصیب میں نہیں تھی۔

رشیدہ کو امریکہ جانا تھا مگر کاغذی کارروائیوں میں دیر لگ رہی تھی۔ ادھر فرحان کی کمپنی والے مسلسل اسے فون کر رہے تھے اور اسے جلد امریکہ پہنچنے کی ہدایت کر رہے تھے۔ چنانچہ مجبوراً فرحان کو واپس جانا پڑا۔ فرحان اور رشیدہ بمشکل ایک ماہ ساتھ رہ سکے تھے۔ جاتے جاتے فرحان رشیدہ سے یہ کہہ گیا تھا: ''تم فکر مت کرنا، میں امریکہ پہنچتے ہی تمام کاغذات تیار کروا کے بھیج دوں گا جس کے بعد تم آسانی سے میرے پاس آ جاؤ گی۔''

مگر دیر پر دیر ہوتی رہی اور وقت تیزی سے گزرتا گیا۔ رشیدہ اور فہمیدہ اپنی امی کی وفات کے بعد اب گھر میں اکیلی تھیں۔ چند ماہ بعد یہ انکشاف ہوا کہ رشیدہ امید سے ہے تو اس نے یہ خوش خبری فوراً ہی فرحان کو فون کر کے بتا دی۔ وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ فہمیدہ تو خالہ (آنٹی) بننے کے خیال سے ہی پاگل ہوئے جا رہی تھی۔ فرحان نے رشیدہ کو فون کر کے بتا دیا تھا کہ وہ بچے کی پیدائش سے پہلے بہر صورت پاکستان پہنچ جائے گا اور

بعد میں رشیدہ واور اپنے بچے کو ساتھ لے جائے گا۔لیکن فرحان تو نہ آیا البتہ اس کا ولی عہد دنیا میں ضرور آ گیا۔

بچے کی پیدائش کے بعد رشیدہ کی حالت بگڑنے لگی۔حالانکہ ڈاکٹر اس کی توجہ سے دیکھ بھال کر رہے تھے،مگر رشیدہ کی طبیعت سنبھلنے میں نہیں آ رہی تھی۔فہمیدہ نے فرحان کو فون کر کے رشیدہ کی طبیعت کے بارے میں مطلع کیا اور اسے جلد پہنچنے کو کہا۔مگر وہ اپنے کام میں کچھ ایسا الجھا ہوا تھا کہ پاکستان نہ پہنچ سکا۔ادھر رشیدہ مسلسل موت کی طرف بڑھ رہی تھی اور آخر کار ایک روز وہ موت کے ہاتھوں شکست کھا گئی۔وہ اپنا بیٹا اپنی بہن فہمیدہ کو سونپ کر دنیا سے رخصت ہو گئی۔فرحان کو جب اپنی بیوی کی موت کی اطلاع ملی تو وہ صدمے سے پاگل ہو گیا۔کچھ عرصے بعد اسے قرار آیا تو اس نے فہمیدہ سے درخواست کی:''فہمیدہ!میرے بیٹے کا بہت خیال رکھنا۔یہ ایک دکھی باپ کی فریاد ہے۔''

مرنے سے پہلے رشیدہ نے بھی فہمیدہ سے التجا کی تھی:''اگر میں مرجاؤں تو تم ماں بن کر اسے پالنا،میرے بچے کو کبھی ماں کی کمی محسوس نہ ہونے دینا۔اس کی جزا تمہیں اللہ دے گا۔''

بس اس کے بعد فہمیدہ نے اپنی ذات کو مکمل طور پر فراموش کر دیا اور اپنی پوری توجہ کا مرکز اپنے بھانجے کو بنا لیا جسے وہ پیار سے پپو کہہ کر پکارتی تھی۔اس نے رشیدہ سے جو عہد کیا تھا،وہ اسے مکمل دیانت داری سے نبھا رہی تھی۔اس نے عہد کر لیا تھا کہ وہ زندگی بھر شادی نہیں کرے گی اور ساری زندگی پپو کے لیے وقف کر دے گی۔

فجر کی اذان کی آواز سنائی دی تو فہمیدہ چونک اٹھی۔وہ ساری رات انہیں خیالات میں گم رہی تھی اور بالکل سو نہیں سکی تھی۔اس نے جلدی سے اٹھ کر وضو کیا اور نماز ادا کی۔ماسی نے سات بجے دروازے پر دستک دی تو وہ پہلے سے جاگ رہی تھی۔ناشتے سے فارغ ہو کر وہ پپو کو گود میں لے کر ٹی وی اسٹیشن کے لیے روانہ ہو گئی۔آج وہ بہت تھکی تھکی لگ رہی تھی،کیونکہ ساری رات کی جاگی ہوئی تھی۔اس کی آنکھیں بوجھل ہو رہی تھیں۔آج ڈرامے میں اس کا سین بھی ٹریجڈی والا تھا۔اسے کسی کی موت پر خود کو سوگوار ظاہر کرنا تھا اور اپنے دلی دکھ کا اظہار اپنی زبان کے ساتھ ساتھ اپنی آنکھوں سے بھی کرنا تھا۔اس نے جو پرفارمنس دی تو سیٹ پر موجود سبھی لوگ حیران رہ گئے اور ڈائریکٹر منصور صاحب تو عش عش کر اٹھے۔کام سے فارغ ہو کر وہ جلدی سے گھر کے لیے روانہ ہو گئی کیونکہ اس کا جسم بری طرح ٹوٹ رہا تھا۔

گھر پہنچتے ہی اسے فرحان کے ایک دوست کا فون موصول ہوا جو امریکہ میں ہی رہتا تھا۔اس نے یہ روح فرسا خبر سنائی کہ ایک کار ایکسیڈنٹ میں فرحان کا انتقال ہو گیا ہے۔یہ سن کر فہمیدہ بلک بلک کر رو پڑی۔پپو آج یتیم ہو گیا تھا۔اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اس نے آج صبح اداکاری نہیں کی تھی بلکہ فرحان کی موت کا دکھ سوگ منایا تھا۔ (مطبوعہ پندرہ روزہ ''میمن نیوز'' (گجراتی) 16 نومبر 1995ء)

نماز پڑھتے وقت یہ سوچیں کہ یہ آپ کی آخری نماز ہے اور خدا آپ کو دیکھ رہا ہے

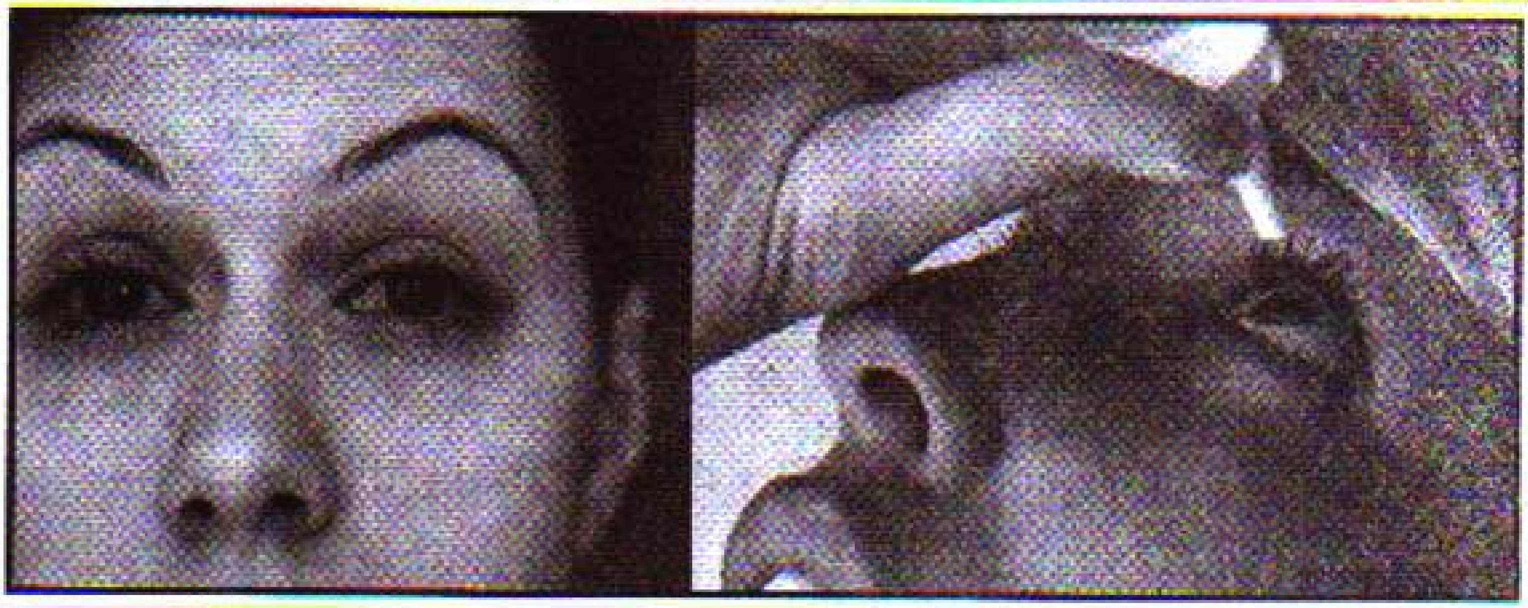

آنکھیں نعمت اور رحمت بھی ہیں

آشوب چشم عام وقوع پذیر ہونے والا مرض ہے، جو کافی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ موسم برسات کے بعد آشوب چشم کا مرض بڑی تیزی کے ساتھ پھیلتا ہے۔ اس مرض میں مریض کی آنکھیں سوج کر سرخ اور بھاری ہو جاتی ہیں۔ آنکھوں میں دکھن اور جلن کا احساس شدت سے ہونے لگتا ہے۔ آنکھوں سے پانی نما پتلی رطوبت ہر وقت بہتی رہتی ہے اور آنکھیں تیز چمک یا روشنی برداشت نہیں کر پاتیں۔ سو کر اٹھنے سے آنکھوں کی پتلیاں باہم چپک جاتی ہیں اور مریض درد کی شدت کو بڑی مشکل سے برداشت کرتا ہے۔ آشوب چشم عام طور پر ایک اچھوتا مرض ہے، جو ایک شخص سے دوسرے میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ آشوب چشم کا کوئی خاص موسم یا وقت نہیں ہوتا، تاہم برسات کے بعد اس کے حملہ آور ہونے کے امکانات زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ بارش ہونے کے بعد نکلنے والی دھوپ شدید تیز ہوتی ہے، جو نہ صرف چبھن کا باعث بنتی ہے بلکہ آنکھوں کو چندھیانے کا سبب بھی۔ سورج کی چمک آنکھوں پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے، جس سے آنکھوں میں ورم ہو کر آشوب چشم میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

علاوہ ازیں برسات کے دنوں میں گندے ذرات، گرد و غبار، ماحول کی آلودگی میں اضافہ ہو جانا بھی اس مرض کے پھیلاؤ کا باعث بن جاتا ہے۔ آشوب چشم کا مرض سات سے دس دنوں کے درمیان خود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ جب اس کی وبا پھیلتی ہے تو اس کے سامنے بچے، بوڑھے، جوان مرد اور عورتیں سب ہی بے بس ہوتے ہیں۔ آشوب چشم کے حملے سے بچنے اور اس کی شدت میں کمی کرنے کے لیے چند حفاظتی تدابیر اور حفاظتی تراکیب تحریر درج ذیل ہیں۔

آنکھوں پر ہلکے سبز، سیاہ اور نیلے شیشے والی عینک کا استعمال کیے بغیر گھر سے باہر نہ نکلیں۔ عینک لگائے بغیر موٹر سائیکل یا سائیکل ہرگز نہ چلائیں کیوں کہ ہوا میں شامل ذرات اور دھواں بھی آنکھوں میں جا کر آشوب چشم کا باعث بنتے ہیں۔ تیز روشنی اور چمک دار چیزوں کی طرف دیکھنے سے پرہیز کریں۔

ٹی وی بھی عینک لگائے بغیر نہ دیکھا جائے اور ٹی وی اسکرین کافی فاصلے پر رکھیں۔ حفظ ماتقدم کے طور پر پھٹکری سفید 50 گرام کو 5 کلو

آنکھوں کی شکایت

پانی میں حل کر کے 200 ملی لٹر عرق گلاب ملا کر گھر میں رکھیں اور صبح و شام مذکورہ محلول سے آنکھوں کو دھوتے رہیں، یوں آپ طرح اس مرض میں مبتلا افراد سے ہاتھ ملانے کے بعد آنکھوں کو ہاتھ لگانے سے احتیاط کریں۔ گرد و غبار اور دھواں آنکھوں میں نہ جانے دیں۔ آنکھوں پر برف کی ٹکور کریں اور خارش یا جلن ہونے کی صورت میں آنکھوں کو زور سے نہ ملیں بلکہ کوشش کریں کہ بالکل بھی نہ ملیں۔ آنکھوں سے بہتے پانی کو صاف کرنے کے لیے ٹشو پیپر کا استعمال کریں۔ بطور علاج ہلدی 5 گرام کو عرق گلاب 50 ملی لٹر میں ملا کر محلول بنالیں، دن میں 3 سے 5 بار چند قطرے آنکھوں میں ٹپکائیں۔ 50 ملی لٹر عرق گلاب میں 5 گرام پھٹکری سفید حل کر کے آمیزہ تیار کریں۔ اور وقفے وقفے سے چند قطرے آنکھوں میں ڈالتے رہیں۔ آنکھوں میں واقع جلن اور دکھن میں کمی ہونا شروع ہو جائے گی۔ رات کو سوتے وقت اطریفل کشنیزی، اطریفل مندی اور معجون عشبہ نصف چمچ عرق سونف کے ایک کپ کے ساتھ کھانا بھی مرض کی شدت میں بہ تدریج کمی لاتا ہے۔ غذاؤں میں بکری کا گوشت، گھیا توری، ٹینڈے وغیرہ کا شوربہ سرخ مرچ کے بغیر استعمال کریں، چپاتی بالخصوص توے کی روٹی بھی فوائد کی حامل ہوتی ہے۔ دالوں میں مونگ کی دال اور دلیا وغیرہ بہترین غذائیں ہیں۔ آلو اور قیمے والے نان، کلچے وغیرہ بالکل ترک کر دیے جائیں۔ بازاری اور کولا مشروبات اور چائے و کافی کو خیر باد کہہ دینے میں ہی عافیت ہے۔ علاوہ ازیں صبح و شام نہانا اور صاف ستھرے لباس کا پہننا بھی آشوبِ چشم سے بچنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

آنکھوں میں دوا کے قطرے اس لیے ڈالے جاتے ہیں کہ متاثرہ آنکھوں پر اس کے براہ راست اثرات پڑیں اور جلد افاقہ ہو۔ آنکھوں میں دوا ڈالنے سے پہلے بوتل کے لیبل کو چیک کریں، اس پر درج تاریخ دیکھیں کہ کہیں اس کی تاریخ تو نہیں نکل گئی۔ اس کے بعد بوتل کو اچھی طرح ہلائیں۔ اپنے ہاتھ اچھی طرح دھولیں۔ آئینے کے سامنے بیٹھ جائیے تاکہ آپ کو واضح طور پر نظر آسکے کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ ٹشو پیپر کی مدد سے اپنی آنکھوں کو صاف کرلیں تاکہ اگر ان میں کوئی گرد و غبار یا پانی وغیرہ ہو تو وہ دوا کے راستے سے ہٹ جائے اور کوئی رکاوٹ نہ رہے۔ دوا کی بوتل کا ڈھکن کھولیں۔ اپنے سر کو پیچھے کی طرف جھکائیں۔ اپنی آنکھ کے نچلے پپوٹے کو آہستگی سے نیچے کی طرف کھینچیں اور اوپر کی جانب دیکھیں۔ ڈراپر یا دوا کی بوتل کو آنکھ کے اوپر کرلیں اور بالکل آرام سے ڈراپر کو بھینچ کر دوا کا ایک قطرہ آنکھ میں ٹپکائیں۔ خیال رہے کہ آپ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ڈراپر یا دوا کی بوتل نہ تو پپوٹے سے ٹکرائے اور نہ آنکھ کی پلکوں سے۔ دوا کا قطرہ ڈالنے کے بعد اپنی آنکھ کو جھپکائیں تاکہ دوا آنکھ کے ڈیلے پر پوری طرح پھیل جائے۔ دوا یا ڈراپر سے نکلنے والی اضافی دوا کو ٹشو کی مدد سے صاف کر دیں۔ اگر آپ کے ڈاکٹر نے اس کی اجازت دی ہو تو یہی عمل دوسری آنکھ کے ساتھ بھی دہرائیں۔ بوتل کا ڈھکن واپس لگا دیں۔ خیال رہے کہ آپ کی انگلیاں ڈراپر یا بوتل کے کھلے ہوئے حصے کو نہ چھوئیں۔ اگر آپ کو اپنی

آنکھوں میں دوا کے ایک سے زائد قطرے ڈالنے ہیں یا ایک کے بعد دوسری دوا ڈالنی ہے تو پانچ منٹ انتظار کریں، اس کے بعد دوا ڈالیں۔

کچھ مفید مشورے : بعض لوگوں کو یہ آسان لگتا ہے کہ خود اپنی آنکھوں میں دوا ڈالنے کے بجائے کسی دوسرے سے ڈلوائیں۔ اپنی دوا نہ تو کسی دوسرے کے استعمال کے لیے دیں اور نہ ہی دوسرے کی دوا اپنی آنکھوں میں ڈالنے کی کوشش کریں۔

کونٹیکٹ لینسز : اگر آپ کونٹیکٹ لینسز استعمال کرتے ہیں تو جب تک اپنی آنکھوں میں دوا ڈال رہے ہیں اس وقت تک کونٹیکٹ لینس استعمال نہ کریں۔ بعض اوقات کونٹیکٹ لینسز لگائے لگائے دوا ڈالنے سے آنکھوں میں زبردست قسم کا ری ایکشن ہو جاتا ہے۔ مناسب یہی ہے کہ جب دوا کا کورس مکمل ہو جائے تو آپ کونٹیکٹ لینسز استعمال کریں، اس سے پہلے نہیں۔

آنکھوں میں ڈالنے جانے والے بعض قطرے عارضی طور پر دیکھنے میں مسئلہ پیدا کر دیتے ہیں۔ لہٰذا ایسے قطرے ڈالنے کے فوری بعد نہ تو کوئی بہت بڑی مشین چلائیں اور نہ ہی کار ڈرائیو کریں۔ جب آپ کو صاف نظر آنے لگے تو سب کام پہلے کی طرح کریں۔

عارضی تکلیف : کبھی کبھی آنکھوں میں قطرے ڈالنے سے چبھن سی ہوتی ہے۔ اس سے گھبرانا نہیں چاہیے، عارضی ہوتی ہے۔ لیکن اگر یہ کیفیت برقرار رہے اور آنکھوں میں جلن ہونے لگے تو فوراً اپنے ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ اس کے علاوہ بھی اگر کوئی غیر معمولی بات محسوس ہو تو ڈاکٹر کو فوراً بتائیے۔

دوائوں کی حفاظت : آنکھوں میں ڈالنے والے بعض دواؤں کو ریفریجریٹر میں رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کا خاص خیال رکھیں۔ اگر دوا کی آخری تاریخ نکل چکی ہے تو اسے کبھی استعمال نہ کریں، کیوں کہ ایسی دواؤں میں گندگی یا بیکٹیریا شامل ہو جاتے ہیں۔ آنکھوں میں ڈالی جانے والی وہ دوا جو ریفریجریٹر میں حفاظت سے رکھی گئی ہو، اسے کھولنے کے چار ہفتے بعد پھینک دینا چاہیے اور باہر رکھی جانے والی دوا کھولنے کے ایک ہفتے بعد ضائع کر دینی چاہیے۔ دوا کی بوتل کے لیبل پر درج ہدایات کا خیال رکھیں۔

پانی نعمت ہے... نعمت کی قدر کیجیے

پانی زندگی ہے... زندگی کو اہم جانیے

پانی ضائع نہ کیجیے

پانی کے حصول، حفاظت اور ذخائر کو اپنی قومی سوچ کا حصہ بنائیے

پانچی بولی میں

منجی سس

گجراتی کلام: یعقوب گلربا (مرحوم)

اردو ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل

آئے منجی سس موئی موئی
قد میں آئے ای تھوڑی چھوٹی

لڑائی کرے ای کھوٹے کھوٹی
سمجھائے تاں کھینچے بھی چوٹی
ہائے ہائے منجی سس موئی موئی

جڑی موئی اتری ای کھوٹی
روٹی میں کھائے بو بو بوٹی
گھر جا کم کاج کڈے کرے نا
رکھے ہمیشہ جھ میں سو ٹی
ہائے ہائے منجی سس موئی موئی

انگلش لینگویج بولے کھوٹی

گجراتی جی کھینچے دھوتی
میمنی بولی بولے ٹاٹ
رشتہ کرائی ڈے گوتی گوتی
ہائے ہائے منجی سس موئی موئی

سورو مینجو آئے سیدھو سادھو
کڈے ملے نا میمنی سس کے آڈو
تاں بھی ان کے رائے دھکا کھی
چھپ کروا تاتاں کرئی سس بوٹی بوٹی
ہائے ہائے منجی سس موئی موئی

بیچے دھڑیں کے کیک آئے اوتی
بیچی گال دھڑیں کے گگے کھوٹی

جڑے پیسے لڑے تاں ای بچے
جا اپنی ماں کے گھر روتی روتی
ہائے ہائے منجی سس موئی موئی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

کمپیوٹرائزڈ کارڈ

کے سلسلے میں ضروری ہدایت

چھان بین کے لئے (For Scrutiny Purpose)

کمپیوٹرائزڈ کارڈ کے لئے نیچے دیئے ہوئے دستاویزات جمع کرانے ہوں گے۔

☆ درخواست گزار کے CNIC کارڈ کی کاپی

☆ والد کا بانٹوا میمن جماعت اور CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی یا

☆ والد کے انتقال کی صورت میں Death Certificate اور بھائی / چچا (خونی رشتہ دار) کا بانٹوا میمن جماعت اور CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی

☆ درخواست گزار کی دو عدد فوٹو 1x1

شادی شدہ ممبران کے لئے

☆ نکاح نامہ کی فوٹو کاپی یا تاریخ اور اگر درخواست گزار صاحب اولاد ہو تو بچوں کے "ب فارم" کی فوٹو کاپی اور 18 سال سے بڑوں کی CNIC کی فوٹو کاپی

☆ بیوی یا شوہر کے CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی

☆ دستاویزات مکمل نہ ہونے کی صورت میں فارم جمع نہیں کیا جائے گا۔

آپ سے تعاون کی گزارش کی جاتی ہے

سکندر محمد صدیق اگر

کنوینر لائف ممبر شپ کمیٹی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

شیر خرمہ

اجزاء: سویاں (چھوٹے ٹکڑے کریں) ایک پیالی، دودھ ایک لیٹر، چینی ایک پیالی، چھوارے (باریک کٹے ہوئے) چھ سے آٹھ عدد، چھوٹی الائچی چار سے چھ عدد، بادام (کٹے ہوئے) حسب ضرورت، پستے (کٹے ہوئے) حسب ضرورت، ناریل پسا ہوا دو سے تین کھانے کے چمچ، تیل چار سے چھ کھانے کے چمچ۔

ترکیب: دیگچی میں دودھ کو ابال لیں۔ ابال آنے کے بعد اس میں چینی ڈال کر دس سے پندرہ منٹ تک ہلکی آنچ پر پکائیں۔ چھواروں کو آدھی پیالی دودھ میں بیس منٹ تک بھگو کر رکھ دیں۔ تیل کو کڑاہی میں درمیانی آنچ پر تین سے چار منٹ گرم کرکے الائچی کڑکڑا لیں۔ بادام، پستے اور چھوارے ڈال کر گولڈن فرائی کرلیں۔ پھر سویاں ڈال کر تین سے چار منٹ تک فرائی کریں اور ناریل ڈال دیں۔ آہستہ آہستہ چینی ملا ہوا دودھ شامل کریں اور ہلکی آنچ پر پانچ سے سات منٹ تک پکائیں۔

جنجر بیف

اجزاء: گائے کے پسندے ایک کلو، ادرک دو سے تین انچ کا ٹکڑا، یخنی یا پانی ایک پیالی، نمک حسب ذائقہ، سفید مرچ پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ، کالی مرچ پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ، سرکہ دو سے تین کھانے کے چمچ، سویا ساس دو کھانے کے چمچ، چینی ایک کھانے کا چمچ، بیکنگ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، کارن فلار دو کھانے کے چمچ، انڈے دو عدد، تیل آدھی پیالی۔

سجانے کے لئے: تل کا تیل دو کھانے کے چمچ، ہری پیاز (کٹی ہوئی) ایک عدد۔

ترکیب: پسندوں کو ایک کھانے کا چمچ تیل، چینی، بیکنگ پاؤڈر، انڈے اور کارن فلور اچھی طرح لگا کر دو گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔ کڑاہی میں تیل کو درمیانی آنچ پر تین سے پانچ منٹ تک گرم کریں اور پسندوں کو گولڈن فرائی کرکے نکال لیں۔ اس کڑاہی میں ادرک کے قتلے کاٹ کر ایک سے دو منٹ تک ہلکا سا فرائی کریں اور یخنی، نمک، سفید مرچ، کالی مرچ، سرکہ اور سویا ساس شامل کردیں۔ تلے ہوئے پسندے ڈال کر حسب پسند گاڑھا ہونے تک پکائیں۔

فرائیڈ وانٹن

اجزاء: انڈا ایک عدد، میدہ دو سے تین چمچ، نمک حسب ذائقہ، کٹی ہوئی لال مرچ آدھا چائے کا چمچ، کالی مرچ آدھا چائے کا چمچ، سفید مرچ آدھا چائے کا چمچ، سموسے کی پٹیاں تین سے چار عدد، چکن آدھا پاؤ (ہاتھ سے قیمہ بنالیں)، تیل فرائی کے لیے۔

ترکیب: پیالے میں چکن کا قیمہ اور تمام مصالحے ڈال کر مکس کرلیں۔ دوسرے پیالے میں انڈا، میدہ اور نمک ڈال کر پھینٹ لیں۔ اب چکن کا آمیزہ سموسے کی پٹیوں میں بھر کر انڈے کے بنائے ہوئے

آمیزے سے چپکالیں اور گرم تیل میں ڈال کرتل لیں۔

ہرے مصالحے والے چنے

اجزاء: پیاز ایک عدد، چنے ایک کپ (ابال لیں)، لیموں دو چائے کے چمچ، املی کا پانی آدھا کپ، ٹماٹر ایک عدد، دھنیا پودینہ تھوڑا سا، ہری مرچ تین سے چار عدد، تیل دو سے تین کھانے کے چمچ، نمک حسب ذائقہ، کٹی ہوئی لال مرچ آدھا چائے کا چمچ، کھٹائی آدھا چائے کا چمچ، چاٹ مصالحہ آدھا چائے کا چمچ۔

ترکیب: پیاز کاٹ لیں۔ دھنیا پودینہ اور ہری مرچ پیس کر ہری چٹنی بنالیں۔ پین میں تیل گرم کریں اور پیاز، ٹماٹر، ہری چٹنی اور تمام مصالحے ڈال کر بھون لیں۔ اب املی کا پانی شامل کرکے مزید تھوڑی دیر پکالیں۔ چنے ڈال کر بھون لیں اور لیموں کا رس ڈال کر گرما گرم پیش کریں۔ مزہ دوبالا کرنے کے لیے اس میں ابلے ہوئے آلو بھی شامل کر سکتے ہیں۔

کھویا سویاں

اجزاء: سویاں ایک پیکٹ، کھویا ڈیڑھ پاؤ، تازہ کریم ایک کپ، چینی حسب ذائقہ، بادام سو گرام، پستہ سو گرام، الائچی پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ، کیوڑہ حسب ضرورت، گھی آدھا کپ۔

ترکیب: ایک پیکٹ سویاں گرم پانی میں ایک منٹ کے لیے ابال لیں اور پانی سے نکال لیں۔ اس کے بعد ایک برتن میں آدھا کپ گھی گرم کرکے اس میں یہ سویاں شامل کردیں۔ ایک سے دو منٹ تک بھوننے کے بعد اس میں کھویا اور کریم شامل کردیں اور دوبارہ ایک سے دو منٹ تک بھونیں۔ بھوننے کے بعد جب کھویا اور کریم یک جان ہوجائیں تو پھر اس میں چینی اور الائچی پاؤڈر شامل کردیں۔ چند منٹ اس کو پکانے کے بعد اس میں باریک کٹے ہوئے پستہ، بادام اور کیوڑا شامل کردیں۔ آپ کی مزیدار کھویا سویاں تیار ہیں۔ اس میں دودھ کا استعمال نہیں ہوتا۔

کلیجی آلو فرائی

اشیاء: کلیجی آدھا کلو، ٹماٹر (کیوب کرلیں) دو عدد، نمک حسب ذائقہ، آلو (کیوب کرلیں) دو عدد، لال مرچ پاؤڈر ڈیڑھ چائے کا چمچ، گردے چار عدد، ہرا دھنیا (کٹا ہوا) ایک چائے کا چمچ، ہری مرچیں (بڑی) چار عدد (لمبائی میں کاٹ لیں)، تیل آدھا کپ، ادرک لہسن پیسٹ ایک چائے کا چمچ، ہلدی پاؤڈر پاؤ چائے کا چمچ، کالی مرچ پاؤڈر حسب ذائقہ۔

ترکیب: کلیجی اور گردوں کو اچھی طرح سے دھوکر ادرک لہسن، لال مرچ، ہلدی، نمک لگا کر آدھا گھنٹہ رکھیں۔ فرائی پین میں تیل گرم کرکے یہ مکسچر ڈالیں ساتھ ہی آلو کے کیوب بھی شامل کردیں۔ آنچ پہلے ہلکی رکھیں تاکہ کلیجی گل جائے۔ تھوڑی دیر بعد پانی خشک ہو تو ٹماٹر، تین عدد مرچ ڈالیں اور اچھی طرح سے بھون لیں اور ساتھ ہی کالی مرچ مکس کریں۔ اس کے بعد آدھا ہرا دھنیا ڈالیں اور بھونیں جب خوشبو آئے تو چولہا بند کردیں۔ سرو کرتے وقت ہرا دھنیا، ہری مرچ اور لیموں سے گارنش کریں۔ ساتھ دہی کا رائتہ رکھیں۔ یہ بغیر روٹیوں کے بھی کھایا جا سکتا ہے۔ بچوں کے لئے لال مرچ کی جگہ صرف کالی مرچ استعمال کریں۔

☆ اگر چاولوں کو دھونے کے بعد وہ پانی ایک برتن میں جمع کرکے گھریلو پودوں میں ڈالا جائے تو ان کی بہترین نشوونما ہوتی ہے۔

☆ اگر دانت میں درد ہو تو چند میتھی دانوں کو دو گلاس پانی کے ساتھ ابال لیں۔ اس نیم گرم پانی سے کلیاں کریں دانت کا درد فوراً ختم ہوجائے گا۔

☆ صابن کے بچ جانے والے ٹکڑوں کو جمع کرکے ایک برتن میں پانی بھر کر اس میں ڈال دیں۔ دو دن بعد ان ٹکڑوں کی لئی بن جائے گی۔ اس کو ایک بوتل میں رکھ لیں اور فرش دھونے کے کام میں لائیں۔ فرش چمک کے ساتھ خوشبو بھی دے گا۔

گھریلو تنازعات کا ذمہ دار کون؟

رشتہ ازدواج تقریباً ہر انسان کی زندگی کا اہم اور مقدس ترین رشتہ ہوتا ہے۔ جہاں شادی کے بعد مرد اپنی معاشی و معاشرتی زندگی میں تبدیلی محسوس کرتا ہے تو دوسری طرف عورت بھی اپنے بابل کا گھر چھوڑ کر نئے ماحول میں قدم رکھتی ہے۔ یہاں دونوں کی زندگی نیا رخ اختیار کرتی ہے۔ نئی بہاریں جنم لیتی ہیں لیکن اگر شوہر اور بیوی دونوں اپنی اپنی ذمہ داریاں سمجھتے ہوئے ایک دوسرے کی جذباتی ونفسیاتی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے زندگی گزاریں تو یہی بہاریں سدا بہار رہتی ہیں اور اگر دوسرے فریق کو اپنی اولیٰ ضرورت سمجھتے ہوئے اپنی ذات کو تمام غلطیوں سے مبرا سمجھا جائے تو یہی بہاریں نہایت ناگوار روپ اختیار کرلیتی ہیں بلکہ بچوں کی شخصیت میں بھی تخریبی کاروائی کرڈالتے ہیں۔ اکثر شادی شدہ جوڑوں کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ ان میں ذہنی ہم آہنگی کا فقدان ہوتا ہے۔ شوہر اپنی تمام تر الجھنوں کا موجب اپنی بیوی کو سمجھتا ہے اور دوسری طرف بیوی گھریلو ناچاقی کا ذمہ دار اپنے شوہر کو ٹھہراتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ازدواجی ناچاقی گھریلو تنازعات کے ذمہ دار دراصل شوہر اور بیوی دونوں ہی ہوتے ہیں لیکن صرف اپنی ذاتی ''انا'' کی وجہ سے ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔

بیوی کے خیال میں شادی کے بعد اس کا شوہر صرف اس کا شوہر ہی باقی رہ جاتا ہے اور اس کے باقی ماندہ تمام رشتے شادی ہوتے ہیں ختم ہوجاتے ہیں لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہوتا۔ شادی ہونے کے بعد مرد کی معاشرتی ذمہ داریاں پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ یہاں اگر ہر شوہر تمام حقوق مناسب طریقے سے تقسیم کرے تو سب خوش رہتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ماں باپ، بہن بھائی کے اپنے کچھ حقوق مختص ہوتے ہیں جب کہ بیوی اور بچوں کے چند اور حقوق ہیں لہٰذا حقوق کی مناسب تقسیم ہونی چاہیے۔ شوہر صرف اپنی بیوی کا ہو کر رہ جائے تو اس کا یہ طرزِ عمل اس کے ماں باپ کے لئے ناقابلِ برداشت ہوگا کیوں کہ مرد کو کسی قابل بنانے میں اس کے ماں باپ بنیادی کردار ادا کرتے ہیں لہٰذا ماں باپ بھی اپنے بیٹے کی مکمل توجہ چاہتے ہیں لیکن اگر ماں باپ کی عزت و تکریم میں بیوی کو یکسر نظر انداز کردیا جائے تو اس کا یہ طریقہ اس کی بیوی کی خواہشات کے عین منافی ہوگا کیوں کہ جب ایک لڑکی اپنے تمام گھر بار کو چھوڑ کر ایک مرد کے ساتھ وابستہ ہوجاتی ہے تو اس کی سماجی، معاشی اور نفسیاتی خواہشات کا ذمہ دار اس کا شوہر ہوتا ہے اور یہ ایک سماجی ذمہ داری ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے حقوق وخواہشات کا ضامن ہو۔

ازدواجی ناچاقی میں دوسرا اہم کردار بیوی کا ہوتا ہے۔ ایک عورت خصوصاً ایک بیوی کی زبان دراصل اس کے تمام حقوق اور وقار کی محافظ ہوتی ہے اور اس کی ذرا سی تلخی ازدواجی الجھنوں کو مزید طول دے سکتی ہے اور خاص طور پر اس کی تلخی اس کے شوہر کی ''انا'' کو مزید بھڑکا سکتی ہے جو کسی طرح بھی ایک مشرقی بیوی کے مفاد میں نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر شوہر اور بیوی ایک دوسرے کا انفرادی حق چھیننے کی کوشش نہ کریں، ایک دوسرے سے تصنع یا بناوٹ کا سلوک نہ کریں بلکہ اگر کوئی شکایت ہے تو اس کی خلوص اور محبت کے ساتھ دور کریں۔ غلط فہمیوں کو طول نہ پکڑنے دیں۔ ایک دوسرے پر اعتماد کریں۔ انا اور اقدار کو اپنی انفرادی ذات پر غالب نہ آنے دیں اور اگر ہر مسئلے کو انصاف، سچائی سے سلجھائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کے درمیان ازدواجی ہم آہنگی برقرار نہیں رہے۔ اگر شوہر اور بیوی خدمت اور محبت کے اصولوں کو اپنائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ایک دوسرے کے دلوں میں جگہ نہ حاصل کرلیں کیونکہ

''جو دل سے خدمت کرتا ہے وہ دل کو فتح کرلیتا ہے — جو دل سے محبت کرتا ہے وہ دنیا جیت لیتا ہے''

کورونا وائرس کا مقابلہ قومی عزم اور ہمت سے ممکن ہے

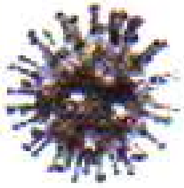

نوول کورونا وائرس

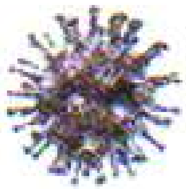

خود کو اور دوسروں کو بچانے کے لئے چند تدابیر

☆ بخار، کھانسی اور سانس لینے میں دشواری کی صورت میں ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

☆ کھانسنے یا چھینکنے کے دوران ناک منہ کو ٹشو یا کسی کپڑے سے ڈھانپ کر رکھیں۔

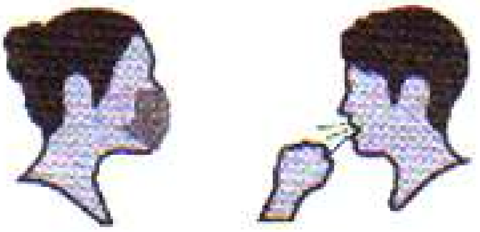

☆ استعمال کے بعد ٹشو کو مناسب طریقے سے ضائع کریں۔

☆ ہاتھوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔

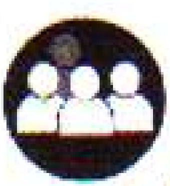

☆ اگر کسی کو نزلہ، زکام ہے تو دوسرے لوگوں سے کم از کم ایک میٹر کے فاصلے پر رہیں۔

☆ گندے ہاتھوں سے آنکھ، ناک یا منہ کو مت چھوئیں۔

☆ اپنی حفاظت کے لئے فیس ماسک استعمال کیا جا سکتا ہے۔

☆ صحیح طریقے سے پکے ہوئے انڈے، مرغی، مچھلی، گوشت سے بیماری پھیلنے کا خدشہ نہیں ہے۔

لہٰذا ملک کے ہر شہری اور برادری کو عدم سنجیدگی اور لاپروائی کو قطعی ترک کر کے بلا تاخیر تمام احتیاطی تدابیر کو قومی فریضہ سمجھتے ہوئے پورے اہتمام سے اختیار اور عمل کرنا چاہیے۔

اگر ہم سب عمل نہیں کریں گے تو قومی یکجہتی کی حقیقی اور پائیدار فضا کا فروغ پانا محال ہوگا۔ اس موذی مرض سے بچنا مشکل ہوگا۔

آیئے ہم اس کورونا وائرس کے خاتمے کے لئے اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کریں۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا کثیرالاشاعت ترجمان

ماہنامہ میمن سماج کراچی

بانٹوا میمن برادری کے ترجمان ماہنامہ میمن سماج کراچی میں تاریخ وثقافت کے تحقیقی وعلمی مضامین، انٹرویو فیچر، احوال، سماجی وفلاحی موضوعات پر معیاری معلومات کے خزانوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ ماہنامہ میمن سماج، بانٹوا میمن برادری کا واحد ترجمان ہے جو گزشتہ 66 سال سے برادری کی صحافتی، معاشرتی، سماجی اور ادبی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس مفید اور معلومات افزا ماہنامے کو یہ وصف حاصل ہے کہ یہ میمن اور خصوصاً بانٹوا میمن برادری کی نوجوان نسل کی رہنمائی کرتا اور علم وآگہی دیتا ہے۔ رسالے کو جاری وساری رکھنے کے لئے اس کی ایک سال کی سالانہ خریداری، پیٹرن فیس، لائف ممبرشپ حاصل کرکے تعاون فرمائیں۔

اس رسالے کے چند اہم فیچر

- ☆ مذہبی مضامین
- ☆ اہم شخصیات کے تعارف
- ☆ کتابوں اور مجلوں پر تبصرے
- ☆ آئی ٹی، کیریئر گائیڈنس، جاب کے موضوع پر مضامین
- ☆ انٹرویو فیچر، یوتھ کے موضوع پر اہم مضامین
- ☆ نظمیں اور غزلیں
- ☆ مضامین اور دلچسپ کہانیوں کے ترجمے
- ☆ خوش ذائقہ کھانوں کی ترکیبیں
- ☆ طنز ومزاح کے مضامین
- ☆ برادری کے فلاحی اور رفاہی اداروں کا تعارف
- ☆ تاریخی اور سائنسی مضامین
- ☆ تقاریب کی رپورٹیں

ماہنامہ میمن سماج، بانٹوا میمن جماعت کا ایک اہم جریدہ ہے۔ اس کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کیجئے۔ اس کو مالی طور پر مستحکم کرنے اور اس کے ادارتی اور اشاعتی کام کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے اپنی مصنوعات کے اشتہارات عنایت فرمایئے تاکہ ایک طرف اس کی سرپرستی بھی ہوجائے اور دوسری طرح آپ کی مصنوعات کی تشہیر بھی۔

- ☆ آپ از راہ کرم اس نیک کام میں آگے آیئے اور رسالے کی ممبرشپ حاصل کیجئے۔
- ☆ آپ اپنی فرصت میں صرف اپنی برادری کے رسالے ماہنامہ میمن سماج کا مطالعہ کیجئے۔
- ☆ فی شمارہ ---------------- 50/- (پچاس روپے)
- ☆ ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ) بننے کے لئے 500/- (پانچ سو روپے)
- ☆ لائف ممبر بننے کے لئے 4,000/- (چار ہزار روپے)
- ☆ پیٹرن (سرپرست) بننے کے لئے 10,000/- (دس ہزار روپے)

ماہنامہ میمن سماج کی طباعت میں اخراجات کے اضافے کی وجہ سے رقم (قیمت) میں تبدیلی کی گئی ہے چونکہ کاغذ کی شدید گرانی اور پرنٹنگ کے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی رسالے کی قیمت میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جماعت کی جانب سے برادری کے خواتین وحضرات سے مودبانہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ ماہنامہ میمن سماج کے سالانہ خریدار، لائف ممبر اور پیٹرن بن کر اس کو مضبوط اور مستحکم بنانے میں ہم سے بھرپور تعاون فرمائیں۔ لہٰذا ماہنامہ میمن سماج کراچی کے خریدار بنیئے۔ اس کا مطالعہ کیجئے اور برادری کی سماجی اور فلاحی سرگرمیوں سے واقفیت حاصل کیجئے۔

پتا: ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ نزد ولیکا مینشن کراچی

فون 32728397 - 32768214

ای میل: bantvamemonjamat01@gmail.com

ہنسی کے گول گپے

پچیس سال

☆ایک لڑکی نے دوسری لڑکی سے کہا: میں نے تہیہ کرلیا ہے کہ جب تک پچیس سال کی نہیں ہو جاؤں گی شادی نہیں کروں گی۔ دوسری لڑکی بولی: اور میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ جب تک میری شادی نہیں ہو جائے گی پچیس سال کی نہیں ہوں گی۔

نوکری

☆نوکری کا امیدوار (کارخانہ کے مالک سے): صاحب اپنے ہاں کوئی نوکری دے سکتے ہیں؟ مالک: نہیں پہلے ہی میرے ہاں اتنے آدمی ہیں کہ گن بھی نہیں سکتا۔ امیدوار: بس تو مجھے انہیں گننے کی ہی نوکری پر لگا دیجئے۔

ٹکٹ

☆ایک نوجوان اپنے باپ کی صلاحیتوں کی تعریف کرتے ہوئے کہنے لگا: میرا باپ شیر کی طرح دلیر، گھوڑے کی طرح طاقتور اور ہاتھی کی طرح سمجھدار ہے۔ اس پر اس کے ساتھی نے پوچھا: اور تمہارے باپ کو دیکھنے کا ٹکٹ کتنے کا ہوگا؟

موم بتی

☆ایک پاگل (دوسرے پاگل سے) لائٹ نہیں ہے تو پنکھا ہی چلا دو۔ دوسرا پاگل: کردی نا بے وقوفوں والی بات! اگر پنکھا چلا دیا تو موم بتی بجھ جائے گی پھر کیا کرو گے اندھیرے میں؟

دلدل

☆استاد (شاگرد سے) ہندی میں پارٹی کو دل کہتے ہیں بتائیے کی دل کی جمع کیا ہے؟ شاگرد: دلدل۔

لائٹ

☆ (ایک لڑکا اپنے دوست سے) میری قسمت بہت اچھی ہے۔ دوست: وہ کیسے؟ لڑکا: ابو جب بھی مجھے پڑھنے کا کہتے ہیں لائٹ چلی جاتی ہے۔

درد

☆ ایک کنجوس نے تقریب میں ڈاکٹر کو دیکھا تو پوچھا: ''اگر میرے گلے میں درد ہو جائے تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟'' ڈاکٹر (جو اس کی کنجوسی سے واقف تھا) نے فوراً جواب دیا: ''اشاروں میں بات کرنی چاہیے''

ہاتھ

☆استاد: (شاگرد سے) کیا تم نے ہوم ورک کرلیا ہے؟ شاگرد: جی نہیں۔ استاد: تو پھر مار کھانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ شاگرد: ہاتھ دھو کر آتا ہوں امی کہتی ہیں کوئی چیز کھانے سے پہلے ہاتھ ضرور دھو لیا کرو۔

ڈیوٹی

☆بچہ (سپاہی سے) تم بہت ڈیوٹی فل معلوم ہوتے ہو؟ سپاہی: وہ کیوں؟ بچہ: اس لیے کہ تم ہر وقت ڈیوٹی کے بہانے بندوق اٹھائے پھرتے ہو۔

اخبار

☆ ایک اخبار میں خبر چھپی۔ اس شہر کے نصف لوگ بے وقوف ہیں۔ خبر پڑھ کر شہر کے بہت سے لوگ اخبار کے دفتر میں گئے اور ایڈیٹر سے احتجاج کیا۔ دوسرے دن اس خبر کی تصحیح یوں کی گئی اس شہر کے نصف لوگ عقلمند ہیں۔ ایڈیٹر کو اس خبر پر کوئی احتجاج موصول نہیں ہوا۔

مذاق

☆ ایک صاحب کو مذاق کی بہت عادت تھی۔ ایک دفعہ اس نے اپنے ایک دوست کو امریکہ خط بھیجا جس پر صرف یہ تحریر تھا میں خیریت سے ہوں۔ چند روز بعد اس کو ایک بھاری پارسل موصول ہوا جسے چھڑانے کے لئے کافی پیسے ادا کرنے پڑے۔ پارسل کھولا تو اس میں ایک بڑا پتھر موجود تھا جس پر دوست کی جانب سے ایک چٹ لگی تھی جس پر تحریر تھا: آپ کی خیریت کی اطلاع پا کر دل سے فکر کا یہ بھاری پتھر اتر گیا ہے۔

جھوٹ

☆ ایڈیٹر (امیدوار سے) اچھا تو تم ملازمت کرنا چاہتے ہو؟ امیدوار: جی ہاں جناب! ایڈیٹر: کبھی جھوٹ بولا ہے؟ امیدوار: جی نہیں مگر آپ کے ہاں رہ کر سیکھ لوں گا۔

بس

☆ ایک بس میں دو آدمی سفر کر رہے تھے۔ ایک نے کہا میں شاعر ہوں۔ دوسرے آدمی نے منہ پھیرتے ہوئے کہا میں بہرا ہوں۔

جواب

☆ ماں (بیٹے سے) بیٹا تم نے اپنے ماموں جان کے خط کا جواب بھیج دیا؟ بیٹا: امی آپ ہی نے تو کہا تھا کہ بڑوں کو جواب نہیں دیتے۔

سورج

☆ استاد (شاگرد سے) بتاؤ سورج دور ہے یا تمہارا گھر؟ شاگرد: میرا گھر۔ استاد: وہ کیسے؟ شاگرد: جناب سورج یہاں سے نظر آتا ہے لیکن میرا گھر نظر نہیں آتا۔

محفل

☆ دو دوست ایک محفل موسیقی میں شریک تھے۔ ایک دوست نے دوسرے دوست کو کہنی مارتے ہوئے کہا دیکھو وہ سامنے والی سیٹ پر بیٹھا شخص موسیقی سے لطف اندوز ہونے کی بجائے سو رہا ہے۔ دوسرا دوست (بگڑتے ہوئے) یار! چھوڑو بھی اتنی سی بات کہنے کے لیے مجھے جگانے کی کیا ضرورت تھی۔

تولیہ

☆ گاہک (ہوٹل کے مالک سے) یہ تولیہ بہت گندہ ہے، یہ ہاتھ صاف کرنے کے قابل نہیں ہے۔ مالک: جناب! صبح سے سو آدمی اس سے ہاتھ صاف کر چکے ہیں، کسی نے کوئی شکایت نہیں کی ہے۔

☆☆☆☆☆

Printed at: **Muhammed Ali -- City Press**
OB-7A, Mehersons Street, Mehersons Estate,
Talpur Road, Karachi-74000. PH : 32438437
Honorary Editor: **Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia**
Published by: **Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu**
At **Bantva Memon Jamat (Regd.)**
Near Raja Mansion, Beside Hoor Bai Hajiani School, Yaqoob Khan Road, Karachi.
Phone: 32728397 - 32768214 - 32768327
Website : www.bmjr.net Email:donate@bmjr.net

رشتے جو طے ہوئے

منگنیاں

اپریل 2021ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
1	محمد فہد محمد جنید جان محمد ڈنڈیا کا رشتہ سارہ احمد عبدالعزیز میسور والا سے طے ہوا	یکم اپریل 2021ء
2	عبدالباسط محمد سلیم عبدالشکور کا رشتہ سنبل سلیم عبدالغفار بلوانی سے طے ہوا	یکم اپریل 2021ء
3	عبداللہ عمران ابراہیم کیسودیا کا رشتہ انشراح محمد عقیل عبدالعزیز نور محمد ڈنڈیا سے طے ہوا	یکم اپریل 2021ء
4	عبدالصمد ڈاکٹر محمد فاروق حاجی اسماعیل باواڈوسا کا رشتہ انیقہ عبدالباسط عبدالرزاق کھاتانی سے طے ہوا	2اپریل 2021ء
5	محمد شہروز محمد فاروق عبدالغفار کا رشتہ عدیبہ مہران عبدالجبار روجکی سے طے ہوا	2اپریل 2021ء
6	انیق علی محمد توفیق محمد صدیق دھامیا کا رشتہ اقصیٰ محمد اسماعیل محمد عمر سے طے ہوا	2اپریل 2021ء
7	محمد علی محمد الطاف عبدالغنی کیسودیا کا رشتہ زینب عروبہ فاروق رحمت اللہ اڈوانی سے طے ہوا	3اپریل 2021ء
8	محمد یوسف عبدالغنی علی محمد سوٹا کا رشتہ زبیدہ کنول محمد قدوس محمد یوسف کھدبائی سے طے ہوا	3اپریل 2021ء
9	مدثر محسن ابراہیم علی بالا گام والا کا رشتہ نمرہ نعیم قاسم کھاٹلا والا سے طے ہوا	3اپریل 2021ء
10	محمد انس محمد اسحاق محمد اسماعیل کھاتانی کا رشتہ عروج محمد امجد محمد انور جانو سے طے ہوا	6اپریل 2021ء
11	عبدالصمد عبدالجبار موسیٰ جانگڑا کا رشتہ ربیعہ عبدالرزاق جان محمد گوگیتا سے طے ہوا	6اپریل 2021ء
12	فیضان محمد رفیق عبدالستار بھوری کا رشتہ نمرہ یاسین عزیز جانگڑا سے طے ہوا	7اپریل 2021ء
13	محمد عون محمد حنیف محمد صدیق لودھا والا کا رشتہ عائشہ محمد عمران عبدالرزاق کاپڑیا سے طے ہوا	7اپریل 2021ء
14	محمد بلال محمد شکیل اسماعیل کا رشتہ مریم محمد عرفان حاجی عبدالستار چھنی سے طے ہوا	7اپریل 2021ء
15	عبدالمعیم عبدالستار ولی محمد کندوئی کا رشتہ ایمن آفتاب ولی محمد راوڈا سے طے ہوا	8اپریل 2021ء
16	محمد بلال محمد حنیف عبدالرحمٰن گھانی والا کا رشتہ مسکان محمد سلطان محمد سلیمان ایدھی سے طے ہوا	9اپریل 2021ء
17	فرقان محمد اشرف حاجی موسیٰ کھاتانی کا رشتہ تسمینہ جاوید عبدالرزاق لی لی سے طے ہوا	9اپریل 2021ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
18	حمزہ سہیل عبدالغفار جانگڑا کا رشتہ آصفہ محمد فاروق یوسف سے طے ہوا	10 اپریل 2021ء
19	اسامہ محمد انور محمد عمر کا رشتہ وریشہ محمد انور محمد حسین آکھائی سے طے ہوا	10 اپریل 2021ء
20	محمد صادق محمد ساحن محمد یونس جمال کا رشتہ شفا محمد زبیر رحمت اللہ داگیر سے طے ہوا	10 اپریل 2021ء
21	جواد حاجی جاوید حاجی یونس گنگ کا رشتہ اقرا محمد صدیق احمد سے طے ہوا	10 اپریل 2021ء
22	عامر محمد انور منصور محمود عبدالرحمن کا رشتہ صائمہ محمد اقبال رحمت اللہ شیخا سے طے ہوا	10 اپریل 2021ء
23	مصطفیٰ محمد اقبال رحمت اللہ کاچریا کا رشتہ شفا عبدالقادر ستار محمد موسانی سے طے ہوا	12 اپریل 2021ء
24	علی رضا محمد وسیم محمد حسین ایدھی کا رشتہ عریبہ یاسین امان اللہ موتی سے طے ہوا	12 اپریل 2021ء
25	محمد حسن عبدالقادر عبدالستار تولہ کا رشتہ سمیعہ محمد شفیع عبدالمناف موتی والا سے طے ہوا	12 اپریل 2021ء
26	محمد شایان محمد حنیف حاجی حبیب لدھا کا رشتہ عائشہ محمد سلیم حاجی طیب چکنا سے طے ہوا	13 اپریل 2021ء
27	اسامہ غلام قادر عبدالغنی سوناکا رشتہ ماہین فاطمہ محمد عرفان عبدالعزیز میسیا سے طے ہوا	15 اپریل 2021ء
28	محمد شہروز حاجی محمد سلیم عبدالرزاق میندھا کا رشتہ مدیحہ محمد علی عبدالرزاق موتی سے طے ہوا	18 اپریل 2021ء
29	مہیت سکندر عبدالستار اوتھا کا رشتہ قراۃ العین محمد شریف عبدالرزاق سلات سے طے ہوا	20 اپریل 2021ء
30	محمد بلال محمد زبیر عبداللطیف سمیگا والا کا رشتہ سمیعہ ہاشم عبداللہ بہرا سے طے ہوا	20 اپریل 2021ء
31	اویس عبدالکریم محمد اسماعیل بھوریا کا رشتہ ندا محمد انور علی محمد عبدالشکور کھڑیا والا سے طے ہوا	24 اپریل 2021ء
32	متین محمد فاروق ابا علی بلوانی کا رشتہ کنول اقبال حسین لدھا سے طے ہوا	27 اپریل 2021ء
33	اسامہ علی رضا محمد رفیق جان محمد جانگڑا کا رشتہ مسکان محمد شاہد عبدالشکور دھامیا سے طے ہوا	28 اپریل 2021ء
34	محمد عثمان محمد یوسف قاسم دوجکی کا رشتہ نعیمہ محمد ریاض محمد ہارون بھوت سے طے ہوا	29 اپریل 2021ء

جماعت کے منصوبوں اور سرگرمیوں کے متعلق

آپ کی واقفیت ضروری ہے

جو رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے

(شادی خانہ آبادی)

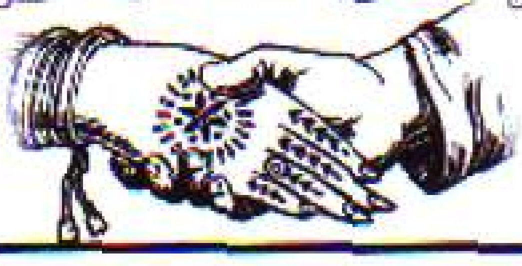

اپریل 2021ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
1	شایان عدیم حاجی ذکر دیوان کی شادی صفا امین عبداللطیف شیرڑی والا سے ہوئی	کیم اپریل 2021ء
2	عبدالحسیب الطاف احمد محمد عمر موسانی کی شادی اریبہ عامر حاجی عبدالعزیز دادا سے ہوئی	2 اپریل 2021ء
3	محمد سدیس جنید عبدالغنی ورند کی شادی ہمنہ سلمان قاسم محمدی سے ہوئی	2 اپریل 2021ء
4	حنظلہ حنیف محمد احمد کابلا کی شادی مریم محمد عرفان عبدالرزاق بلوانی سے ہوئی	2 اپریل 2021ء
5	محمد بلال محمد ظہیر قاسم ردجکی کی شادی حفصہ محمد توفیق عبداللہ کالیا سے ہوئی	2 اپریل 2021ء
6	نوید ابا حسین محمد عمر حتی والا کی شادی ثمن محمد زبیر عثمان سوجرا سے ہوئی	2 اپریل 2021ء
7	زبیر محمد حنیف حاجی ابا حسین کوڈ والا کی شادی انعم محمد امین محمد شفیع عیسانی سے ہوئی	3 اپریل 2021ء
8	محمد حسیب محمد اویس محمد صدیق اڈوانی کی شادی سعیدہ نور محمد ولی محمد کندوئی سے ہوئی	3 اپریل 2021ء
9	عبدالصمد ڈاکٹر محمد فاروق حاجی اسماعیل باوا ڈوسا کی شادی اشفیہ عبدالباسط عبدالرزاق کھاتانی سے ہوئی	9 اپریل 2021ء
10	مصطفیٰ محمد رفیق اسماعیل کھاتانی کی شادی عائشہ عبدالعزیز عبداللہ سورٹھیا سے ہوئی	11 اپریل 2021ء
11	زید ریاض محمد اقبال کھڑیا والا کی شادی دانیہ محمد ریاض محمد صدیق میاری والا سے ہوئی	18 اپریل 2021ء
12	محمد عدنان محمد اقبال احمد کابلا کی شادی انعم محمد حنیف جان محمد بلوانی سے ہوئی	30 اپریل 2021ء
13	عصید الرحمٰن محمد عمران جان محمد تجوری والا کی شادی اریبہ عبدالغنی حاجی سلیمان تجوری والا سے ہوئی	30 اپریل 2021ء

کچی منگنی

اپریل 2021ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
1	راحیل محمد آصف محمد عمر بھٹکیا کا رشتہ عائشہ محمد ایوب محمد ہاشم سے طے ہوا	15 اپریل 2021ء

نادل کورونا وائرس وباء سے اپنا بچاؤ اور احتیاط کریں

بانٹوا میمن جماعت آفس میں تشریف لانے والوں (مرد اور خواتین) کے لئے

ضروری گزارش

موجودہ نادل کورونا وائرس وباء کے باعث ہم سب کو احتیاط کرنا لازمی ہے۔ جماعت کے معزز عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین کی جانب سے ہدایت کی جاتی ہے۔ جماعت کے دفتر میں داخلہ کی اجازت فیملی کے ایک فرد کو ہے اور بچوں کا داخلہ سخت منع ہے۔ داخلہ کے لئے ضروری ہے کہ اس نے ماسک پہنا ہو اور ہاتھوں کو Sanitizer کر کے دفتر میں داخل ہوں۔ دوسری بات یہ کہ خواتین اپنے مرحومین کے گھر "سوئم۔ قرآن خوانی" میں جانے کے بعد وہاں فاصلہ رکھیں اور ماسک پہن کر شرکت کریں۔ احتیاط بے حد ضروری ہے۔

نیک خواہشات

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

اعزازی جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

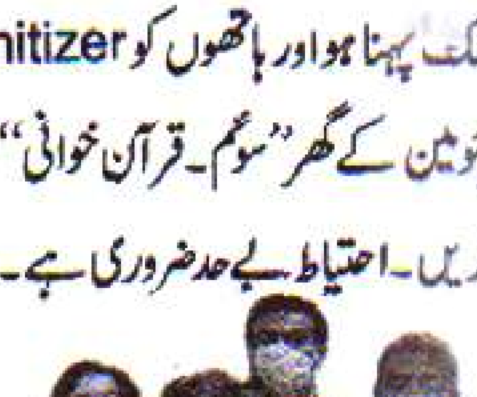

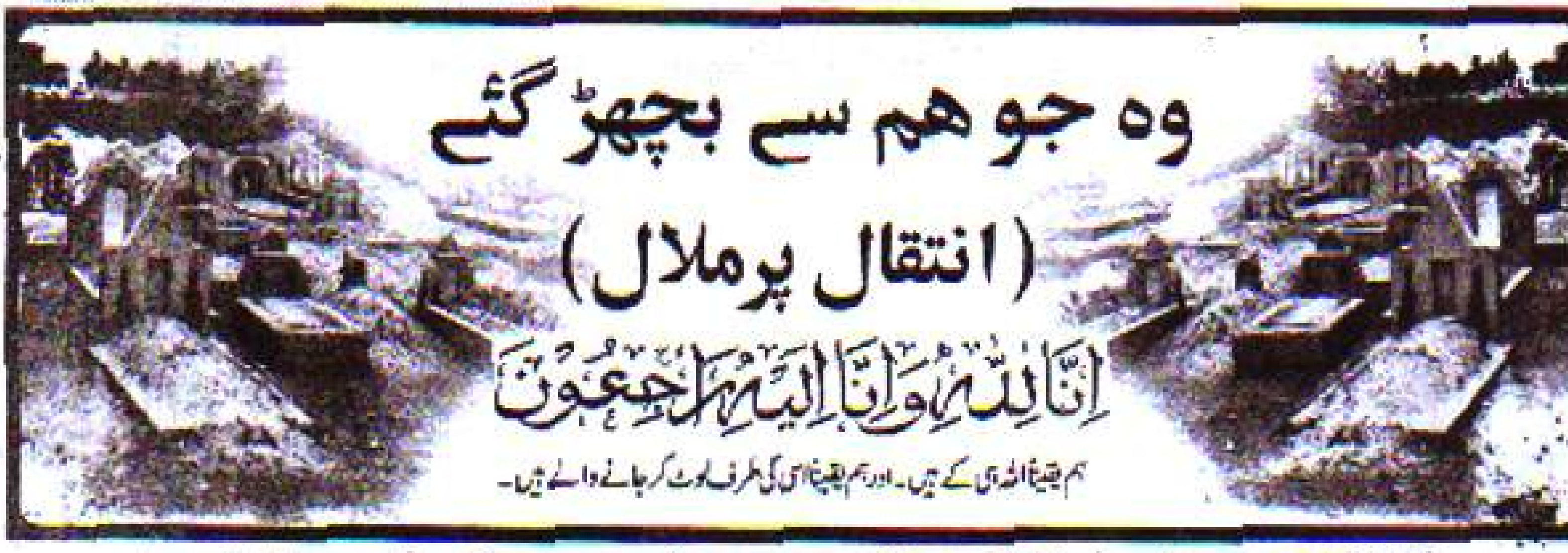

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے موصولہ مرحومین کی فہرست کا ترجمہ

کیم اپریل 2021ء ---30 اپریل 2021ء ٹیلی فون نمبر: بانٹوا انجمن حمایت اسلام 32202973

تعزیت: ہم ان تمام بھائیوں اور بہنوں سے دلی تعزیت کرتے ہیں جن کے خاندان کے افراد اللہ رب العزت کے حکم سے انتقال کر گئے۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

صدور، جنرل سیکریٹری اور اراکین مجلس منتظمہ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

نوٹ: مرحومین کے اسمائے گرامی بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے "شعبہ تجہیز و تکفین" کے اندراج کے مطابق ترجمہ کرکے شائع کئے جا رہے ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
-1	2 اپریل 2021ء	محمد حنیف ابا علی کابلا	58 سال
-2	4 اپریل 2021ء	نرگس حاجی حسین پولانی زوجہ محمد شفیع وکیل	59 سال
-3	4 اپریل 2021ء	زہرہ عبدالغنی الانا زوجہ محمد یوسف کھانانی	70 سال
-4	5 اپریل 2021ء	محمد ہارون داؤد سون	80 سال
-5	7 اپریل 2021ء	عبدالعزیز محمد عثمان پولانی	83 سال
-6	8 اپریل 2021ء	نور النساء احمد باٹلی والا زوجہ غلام حسین جانگڑا	76 سال
-7	9 اپریل 2021ء	یاسر عمر احمد کارا	62 سال
-8	9 اپریل 2021ء	دلاور (آصف) سلیمان کھانانی	40 سال
-9	13 اپریل 2021ء	امان اللہ اسماعیل پیریا	65 سال
-10	13 اپریل 2021ء	ارم امان اللہ تولہ زوجہ رئیس ککسر اوالا	48 سال
-11	15 اپریل 2021ء	ارم حنہ جیانی محمد یعقوب بکھائی زوجہ احمد رضا یار کچھ	26 سال
-12	16 اپریل 2021ء	فاروق محمد موتی	83 سال

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
13-	17 اپریل 2021ء	بلقیس حبیب محمد زوجہ محمد اقبال ناکراوالا	75 سال
14-	17 اپریل 2021ء	محمد اسماعیل موسیٰ بیجوڑا	55 سال
15-	18 اپریل 2021ء	محمد اقبال صالح محمد چشتی	65 سال
16-	21 اپریل 2021ء	شبینہ محمد موسانی زوجہ فیضان جھنڈیا	23 سال
17-	22 اپریل 2021ء	مریم ابا عمر سائنڈھیا والا زوجہ عبدالرشید ٹی ٹی	54 سال
18-	23 اپریل 2021ء	محمد نظیر رحمت اللہ کندوئی	68 سال
19-	25 اپریل 2021ء	فرحانہ سلیم ٹی ٹی زوجہ آصف عبداللہ سامل	45 سال
20-	25 اپریل 2021ء	محمد حنیف موسیٰ عبدالرحمٰن اوساوالا	60 سال
21-	25 اپریل 2021ء	داؤد حاجی عمر خمیسہ	89 سال
22-	25 اپریل 2021ء	منیر رحمت اللہ کھانانی	46 سال
23-	27 اپریل 2021ء	محمد زبیر رحمت اللہ کٹیا	62 سال
24-	28 اپریل 2021ء	عبدالوہاب ابا علی دوجکی	67 سال
25-	29 اپریل 2021ء	حاجی غلام حسین عمر عبداللہ جاگڑا	84 سال
26-	29 اپریل 2021ء	ابوبکر عمر دادا	80 سال

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

برادری سے پرزور اپیل

بانٹوا میمن برادری سے اپیل کی جاتی ہے کہ آپ کے یہاں ہونے والی ہر خوشی کے موقع پر مہمانوں کو دعوت کا کھانا کھلانے کی ابتداء رات 10 بجے سے شب 10.30 بجے کے دوران کردیں تاکہ مہمانوں کو تکلیف سے نجات ملے اور موجودہ خراب اور غیر محفوظ حالات میں وہ بروقت اپنے اپنے گھروں کو پہنچ سکیں۔

آپ کے تعاون کا طلب گار

اعزازی جنرل سیکریٹری

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

વડીલો બાળકોને ઈદી સાથે ભેટ-સોગાદો પણ આપે છે જેથી એમનામાં ખુશીની લ્હેર દોડી જાય છે અને ભારે ખુશી અનુભવે છે અને ઈદીની રકમ ગણાતા રહે છે.

સમી સાંજે બધા જણ ફેમિલી સાથે સહેલસપાટા માટે બહાર નીકળી પડે છે. ફરવાના સ્થળો પાર્કનું રૂખ કરે દરેક ફરવાના સ્થળે ભારે ભીડ હોય સમુદ્રી પટ્ટી ઉપરે તો લોકો ઉમટી પડે છે અને રાત્રીનું જમણ બહાર ફૂડ સેન્ટરો, હોટલો, સી ભીઝ તેમજ બીજા ઠેકાણે કરે છે અને મોડી રાત્રે ઘરે પાછા ફરે છે અને આમ ઈદનો આનંદ ખૂબ જ માણે છે.

વિશ્વભરના મુસલમાનો પુરૂષો-મહિલાઓ-બાળકો વડીલો બધા જણાએ રમઝાનુલ મુબારકબાદ અલ્લાહ તઆલા તરફથી રોઝેદારો-ઈબાદતગુઝારો ઝકાત-સદકો ફીત્ર કાઢનારાઓ માટે અણમોલ ભેટ ઈદુલ ફિત્રને ખૂબજ આનંદ અને ઉત્સવ સાથે ઉજવે છે. ઈદુલ ફિત્રની ફઝીલતો અને રહેમતોનું પણ ભરપૂર લાભ ઉપાડે છે. ઈદના ત્રણ દિવસ આનંદ ઉલ્લાસ સાથે ભારે ધામધૂમ ઉજવણી કરે છે.

અલ્લાહ તઆલા આપણા બધાને આવી અને ઈદુલ ફીત્રની ખુશીઓ નસીબ કરે આમીન.

(Memo Samaj - June 2016)

ઝીંદગીમાં આટલું યાદ જરૂર રાખો

૧) માતા-પિતા ક્રોધી છે, પક્ષ પાતી છે, એમનો સ્વભાવ વહેમી છે એ બધુ બે નંબરમાં છે.... પણ એ મા-બાપ છે તે એક નંબરમાં છે....

૨) બીજાનો દોષ કાઢતા પહેલા પોતાના દોષ જુઓ.

૩) દુઃખમાં રહેવું સહેલું છે, દુઃખો સામે લડવું સહેલું છે. પણ દુઃખને હસતાં હસતાં સહેવું ખૂબ મુશ્કેલ છે.

૪) જમીન જો એના ખોદનારને પાણી આપે છે તો પછી આપણે તો માણસ છીએ ! આપણું ''ખોદે'' એને આપણે પ્રેમ કેમ ન આપીએ ?

૫) મન સ્વસ્થ રહે તો દુઃખમાં દિવાળી અને મન અસ્વસ્થ રહે તો સુખમાં હોળી.

૬) તમે આમ બોલ્યા હતા.... એમ કહેવાને બદલે હું આમ સમજ્યો હતો.... એક કહેવા લાગીશું તો..... ઘણી ગેરસમજો દૂર થવા લાગશે.!!!!

૭) મુર્ખ સાથે દલીલમાં ન ઉતરતા નહિં તો લોકોને બે વચ્ચેનો ભેદ ખબર નહિં પડે.

* * *

સૂચના

કુરઆનની પવિત્ર આયતો અને હદીસો વાંચકોના દીની જ્ઞાનમાં વધારો કરવા, એમને મઝહબી માર્ગદર્શન પૂરૂં પાડવા તેમજ દીનની તબ્લીગ કરવાના હેતુથી રજૂ કરવામાં આવે છે. એમનો સંપૂર્ણ એહતેરામ જાળવવાની સો કોઈની ફરજ છે, આથી જે જગ્યાએ છપાઈ હોય એની બેહુરમતી ન થાય તેની સંપૂર્ણ કાળજી લેવા વિનંતી કરવામાં આવે છે.

રોઝેદારો માટે પરવરદિગારની અનમોલ ભેટ

ઈદુલ ફિત્ર

★ રોઝેદારો-બીન રોઝેદારો નાના બાળકો-નવયુવાનો, વડીલો બધા તેનો આનંદ માણે છે ★ સદકએ ફિત્ર આપે છે. એકબીજાને ગળે મળે છે. બાળકોને ઈદી અપાય છે. સગાસંબંધીઓના ઘરે જઈ તેમને મીઠાઈઓ અને ભેટ-સોગાદ આપે છે. ★ નમાઝે ઈદની અદાયગી માટે મસ્જિદો, પાર્ક-ગ્રાઉન્ડ ગીચોગીચ ભરાઈ જાય છે. વિશ્વના મુસલમાનો આ તહેવાર ભારે જોશ અને જઝબા સાથે ઉજવે છે.

લેખકઃ અબ્દુલ અઝીઝ વલી (મર્હુમ)

રજબ મહિનાના આરંભથી જ દીનદારો રોઝા રાખવાની શરૂઆત કરી માહે રમઝાનની તૈયારીઓ શરૂ કરી દીએ છે. એજ રીતે રમઝાનનો આગમન થતા ઈદુલ ફિત્રની તૈયારીઓનો આરંભ થઈ જાય છે.

પ્રથમ રમઝાનથી જ મસ્જિદ નમાઝીઓથી ભરાઈ જાય છે. રોઝેદારોમાં ઈફતારી અને સેહરીની વ્યવસ્થાઓ કરાય છે. શહેરમાં ઠેકઠેકાણે ઈફતારીના સ્ટોલો, ઠંડા પીણા-શરબતની વ્યવસ્થા કરાય છે. મદ્રેસાઓ, જાહેર સ્થળો, બંગલાઓમાં ત્રણ દિવસીય, પાંચ દિવસીય તથા ૧૦ દિવસીય તરાવીહના ઈજતેમાઓ થાય છે. રમઝાનમાં દીનદારો, રોઝેદારો અલ્લાહની રહેમતો-નેઅમતોનો ભરપૂર લાભ ઉપાડે છે. બઝારોમાં રાત્રે ઈદની ખરીદારી માટે લોકો ઉમટી પડે છે.

લયલતુલ કદ્રની મુબારક રાત્રે તરાવીહમાં કુઆર્ન શરીફનું ખત્મ થાય છે. દીનદારો પૂરી રાત ઈબાદતમાં દુઆ ગુઝારે છે અને સદકો ફિત્ર આપવાનું શરૂ કરી દે છે જે ઈદની નમાઝ પહેલા અદા કરી દેવાનું હોય છે જેથી ગરીબો પણ ઈદની ખુશીઓ ઉજવી શકે.

એ જ રીતે 'ઝકાત' આપવાનું પણ રમઝાનના આગમન સાથે શરૂ થઈ જાય છે. પોતપોતાની સંસ્થાઓ માટે 'ઝકાત-ડોનેશન' ફંડ એકઠું કરનાર સેવાભાવીઓ સક્રિય થઈ સખીદાતાઓથી વધુથી વધુ પોતાની સંસ્થા માટે 'ઝકાત' મેળવવા પ્રયાસો કરે છે. એ જ રીત્રે વોલંટિયરો સદકે ફીત્ર વસુલ કરવા સંસ્થાઓ તરફથી મસ્જિદ બહાર અને ઠેકઠેકાણે સ્ટોલો લગાવી નેકીના કામે લાગી જાય છે.

રમઝાનમાં રોઝેદારો-ઈબાદતગુઝારો માટે અલ્લાહ તઆલા તરફથી અણમોલ ભેટ ઈદુલ ફિ: છે જેનો આરંભ બે રકાત નમાઝ પછી ખુત્બા ઉપરે ખલાસ થાય છે. લોકો ઉત્સાહભેર એકબીજાથી ગળે મળે છે, મુબારકબાદી આપે છે.

દરેક જણ નવા કપડા પહેરે છે. દોસ્તો-ઓળખીતાઓ અને સગાસંબંધીઓની ખબરગીરી કરે છે., એકબીજાના ઘરે મીઠાઈઓ અને કેક લઈને જાય છે, ભેટ-સોગાદો આપે છે. ઘરે આવનારાઓનું ખુશીથી સ્વાગત કરાય છે. આનંદ અને ઉલ્લાસનો આ સીલસીલો દિવસભર જારી રહે છે.

કરશે.

આપણા આ ઈદ સત્કારમાં આપણા હૃદયમાં એક એવી ભાવના જન્માવવી જોઈએ. આપણો એક એવો નિર્ધાર હોવો જોઈએ કે અમારી ખુશીમાં અમો અમારા દુ:ખી પીડિત અને નિરાધાર ભાઈ–બહેનોને શરીક કરવાનું હરગીઝ નહીં વિસરીએ.

ઈદના અવસરે મોંઘા ભપકાદાર વસ્ત્રો પરિધાન કરી આખોય દિવસ ઐશ ખુશીમાં વિતાવવા માટેની આપણી સાધન સામગ્રી પાછળ લાખો રૂપિયાનો ધુમાડો કરવામાં આપણને જરાય આંચકો નહિ લાગે, આપણી ખુશી આપણા આનંદ માટે આપણે સર્વે કાંઈ કરી છૂટીએ છીએ. આજના આ મહામૂલા અવસરને ઉજવવા માટે એનો સત્કાર કરવા માટે આપણા નિર્ધન ભાઈ–બહેનો માટે નવા તો શું પણ જુના વસ્ત્રોની એકાદ જોડ પણ નહિ હોય. એમની આંખોમાંથી ઈદ સત્કારના ઉષ્ણ અશ્રુઓ સરતા હશે, આપણને એનો અહેસાસ હોવા છતાં આપણે એ જાણતા હોવા છતાં આપણી ખુશીમાં હર્ષો ઉલ્લાસના તેઓના દુ:ખોને તેમના કરૂણ આર્તનાદોને વિસરી જઈએ તો આપણી એ ઈદની ખુશી ખરી ખુશી નથી જ.

આપણી ખરી ઈદ ઉજવણી ત્યારે જ સાચી અને શોભાયમાન થઈ શકે છે. આપણી ઈદ ત્યારે જ ઈદ બની શકે છે, જ્યારે કે આપણે આપણી ખુશીમાં આપણા ગરીબ ભાઈ–બહેનોને શામિલ કરવાનો અટલ નિર્ધાર કરીએ અને તેઓ પ્રત્યેની મીઠી, મમતા અને માયાળુ મોહબ્બત આપણા અંતરમાં અંકિત કરી 'ઈદ' ઉજવીએ.

આ મુબારક અવસર ઉપર આ દિવસની ભાવનાને અમલી રૂપ આપીએ તો બેશક એ દિવસનો મકસદ જળવાશે અને અજર પ્રાપ્ત થશે.

અંતે હું તમામ મુસ્લિમ બંધુઓને અંત:કરણપૂર્વક 'ઈદ મુબારક' પેશ કરું છું અને ઈદના આ અવસરે ગરીબ બંધુઓને પણ ભાગીદાર બનાવવાની યાચના કરું છું.

* * *

લાખ રૂપિયાની સલાહ !

નસીમ ઓસાવાલા

"સીમા કિચન સંભાળે છે, ઝુલેખા ઘરની સફાઈ કામ કરે છે, નસરીન બચ્ચાઓને સંભાળે છે."

બેગમ સાહેબાએ 'ટ્રેડમેલ' ઉપર હાંફળા ફાંફળા થઈ કહ્યું, એજ મશીન જેના ઉપર પૈસાપાત્ર લોકો 'વોક' કરે છે તેઓ સડક ઉપર ચાલતા નથી કારણ કે મોંઘેરા મોબાઈલ ફોન છીનવાઈ જવાનો ભય રહે છે.

"ત્રણે નોકરાણીઓ 'મેડસ' ને મહિનાના વીસ વીસ હજાર રૂપિયાનો પગાર ચૂકવું છું." બેગમે ફોડ પાડી.

"આ ફિટનેસ કલબની ફિસ કેટલી છે ?" મેં પૂછયું.

"ચાલીસ હજાર, પણ અહીં આવવું તો જરૂરી છે ને ?" ડોકટરે કહ્યું છે કે 'ચરબી ઘટાડવી છે.

"બેગમ સાહેબા ! એક લાખ રૂપિયાની સલાહ આપું." મેં કહ્યું.

"ઘરનું બધું કામકાજ તમે પોતે કરવા માંડો !"

ઈદની ઉજવણીમાં ગરીબ બંધુઓને પણ ભાગીદાર બનાવો

આપણી ખરી ઈદ ઉજવણી ત્યારે જ સાચી અને શોભાયમાન થઈ શકે છે જ્યારે કે આપણે આપણી ખુશીમાં આપણા ગરીબ ભાઈ-બહેનોને શામીલ કરવાનો અટલ નિર્ધાર કરીએ અને તેઓ પ્રત્યેની મીઠી, મમતા અને માયાળુ મોહબ્બત આપણા અંતરમાં અંકિત કરી ઈદ ઉજવીએ.

નસીમ ઓસાવાલા

દરેક વખાણને લાયક તે જ માઅબૂદ છે જે દરેકનો સર્જનહાર પરવરદિગાર છે. જેણે મોત અને જિંદગી બનાવી કે જેથી તમને અજમાવે કે તમારામાં કરણીની રૂએ કોણ સારો છે, કોણ મહાન છે.

નિઃસંશય અલ્લાહ મહાન છે. અલ્લાહ સિવાય નથી કોઈ માઅબુદ બેશક તેની ઝાતે પાક અતિ ઉચ્ચ છે. ભવ્યતાઓ પણ તેજ છે અને દરેક તારીફ પણ તેના માટે જ છે.

રહેમતના દિવસો આવ્યા હતાં. બખ્શિશના દિનો, મુક્તિ અને સઆદતભરેલી દરેક પળોના એ ગણત્રીના દિવસો આંગળીના ટેરવે ગણી શકાય એજણ થોડાક દિનો નસીબ થયા હતા. બરકતવંતા એ દિવસો અને એ ખુશનસીબ પળો આંખના પલકારામાં પસાર થઈ ગઈ.

દિવસો તો પસાર થઈ જ જવાના હતા. અલબત્ત મોઅમિનોએ તેમના પોતાના રબ તરફથી નિયુક્ત કરવામાં આવેલા કાર્યને અને તેમને સોંપાયેલી એક ફર્ઝને તેની હમ્દ અને તસ્બીહ કરતાં રહો.

અલ્લાહની રહેમત વર્ષાએ નેક બંદાઓ ઉપર જેઓએ આ મુબારક માસના મહત્વને પૂરેપૂરી રીતે પિછાની અને તેને અદા કરવામાં હર્ષ અનુભવ્યો.

આજે નેક મોઅમિનોની કરણીના ફળરૂપે રબ્બુલ ઈઝઝત તરફથી એક એવા દિવસની ભેટ મળી છે કે જેને આપણે ઈદુલ ફિત્રના નામે ઓળખીએ છીએ.

એમ તો જગતનો દરેક પ્રચલિત મઝહબ પોતપોતાની રીતે પોતપોતાના અવસરો ઉજવતો આવ્યો છે પરંતુ મોઅમિનોને જે પણ અવસરો સાંપડયા છે એ દરેક અવસર પાછળ એક ઉચ્ચ ભાવના, ભવ્ય આદર્શ, શ્રેષ્ઠ સિદ્ધાંત અને અજોડ વ્યવસ્થિત હેતુને દ્રષ્ટિબિંદુ સમક્ષ રાખવામાં આવ્યો છે.

એવી જ રીતે ઈદુલ ફિત્ર પાછળ ભવ્ય આદર્શ અને ઉચ્ચ ભાવના સમાયેલી છે. મોઅમિનોના આ અવસર પાછળ મોજશોખ, ફુઝુલખર્ચી અને મસ્તી તોફાનના બદલે પરવરદિગારની જનાબમાં પાકસાફ થઈ નમ્રતા અને આજીજીપૂર્વક તેના ફઝલો કરમની યાચના કરવી, પરસ્પર હમદર્દીનો ઈઝહાર, ગરીબો, અનાથો અને યતિમો પ્રત્યે દિલી સહાનુભૂતિ દર્શાવવાનો મકસદ સંકળાયેલો છે.

આજે એજ ઈદનો દિવસ છે, એની ખુશી આજે સૌ કોઈના અંતરમાં ઉછાળા મારી રહી છે, દરેક જણ પોતપોતાની હેસિયત મુજબ ઈદની ખુશીમાં આનંદના સાર પૂરશે અને ઈદનો સત્કાર

છે. આ જવાબદારી આપણી પ્રગતિ અને ખુશીઓ માટે જરૂરી છે. ઈદુલ ફિત્ર ફક્ત તહેવાર જ નહી બલ્કે આપણી ખુશીઓની પરીક્ષાઓનો એક તરીકો પણ છે અને આ મુબારક દિવસના પ્રસંગે આપણી જવાબદારીઓ પૂરી કરવા માટે અલ્લાહ તઆલાની ખુશનુદી મેળવવાથી વધુ મોટું ઈનામ શું હોઈ શકે. ઈદુલ ફિત્રનો તહેવાર આપણા માટે એ સંદેશ લાવે છે કે એક માણસ દુનિયા ભરના લોકોની 'સામુહિક જીંદગી'નો સામાન્ય હિસ્સો છે અને સમાજથી અલગ રહીને કોઈ પણ રીતે સફળ માણસ નથી બની શકતો. આપણને જોઈએ કે આપણે 'ઈદુલ ફિત્ર'ના આ સંદેશાને અપનાવીએ અને સામુહિ જીંદગીને આપણી જીંદગીનો મકસદ બનાવીએ. હદીસે રસૂલ (સ.અ.વ.) છે કે "જે રોઝેદાર મુસલમાન ઈદની નમાઝ પહેલા ફિત્રો અદા નથી કરતો તેના રોઝા કબૂલીયતના દરજ્જા સુધી નથી પહોંચી શકતા."

રોઝાની કબુલીયત માટે ફિત્રાને જરૂરી શરત બતાવીને હકીકતમાં ઈસ્લામને તેની સ્પીટ (રૂહ)ને બતાવવામાં આવી છે જે ગરીબપરવરી અને ઈન્સાનીયતનવાઝીની દલીલ છે. પછી ઈસ્લામની ઈદ ફકત ખેલ-તમાશા, શોર-બકોર, હંગામાનું નામ નથી આ શબ્દ 'ખુશી' લીબાસ અને બીજી ખુશીઓથી નથી બલ્કે આ અલ્લાહ તઆલાની સામુહિક ઈબાદતથી લઈને સંપ-એકતા, મોહબ્બત-ભાઈચારો, હમદર્દી, પાકીઝગી, તહારત જેવી ઉચ્ચ પ્રકારની છે. આજના દિવસે સફેદપોશ લોકો આપણને આપણી જવાબદારી યાદ અપાવે છે. આ લાચાર-જરૂરતમંદ, બેબસ લોકો જેઓ ભીખ નથી માંગી રહ્યા તેની જરૂરતો આપણા ઝમીર-આત્માને ઝંઝોળે છે.

આવો આપણે આજે સૌ મળીને એ વચન લઈએ કે બાંટવા મેમણ બિરાદરીથી ગેરશરઈ, ગેરજરૂરી કુરિવાજોને ઉખાડીને ફેંકી દઈએ અને તેના મકસદ માટે દરેક સાથે ભરપૂર સહકાર કરીએ. સંપ, એકતા અને ભાઈચારાના જઝબાને વેગ આપીએ જેથી ઈદની ખુશીઓમાં બાંટવા મેમણ બિરાદરીનો દરેક શખ્સ તેમાં શામીલ થઈ શકે, ખુશ થઈ શકે અને તે પોતે મહેસુસ કરે કે તેની ખુશીઓમાં તેનો પણ ભાગ છે, તેના પર તેનો પણ હક છે. આમ પણ આપણા મઝહબની તાલીમ પણ એ જ છે કે બીજાઓ માટે જીવતા રહીને તેમની જીંદગીઓને પણ સંવારીએ અને પોતાની જીંદગીને પણ કામ્યાબ બનાવો.

બિરાદરીના મુખપત્ર માસિક

મેમણ સમાજ

કરાચીને પોતાના વેપાર-ઉદ્યોગની જાહેરખબરો આપીને સહકાર કરો જેથી કરીને બિરાદરીના મુખપત્રને નાણાંકિય તંગીનો સામનો ન રહે.

ઈદુલ ફિત્રનો હકીકી હેતુ

ઈદુલ ફિત્ર એક હકીકી ઈસ્લામી તહેવાર છે જેની ખુશી અને ઉમંગોનો કોઈ જવાબ નથી અને પછી તેની રૂહપરવરી તો તેની જગ્યાએ અલગ જ છે. ઈદનો દિવસ એવો મુબારક દિવસ હોય છે જેમાં દરેક મુસલમાનનો ચહેરો ખુશીથી નીરખી રહ્યો હોય છે. ઈદના દિવસે અલ્લાહ તઆલાની રહેમત પુરજોશ હોય છે પરંતુ હકીકત એ છે કે ઈદની સાચી અને હકીકી ખુશી તેને જ મળે છે જેમણે આ સખ્ત ગરમીની મોસમમાં માહે રમઝાનમાં અલ્લાહની ખુશનુદી ખાતર રોઝા રાખ્યા, નમાઝો પઢી, ઝકાત અદા કરી, દયાનતદારી સાથે કામ કર્યું, બેઈમાની, ગીબત, રૂશ્વત અને એવા પ્રકારની બીજી બૂરાઈઓથી પોતાને સુરક્ષીત રાખ્યા કે રાખવાની કોશિષ કરી. એવા લોકો પોતાના હેતુ અને ઉદ્દેશમાં સફળ રહ્યા.

ઈદ મુસલમાનોનો કોમી અને મઝહબી તહેવાર છે. આજના દિવસે મુસલમાનો પછી તે કોઈ પણ ફિર્કાના કે કોઈ પણ અકીદાના હોય દેશના ખૂણે ખૂણેથી સંબંધ રાખનારા સામુહિક જીંદગીના અઝીમુશ્શાન અને ઈમાનપરવરીનું પ્રદર્શન કરે છે. એ વાત સાબિત કરે છે કે મુસલમાનોએ આપસમાં એકઠા થઈ અલ્લાહ તઆલાની રસ્સીને મજબુતી સાથે પકડીને ચાલવું જોઈએ કેમ કે ઈસ્લામની હયાતનો રાઝ તેમાં જ છૂપાયેલો છે. દુનિયાની બીજી કોમો પણ પોતપોતાના તહેવારો જોશ અને જઝબા સાથે મનાવે છે પરંતુ જે રૂહાની ખુશી મુસલમાનોને આ ઈદુલ ફિત્ર મનાવવા થકી મળે છે તેનો નમૂનો બીજી કોઈ કોમ રજૂ નથી કરી શકતી. ઈદુલ ફિત્ર ફકત નવા નવા કપડા પહેરવા અને ખુશીઓ મનાવવા માટે નથી આવતી બલ્કે આ તહેવાર આપણને સબક આપે છે કે આપણે આપણી ખુશીઓમાં બીજાઓને પણ શામેલ કરીએ. એવા લોકો જેઓ આ ખુશીઓથી વંચિત છે તેને ખુશીઓ આપવી આપણી ફરજ છે. સમાજમાં સામુહિક જીંદગીના વેગ અને તંદુરસ્ત સામાજીક જીંદગીનો દર્સ આપણને આ મુકદ્દસ તહેવારથી મળે છે.

સામુહિક જીંદગીની ગોઠવણી માટે કેન્દ્રના મહત્વનો ઈન્કાર કોઈ નથી કરી શકતું. બાંટવા મેમન જમાત આપણી સામુહિક જીંદગીની સ્થાપના અને ટકાવી રાખવા એક સદ્ધર કેન્દ્રની હેસિયત રાખે છે અને આપણને એ સંદેશ આપતી નજર આવે છે કે આપણે બિરાદરીના જરૂરતમંદોના સુખ-દુઃખમાં શામેલ થઈને આપસી મોહબ્બત અને નિસ્વાર્થતાના જઝબા સાથે 'ઈદુલ ફિત્ર'ની હકીકી ખુશીઓને બેવડી કરીએ. વ્યક્તિગત રીતે મનાવાતી ખુશી મકસદ વિનાની હેસીયત રાખે છે પરંતુ જે ખુશીઓ આપણે બિરાદરીના તમામ લોકો સાથે મળીને મનાવીએ તેની તો વાત જ શું કરવી !

આપણને જોઈએ કે આપણે હુકુકુલ ઈબાદતના જઝબા સાથે ઈસ્લામી રૂહને ઉજાગર કરીને ઈદની ખુશીઓ મનાવીએ જેથી આપણી ખુશીઓ બેવડી થઈ શકે અને આપણા દિલને સુકુન-શાંતિ મળે. સામુહિક રીતે ઈદની ખુશીઓ મનાવવાથી જ્યાં આપણા સામાજીક મોભો બુલંદ થાય છે ત્યાં જ આપણા પર આવેલી જવાબદારીઓ પણ પૂરી કરી શકીએ છીએ જે આપણા સમાજે આપણને સોંપી

હમ્દે બારી તઆલા

'સાગર કુતિયાન્વી (મર્હૂમ)

મેરાજ જનારામાં, મન્સૂરના નારામાં,
છે વ્યોમના તારામાં, માસૂમ ઈશારામા,
ને સંગ ને પારામાં, તું આશ મિનારામા,
વિજળીના ઝગારામાં, પ્રત્યેક નઝારામાં,
બસ તું હી તું દિસે છે, બસ તું હી તું દિસે છે.
છે સાંજ સવારોમાં, ગુલશનની બહારોમાં,
તું પુષ્પ ને ખારોમાં, તું રૂપ હજારોમાં,
આહોની ગુબારોમાં, દુઃખ્યાની પૂકારોમાં,
જવલંત સિતારોમાં, શાઈરના વિચારોમાં,
બસ તું હી તું દિસે છે, બસ તું હી તું દિસે છે.
છે ચંદ્ર વદન માંહે, સૂરજની કિરન માંહે,
ને શામ ચમન માંહે, ધરતિ તે ગગન માંહે,
પ્રફુલ્લ ચમન માંહે, હરએક સુમન માંહે,
કોયલના કવન માંહે, બુલબુલના રૂદન માંહે,
બસ તું હી તું દિસે છે, બસ તું હી તું દિસે છે.
ગુલશનની લતાઓમાં, ઘનઘોર ઘટાઓમાં,
ઉલ્ફતની નિદાઓમાં, હર રૂપ અદાઓમાં,
માશૂકની જફાઓમાં, આશિકની વફાઓમાં,
બેકસની સદાઓમાં, મુફલિસની દુઆઓમાં,
બસ તું હી તું દિસે છે, બસ તું હી તું દિસે છે.
જંગલ ને ચમન માંહે, હર એક જીવન માંહે,
મંધમુર નયન માંહે, ને સ્વચ્છ સદન માંહે,
ભક્તોના ભજન માંહે, મસ્તોની લગન માંહે,
સૂફીના કથન માંહે, 'સાગર'ના કવન માંહે,
બસ તું હી તું દિસે છે, બસ તું હી તું દિસે છે.

ના'તે રસૂલે મકબૂલ (સ.અ.વ.)

અદીબ કુરેશી (મર્હૂમ)

કાબૂમાં લાગણી નથી આંખોમાં નીર છે
જાળી નબીની ચૂમવા મનડું અધીર છે

રૂત્બામાં સૌ અમીરથી મોટો અમીર છે
સરકારે દોજહાં નો જે અદના ફકીર છે

આવેશમાં જે જાળવે સંયમ ને ધીર છે
કૌલે રસૂલ છે-'તે ખરો શૂરવીર છે !'

સરખાવી એને લે જરા કુઆઁની બોલથી
જેને નબીના કૌલમાં શંકા લગીર છે

ઈસા કરે છે ઉમ્મતી થવાની આરઝૂ
અંતિમ નબીના ચાહકો નાનક, કબીર છે

અંતિમ પડાવ મારો મદીનામાં હો ખુદા
મારા નસીબમાં જો સફરની લકીર છે

મદ્ફન મદીના મારૂં બને તો નવાઈ શી !
પહોંચે છે ખાક ત્યાં જ કે જ્યાંનું ખમીર છે

જન્નતની બારી ઉઘડી ગઈ મારા ઘર તરફ
યા કે મદીના સમ્તથી વાયો સમીર છે

જોશે ન રાહે-હક, ન સમજશે કલામે-હક
અંતર છે જેનું અંધ, ને બુદ્ધિ બધીર છે

રાહે-રસૂલથી કદી અળગા થયું નહિ
દોરક અમારા પંથનો પીરાને પીર છે !

નામૂસે-મુસ્તફાની સુરક્ષા ઉપર 'અદીબ'
સો જાન વારૂં, એક શું મારૂં શરીર છે !

બાંટવા મેમણ જમાઅત (રજી.) કરાચીનું મુખપત્ર

મેમણ સમાજ

ઉર્દુ-ગુજરાતી માસિક

Memon Samaj

Honorary Editor:
Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia
Published by:
Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu

THE SPOKESMAN OF
BANTVA MEMON JAMAT
(REGD.) KARACHI

Graphic Designing
A. K. Nadeem
Hussain Khanani
Cell : 0300-2331295

Printed at : City Press
Muhmmed Ali Polani
Ph : 32438437

May 2021 shawal 1442 Hijri - Year 66 - Issue 05 - Price 50 Rupees

ઈદુલ ફિત્ર

ઈદ મુબારક

عيد مبارك

બાંટવા મેમણ જમાત (રજી.) કરાચીના ઓહદેદારો, મેનેજીંગ કમિટીના સભ્યો અને સબ કમિટીઓના કન્વીનર સાહેબો તરફથી બાંટવા મેમણ બિરાદરી અને આલમે ઈસ્લામને

ઈદ મુબારક　Eid Mubarak　ઈદ મુબારક

ની અંતઃકરણપૂર્વક મુબારકબાદ પેશ કરીએ છીએ.